الشعراء تلامیذ الرحمٰن

کلیّات نظام

یعنی کلام معجز نظام نظام الدولہ منتظم الملک نواب محمد مرد علیخان

بہادر تحت قائم جنگ سابق دیوان ملک مارواڑ موسوم بنام تاریخی اعنی

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

ماہ دسمبر ۱۸۷۵ء

مطبع نامی منشی نول کشور میں مقام لکھنؤ طبع ہوا

تقریظ از جانب مطبع

اس کلیات کا مشہور نام - **کلیات نظام** - اور تاریخی نام -
کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر ہے یہ کلیات
جناب نظام الدولہ منتظم الملک نواب محمد مردان علیخان بہادر نخت
قائم جنگ سابق دیوان و وزیر اعظم ملک مارواڑ کا ہے -
آپ کے اور تالیف و تصنیف کا نام بھی تاریخی ہے مثلاً -

۱ - تاریخ البلاد - - - - تاریخ مین
۲ - تواریخ راج مارواڑ (۱۲۷۷ھ) - تاریخ ملک مارواڑ جسکا دارالامارۃ جودھ پور ہے
۳ - ظل ناصری - - - - علم جفر مین جو بنام شاہ ایران موسوم ہے
۴ غنچۂ راگ (۱۲۸۱ھ) - - - - علم موسیقی مین
۵ طلسم نظر (۱۲۷۹ھ / ۱۲۸۹ھ) - - - - علم مسمریزم مین
۶ - ضبط عشق (۱۲۸۱ھ) - - - - واسوخت مشمولہ کلیات ہذا

سوا انکے اور چند کتب زیر تالیف ہین - ابتدا مین آپ کا تخلص مضطر تھا
پھر رعنا اور اب باعتبار خطاب کے **نظام** ہے جو آپ کی رباعی سے ظاہر ہے

رباعی

آغاز سخنوری مین مضطر تھا نام	رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام
پھر زیر نگین جو کشور نظم تو اب	نواب خطاب اور تخلص ہے **نظام**

تلمذ آپ کو نواب میرزا اسد اللہ خان - غالب مرحوم دہلوی سے تھا اور بعد ترتیب کلام کے دبیر الدولہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر لکھنوی نے اصلاح دی - کچھ حصہ آپ کے کلام کا دستیاب ہوا اور ایک مدت سے بسبب کثرت اشتغال منصبی وغیرہ کے کہنا ترک کر دیا اور اکثر نظم آپ نے اپنے نام سے مشہور نہین کی جسقدر بہم پہونچا اوسکو دو جلدین ترتیب دیکر طبع کیا ہے *

جلد دوم متفرقات ہر قسم للی ساعۃ	جلد اول غزلیات الی ایمائیہ

شمار مین کل شعر صحت ملحوظ سے شعر ہین اگر ایک دلچسپ نظم اسمین شامل کیجاتی تو اوسکے ساڑھے تین ہزار شعر ملا کر کل شعر تخمیناً قریب دس ہزار کے ہوتے مگر آپ نے اوسکو مستثنیٰ رکھا - کلام عارفانہ اور شاعرانہ و عاشقانہ ہر قسم کا ہے اکثر مضمون بھی عالی اور نئے - زبان شستہ طبیعت مین چوچلا - اور واسوخت کا نیا طرز سب سے نرالا ہے جسکے بنا بعد بند ہمعدد زعشا ہین اور اوسمین پانچ سراپا اور سب نئی صورت کے ہین اور وہ باعتبار حالات شاعرانہ و عاشقانہ کے محض قال ہی قال ہے نہ کہ حال - بقول حضرت (آخر مصرعہ واسوخت مبارکہ مصرعہ) حال اس قال کو سمجھین نہ مگر دانشمند * فارسی قصیدہ و غزل اور کلام نعت و مناقب وغیرہ بنام مہر نبوت بھی اسی مین شامل ہے جس مطلع ترجیع بند نعت کے صلہ مین اوسی شب کو آپ زیارت بابرکات آنحضرت صلعم سے بعالم رؤیا مشرف ہوئے اوسکو مقبول بارگاہ رسول صلعم کہنا چاہیے اسلیے وہ تبرکاً یہان لکھا جاتا ہے * وہو ہذا —

بجسم خلق از ان دم کہ جان دمید خدا بختم گوہر پاک تو چون رسید خدا	کسیکہ مظہر ذاتش بود نہ دید خدا عیان زصنعت از جاے خود رمید خدا

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا | ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

آپ رئیس مرادآباد کے ہین یہ شہر ملک روہیلکھنڈ مین لطافت آب و ہوا اور مردم خیزی مین مشہور ہے - قوم سے آپ افغان یوسف زئی ہین مگر چونکہ آپ کی سیادہ نشین تا سن تمیز آپنے عربی فارسی گھر مین پڑھی زان بعد اکثر سیر کتب کا شغل اور شوق رہتا ہے مزاج مین تحقیق سے ہے چنانچہ پنجاب مین بعہد ملازمت گورنمنٹ آپ نے چند مفید چیزین نکالین ❊

۱ - لعاب مصری - - - - کوہ مری مین یہ پہاڑ قریب اور سرحد کشمیر پر واقع ہے جہان نفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب گرما مین تشریف رکھتے ہین ❊

۲ - روغن داد - - - - جو داد اور اکثر جلدی وغیرہ امراض کیواسطے اکسیر ہے آندروسے دریاے اٹک سے ❊

۳ - بنفشہ عمدہ - - - - ایضاً ایضاً

۴ - خشک چوب شب چراغ - ایضاً ایضاً

۵ - موسیائی - قریب برسانی ندی رشی نام واقع علاقہ پنڈی گھیب ضلع راول پنڈی سے ❊

۶ - موسیائی سنگی - - - کنارہ ندی متصل کھوٹہ ❊ ضلع ایضاً - اندرون کوہ سے - (وہ اشیاء جو مارواڑ مین تحقیق کیے) ❊

۷ - سنگ غربال - - - جسکے ظرف مین پانی ازخود چھن جاتا ہے خاص جودہ پور سے ❊

۸ - سنگ طبع - - - - جسپر کاغذ چھپ جاتا ہے خاص جودہ پور سے ❊

۹ - تا ۱۲ کانہاے - - - - شرب - مس - آہن - نقرہ - خاص جودہ پور وغیرہ اضلاع مارواڑ سے ❊

ان معدنیات کی بابت آپ نے جو رباعیان لکھی ہین وہ یہ ہین ❊

رباعی

آبحیوان بظلمت اسکندر یافت	جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوه که بر آید بیکن	اقبال نظام بین که کان زر یافت

دیگر

هر کس که به بحر غوطه زد گوهر یافت	چون کند زمین و کوه و صحرا زر یافت
تحقیق به مارٹ وارٹ چون کرد نظام	سیم و مس و آهن و سرب را دریافت

حسن مطلع قصیدہ ناتمام

سیم آهن و مس و سرب آورده ام از جبال	هم سنگ پارس آمده کهسار مارٹ وارٹ

۱۸۴۹ء عیسوی مین حسب الطلب آپ پنجاب گئے اور سر انجام خدمات مالی و ملکی و سرحدی وغیرہ مین آپ نام آور و مورد تحسین حکام و اسناد و انعام رہے جسطرح گورنمنٹ مین آپکا اعزاز و اعتبار تھا اسیطرح ملک مین بلکہ سرحدی ممالک باغی امرندی وصوات وستھانہ وغیرہ مین رعب داب تھا اور حسن خلق اور راستبازی کے باعث سے آپ ہر دل عزیز تھے آپکا کام انتظام نظیر اور دستور العمل ہوتا تھا جفاکشی اور محنت اور دلسوزی حد سے متجاوز تھی - غدر ۱۸۵۷ء عیسوی کے نازک اور مشکل وقت مین اول آپ نے ہی کار نمایان اور انتظام کمال خیر خواہی اور دانائی سے اوس ملک مین کیا جہان قریب کی چھاونیون مین تخمینًا آٹھ ہزار فوج ہندوستانی تھی اگر ذرا بھی دیر اور سوء تدبیری ہوتی تو یقینًا کل باغی اور اوس بغاوت سے طول فساد عظیم کا ہوجاتا اور بغاوت کوہستان کو خود دفع کیا اور سرحدی اور اندرونی انتظام کی تدابیر عمدہ ایسی کین کہ پتہ نہ ہلا نہ کسی نے بال بیکا کیا ہو

یہان کل کام اور انتظام کی تفصیل طول سے ہے ۱۸۵۵ عیسوی مین آپ نے
استعفا دیا اور بعدہ ہندوستانی ریاستون مین کار فرما رہے اور اونمین بھی
مشکل کام آپکے استقلال اور حسن تدبیر اور رسائی سے بآسانی انجام پذیر ہوے
۱۸۶۷ عیسوی سے آپ باصرار ملک مارواڑ مین طلب ہوکر اول نائب دیوان
اور بعدہ دیوان کل یعنے وزیر اعظم مقرر ہوے جہان کا حسن انتظام اور
ترقی آمدنی ہر صیغہ اور نیز دیانت اور خلق اور سلوک آپکا ضرب المثل ہے
جو بہت مشکل کام اور انتظام اور انسداد فساد قبائل ملکی وغیرہ آپ نے استقلال
عاقل و ہمت سے کیے جب کہ ملک ابتر اور والی ملک مضطرب تھے اونکی تفصیل طول ہے
صلہ خدمات مین آپ کو ایک علاقہ جاگیر اور طلائی تمغہ اور خطاب نوابی مع نقارہ
و نشان و نوبت و گھڑیال اور قرب و تعظیم اول درجہ کے سرداران ملک کی
دربار مملکت مارواڑ سے عطا ہوی آپکو انتظام مالی و ملکی اور افزونی پیداوار
علی الخصوص معاملات پولیٹکل مین ایک ملکہ اور تجربہ ہے اور دیانت اور محنت
اور استقلال سے آپکو کامیابی ہوتی ہے اگرچہ تمام اوقات عزیز آپ کی
انجام امور منصبی مین صرف ہوتے ہین مگر جو وقت بچتا ہے وہ سیر کتب و
تالیف و تصنیف مین گذرتا ہے آپ کا قول ہے کہ وقت اور تندرستی ہی ہین
جو بمدہ نعمت خدا داد ہین دونون جہان کے کام انجام ہو سکتے ہین طبیعت
حلیمانہ صبر و کسر نفسی عادت ایسے متین جفاکش پاک طینت بے طمع مستقل
راستباز خوش معاملہ آزادمنش تجرد پسند ہین مروت اور سخاوت کے سوا
شجاعت بھی خدا داد ہے چنانچہ اتفاقات سے کئی بار فیل مست اور شیر اور
خنزیر اور مسلح خونی اشتہاریون سے سر میدان مقابلہ ہوا اور آگ اور دریا مین
کام پڑا مگر فضل الٰہی سے ہر جگہ آپ ثابت قدم اور غالب رہے - واقعی جوانمردی
مین بھی آپ اسم بامسمے ہین ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ یارون کے
یار شاطر ملنسار بے ریا ایسے کم دیکھے ہین آپ فرمیشن بھی اعلے درجہ کے ہین

آپکا بیان ہے کہ اسمین مذہب اور اکل و شرب اور جن اور شیطان اور سحر وغیرہ کو کچھ بھی علاقہ نہین ہے سوحلد اور اہل کتاب ہونے کی شرط سے ثابت ہے کہ اگر آدمی عمل کرے تو انسان کے واسطے یہ ایک بہتر طریقہ ہے یہ طریقہ عہد حضرت سلیمان علیہ السلام سے جاری ہے انشا ہے راز نا مجاز ہے مگر جو بات نہین ہے اسکا انکار کرسکتا ہے ورنہ آدمی اوسکے انشا پر قادر ہے یہ محض غلط مشہور ہے کہ سحر یا جن کے تسلط سے آدمی اظہار سے مجبور ہوتا ہے مسمریزم مین بھی آپکو دستگاہ ہے ابتدا سے آپکو ورد و وظائف سے بھی ذوق رہا اکثر چلہ کشی اور زکات بھی دی اور اوراد بھی معمول ہین چنانچہ اونکی برکت سے ماہ رمضان مین ۲۴ تاریخ کو رات کے دو بجے شب قدر دیکھی اور ایکبار خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو خواب مین نقش عطا فرمایا اوسکی صبح کو ایک کتب فروش آپکے پاس نکلا دیوان خواجہ صاحب فروخت کر گیا جو کتب اکبر شاہی کتب خانہ کا تھا جسپر مہر فیضی و ابو الفضل ثبت تھین یہ گویا اول تعبیر تھی مگر در اصل وہ دیوان بشارت عمدہ دیوان تھا جسکے بعد آپ دیوان مارڑ وار ہوے۔ ایکبار حضرت خالد بن الولید صحابیؓ کو چاشت کے وقت خواب مین ایک سفر مین اپنا رفیق طریق دیکھا۔ ایکبار جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مع حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور کی صورت مین دیکھا ایکبار قبل مغرب روز روشن مین جناب علی علیہ السلام کو اسپ عربی پر مسلح سوار جاتے مین دیکھا حضرت نے آپکو ترود لاحقہ مین تسلی فرمائی خواب مین کئی بار مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی اور ایکبار کربلاء معلی اور ضریح مبارک کی زیارت سے مشرف ہوے اور چار مرتبہ زیارت جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوے ایکبار آپ سے آنحضرت صلعم نے پانی طلب فرمایا اور آپ نے چاہ سے بھر کر پلایا دوبارہ آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز جماعت مین حضرت خلیفہ اول و دوم کو بھی

بلکہا ایکبار امامت جناب رسالت مآب صلعم مین ان ہر دو صحابہ کرام کی جماعت
مین خود بھی نماز صبح کے آپ شریک جماعت ہوے اور اوسوقت آپ نے
دعا مانگی جسکی امید منقطع تھی مگر اعجاز نبوی سے اوسی دن غیب سے اوسکا
ظہور ہوگیا ایکبار آپ نے جناب باری تعالے شانہ کو بہت بڑی قوی اور جسیم
انسان کے خوب صورت مین بعالم رویا دیکھا اور تعظیم بجالائے۔ ان اللہ
خلق آدم علی صورتہ اس خواب کے حسب حال ہے اگرچہ آپ کو ابھی کسی سے
بیعت نہین مگر تمنا ہے اور بعض فقرا ر سالک و مجذوب کی عنایت بھی آپکے
حال پر رہی ہے یہ سب شرف خداداد صرف افضال ایزدی سے حاصل ہوا
جو نتیجہ حسن عمل اور صفائی قلب کا ہے امسال آپکا عزم بالجزم حج بیت اللہ
و زیارت مدینہ منورہ اور بعدہ زیارات عتبات عالیات کا ہے خدا پورا کرے
اکثر اعلے حکام اور والیان ملک عالیمقام سے بھی آپکا رسم اور مراسلت ہے
اور سب باعزاز و الطاف تمام آپ سے پیش آتے ہین یہ نتیجہ بے طمعی
اور صداقت کا ہے آپ نے اکثر مدرسون اور سوسایٹی اور ہر قسم کے کار خیر مین
ہزارہا روپیہ دیا چنانچہ میو کالج اجمیر مین جو واسطے تعلیم اولاد مہاراجگان
ملک راجستان کے بنایا گیا ہے ایک نہایت عمدہ گھنٹہ آپ کے نام سے ہی
لگیگا جسکے واسطے آپنے ساڑھے تین ہزار روپیہ دیا ہے۔ اکثر شعرائے ہند
نے قصائد اردو و فارسی آپ کی شان مین کہے اور آپ سے صلہ پایا وہ مجموعہ
بنام مدحیہ نظام محجوب بھی گیا ہے۔ آزاد منشی آپ کا شعار ہے اور باوجود
تعلقات ظاہری دل بیار دست بکار۔ بیان سیرت کے ساتہ مناسب جانکے
آپ کی صورت عکسی لینے شبیہ بھی زیب کتاب کی ہے۔ جسطرح
آپکا وصف اندکے از بسیار ہے اسیطرح یہ کلیات بھی آپ کی تصانیف
سے یکے از ہزار ہے ۔ اللھم زد آمین

فہرست دیوان اول کلیات نظام

ردیف غزل	تعداد غزل	تعداد شعر کل	نمبر صفحہ
الف	۱۴	۲۵۹	۲ تا ۱۳
ت	۱	۱۶	۱۳ و ۱۴
ح	۱	۱۰	۱۴ و ۱۵
د	۱	۳۸	۱۵ و ۱۶
س	۵	۱۵	۱۶ تا ۱۹
ش	۱	۱۴	۱۹ و ۲۰
ط	۲	۲۲	۲۰ و ۲۱
غ	۱	۱۸	۲۱ و ۲۲
ک	۱	۱۲	۲۲
ل	۳	۴۷	۲۲ تا ۲۴
م	۳	۲۱	۲۴ و ۲۵
ن	۲۱	۲۲۳	۲۶ تا ۳۶
و	۵	۶۲	۳۶ تا ۳۹
ہ	۱	۱۰	۳۹ و ۴۰
ی	۶۳	۶۲۹	۴۰ تا ۷۰
میزان	۱۱۳	۱۴۳۲	

فہرست دیوان دوم کلیات نظام

قسم نظم	تعداد نظم	تعداد شعر	نمبر صفحہ
افراد شعر	۶۹	۱۱۹	۶۲ تا ۸۰
مخمس	۳۵	۶۰۴ شعر ۲ موشح	۸۱ تا ۱۱۶
قصائد تاریخی وغیرہ	۳۱	۳۹۶	۱۱۶ تا ۱۵۲
سہرا	۳	۳۹	۱۵۳ تا ۱۵۴
راکھی	۱	۱۴	۱۵۶ و ۱۵۵
مبارکباد	۱	۲۴	۱۵۷ و ۱۵۸
مثنوی	۳	۲۵۴	۱۵۸ تا ۱۶۹
ہجو ملیح	۳	۱۸۴	۱۶۹ تا ۱۷۷
قطعات	۱۶	۸۴	۱۷۸ تا ۱۸۲
رباعی	۲۷	۵۴	۱۸۳ تا ۱۸۷
قطعات بصنعت اشتقاق	۱۰	۸۵	۱۸۷ تا ۱۹۲
تاریخ وفات	۱۱۳	۵۹۶	۱۹۲ تا ۲۲۸
سکہ	۲	۲	۲۲۸
سجع	۴	۴	〃
چیستان	۱	۲	〃
مہر نبوت	۱	۵۷۶	۲۳۰ تا ۲۶۵
واسوخت ضبط عشق	۱	۹۶۴ شعر ۳۲۳ بند	۲۶۸ تا ۳۲۶
میزان جلد دوم	۳۱۰	۴۳۵۵	
میزان کل دیوان اول و دوم	۳۴۳	۵۷۰۷	

تاریخ ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

کرے تعریف حق ہرگز نہیں مقدور انسان کا
بتا بتلا سکے خفاش کب مہر درخشان کا

لکھوں اک دُر مطلع نعت احمدؐ میں وہ دیوان کا
ملک بھیجیں درود اور ہو وظیفہ ہر مسلمان کا

سلیمان سے نہیں کچھ مرتبہ کم اونکے دربان کا
در دولت کو حاصل پایہ ہے تخت سلیمان کا

صحابہ نے فروغ اوس مہر سے چرخ دین سے پایا ہے
قمر زہرہ عطارد مشتری مریخ کیوان کا

علی مرتضےٰ وہ عالم علم لدنی سے
کہ جبریل امین اک طفل ہے اوسکے دبستان کا

عجب رعب شجاعت ہے جناب شاہ مردان کا
کہ زہرہ آب ہوتا ہے یہان شیر نیستان کا

زبان پہ میری نام پنجتن ہر وقت رہتا ہے
مجھے ہے مثل حافظ یہ تصور حفظ قرآن کا

ضیا ہے حب سبطین محمد سے دل روشن
یہی داغ محبت ہے چراغ اپنے شبستان کا

الٰہی خاتمہ بالخیر ہو رعنا کا دنیا مین
محمد شافع عصیان ہو مردان علیخان کا

نظام اک عاشقانہ بھی غزل اس بحر میں لکھو
کہ بحر بیکنار طبع مین ہے جوش طوفان کا

یہ خطِ کہکشان ہے تارِ کس مہوش کے دامان کا
الٰہی عقدِ پروین تکمہ ہے کسکے گریبان کا

گہر سے کم نہین ہر ایک قطرہ چشمِ گریان کا
بعینہٖ دیدۂ تر مین ہے عالم ابرِ نیسان کا

نظر آئی اگر موسیٰ کو جلوہ روئے تابان کا
تو چھوڑے ہے طور سے آنکھوں سے رستہ کوے جانان کا

نظر آئی جو جلوہ خواب مین بھی چشمِ جانان کا
خطا ہے پھر جو نظارہ کرون چشمِ غزالان کا

پڑا ہے عکس اس سیب لقا کے روے تابان کا
نظر آتا ہے آئینے مین عالم چاہِ کنعان کا

نکلنا چاہِ کنعان سے ہے روشن ماہِ کنعان کا
ابھرتا ہی نہین ڈوبا ہوا چاہِ زنخدان کا

اگر چشمِ عنایت اوسکی مجھ وحشی کی جانب ہو
رفو تارِ نظر سے چاک ہو دل کے گریبان کا

برات عاشقان بر شاخِ آہو دل بیکار اوٹھی
تصور مین جو ہو منظور بوسہ چشمِ جانان کا

غزالوں نے خطا یار سے کی مجھ سے بیوحشی
تصور دشتِ وحشت مین بندھا چشمِ غزالان کا

جو دیکھو اسکی کوئی بات حکمت سے نہین خالی
مقرر عشق کو رتبہ دیا ہے حق نے لقمان کا

لیاقت عشق کھوتا ہے کسیکا بس نہین چلتا
عیان ہے الفتِ بلقیس مین قصہ سلیمان کا

مرے دل کو ہے گلرویون کی الفت عہدِ طفلی سے
سبق برسون پڑھا ہے مین نے مکتب مین گلستان کا

نہ لیتا تیر البسمل جو نہا قصہ ہی سے ہوتا
تمام اس جسم کی ہمراہ ہوتا کام اگر جان کا

گنہگارون کو تیری غم نہین خورشیدِ محشر کا
نہ ہوگا شامیانہ کیا وہان دامانِ عصیان کا

نکالا ہے ہمین آخر بہشتِ بزمِ جانان سے
ورانداز ہی سے غیرون نے لیا ہے کام شیطان کا

بچائی نوح کی طوفان سے کشتی یہ سہی لیکن
جو ہو کشتی مین طوفان کون پھر مانع ہو طوفان کا

شبِ فرقت ہی آخر وصل کی شب ہوگئی رعنا
تصور یان تلک مجھکو بندھا تصویرِ جانان کا

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا

گئی جو طفلی تو پھر عالمِ شباب آیا
گیا شباب تو اب موسمِ خضاب آیا

ہمین شوقِ وصل ہمین کیا ریل پر شتاب آیا
کہ صبح ہند مین تھا شام پنج آب آیا

ہوا حباب لی مادہ کی طینتون مین فرق
سمجھ گیا کہ بس اب وقتِ انقلاب آیا

نہین وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف
جو گھر ہی یار پہونچا وہ کامیاب آیا

بچلے براق پہ احمد تو سدرہ تک جبریل
کمال شوق سے تھامی ہوی رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کرکے
یہ رات آئی کہ سر پر مری عذاب آیا

اوتار و جوڑا کھلے بند ون شوق سے سووٗ
شب وصال مین کیون آپ کو حجاب آیا

جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہے
کنوین جھنکائے گا یوسف اگر شباب آیا

جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اونکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہے دل کو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو مین
تمہارے کوچے مین مدت سے اوسکو داب آیا

کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیند سے پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بی نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بحساب ہے بین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

بشکل صورت انجم کھلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر سے آج چاند گہن
وہ ماہ چہرہ پہ جب ڈال کر نقاب آیا

ہوی جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان
گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا تصور لیلے بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھون مین شب کو خواب آیا

وہ زود رنج ہے اوسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملوگے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا

لاکھ معراج سے حق مین مری بہتر ہوتا
کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا
پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا

کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
تجھسا پیر جسم زمانہ مین جو دلبر ہوتا

دم گریہ تری دانتون کا جو کرتا مین خیال
اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا

ای بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو
کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا

ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی
موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا

دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا جمال
شش جہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا

رحم آیا نہ اوسے ورنہ مری نالون سے
پانی ہو جاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا

کافر عشق ہوا ہون جو بت بیدین کا
قول واعظ کا اسی سے نہین باور ہوتا

چھوڑکر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت
نقد سے وام بدلنا نہین بہتر ہوتا

سنگ اسود کو کبھی منہ نہ لگاتے مومن
بوسۂ خال رخ اوسکا جو میسر ہوتا

دیکھے زلف پہ پیرو کو تو قائل ہو جائے
جو یہ سمجھا ہے پری کی نہین شہپر ہوتا

کوچۂ اوس شوخ کا ہر چند ہے کالی کوسون
نامہ بر اوڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا

مر گیا ہون شکم صاف پہ پیا تھی یہ بات
سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا

قامت یار کہان اور کہان سرو چمن
کہین ہمسر نہین طوبی سے صنوبر ہوتا

مثل گل پھولے نہ جامے مین سماتی بلبل
صحن گلشن مین جو پھولام کا بستر ہوتا

بوسہ اوسکے لب شیرین کا اگر ملجاتا
تلخ کامون کو وہی قند مکرر ہوتا

تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر
کیون یہ مرنا جو غم درد کا خوگر ہوتا

ہے مرنے کی خبر سنکے کہا جانان نے
مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا

کوہکن کوہ کنی جا کے نکرتا ہرگز
حق مین اوسکی دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا

ہے سے ہیہات رہ نجد نہ لیتا زنہار
قیس نادان کا جو سمجھا کوئی رہبر ہوتا

موتیون کا ہے جبین پر تری جھبکا اسطرح
جسطرح ماہ ہی پروین کے برابر ہوتا

کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کر لیتے نظام
عمر کچھ دن بھی اگر وصل میسر ہوتا

وہ سیہ قسمت پہ آتا رہا
مین سوے ہر روز جی جاتا رہا

زندگی کی سہہ مرمر کے بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

داد بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑکر جاوے فقط نکلا نہ دل
لاکھ گیسو اوسپہ لہراتا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا

دیکھ اوسکو ہوگیا مین بیخبر
دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا

کیا کہون کس طرح فرقت مین جیا
خونِ دل پیتا تو غم کھاتا رہا

ہمدم ہجر اوس برق وش کی یاد مین
سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا

ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو جابجا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا

اوس مسیحا کی امید وصل مین
شام جیتا صبح مرجاتا رہا

عشق کا رعنا مرض ہے لادوا
کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یار شب وصل خفا ہوگیا
غم سے یہان حشر بپا ہوگیا

وا جو ترا بند قبا ہوگیا
عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا

کس سے کہون گرمیِ داغِ فراق
سینہ جہنم سے سوا ہوگیا

شکوہ صیاد نکر عندلیب
دام سے یان کون رہا ہوگیا

کوچۂ محبوب کا پایا نشان
نقش قدم قبلہ نما ہوگیا

کون کرے درد جگر کی دوا
حیف مسیحا ہی خفا ہوگیا

رنگِ شفق روے فلک پر نہین
عکس فگن رنگ حنا ہوگیا

جان خیالِ رخ جانان مین دی
خاتمہ بالخیر مرا ہوگیا

کم مجھے برزخ سے نہین زندگی
موت سے آگے ہی فنا ہوگیا

وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال
عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا

یادِ خدا نے جو کیا دل مین گھر
خانۂ دل بیت خدا ہوگیا

صید مین سب ماہ سے ماہی تلک
تیر ترا تیر قضا ہوگیا

کام کیا اوسکی نگہ نے تمام
مین ہدف تیر قضا ہوگیا

موسے کمر بھی سے کہین تاعرو
کیا تمھین لاحول ولا ہوگیا

سنتے ہی پازیب کی جھنکار کو
قبر مین اک حشر بپا ہوگیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہے جو حال
درد مرے حق مین دوا ہو گیا

تمنے نہ رعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہو گیا

حسرت نظارۂ موے کمر داریم ما
بہتر از عنقا شکاری در نظر داریم ما

وقت گریہ جسم صافش در نظر داریم ما
وہ چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما

نیست پروا ایم سنجابک آمد اگر تیر سپہر
ہیچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما

باعث رسوائی قاتل لبالم مستقیم
کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست ما را احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا
کیا عشق گل کھلاتا ہے اوس گلعذار کا

حیرت سے مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے
نقشہ کسی سے کھنچ نسکا اوس نگار کا

سیماب سے خیال رخ آتشین مین ہے
ممکن نہین قرار دل بیقرار کا

نیرنگیے جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق
کیا رنگ ہے دورنگیے لیل و نہار کا

عاشق ہے عشق سرو قد یار مین ہے محو
سیدھا لیا ہے رستہ مجرم نے دار کا

شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دل مین آ گئی
رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا

ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین ہے تیغ
ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا

دنیا سے غیر عشق گیا کون میری ساتھ
ممنون ہون مزار مین اس یار غار کا

پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دلکو صاف
دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا

تخت روان سے مجکو سلیمان کی کام کیا
ساکن ہون خاکسار ہون مین کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے سکیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

خاک بھی رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا
کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا

روے جانان پرتہ گیسو ہین خال سیہ
مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا

کیا اثر ہے عشق مین معشوق عاشق ہوگیا
وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا

زندگانی مین نہ سلجھانی ہوئی کاکل نصیب
مرگئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا

کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ
آج بہر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیالِ رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین پیری مری کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتارِ علائق ہوا
سرو سان مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اوستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب تری شیرین نظر
صورت تو وہ مشبک دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار
پیر لحد بین مری ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

صبح محفل مین جو ذکرِ گیسوی جانانہ تھا
پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا

سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما
ہر بشر دیوانخانہ مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین نیرنگیٔ عالم نظر آئی مجھے
شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان
سایۂ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب
جو مہیا اوس جگہ ساماں تھا سب شاہانہ تھا

دخت رز کا تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور
جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا

مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا
کیا کہون کیا ذائقہ تھا جیسے دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جسدم زمین پر بے تکلف
ہو گئے اشنا سرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

بعد ہو کیا یہ سمجھتے ہو تم بقول اوستاد
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جان پر کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا
شمع ہمت پہ نظام اک عمر سے پروانہ تھا

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہوں فقط عقل کی افراط سے شستہ یارب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتیں صدف نذر مری چشم گریاں
دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان غم چشم مجکو دیا تھا تو نے
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلاتا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت میں لکھا تھا سودا
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو تری فرقت تھی
خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا
غم انتہا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہی چھڑا او وہ تری ہاتھ میں جانی چھلا
حور کے پاس بھی جسکا نہیں ثانی چھلا

کچھ تو ہے بات نہیں ہوش مجھے تم نہیں آتی ہو اگر
بھید وہ ہے یہ خدا جانے نشانی چھلا

یاد جانان میں شب ہجر گذر جاتی ہے
جی کے بہلانے کو ہے ابتو کہانی چھلا

حرز جان اوسکو کروں تا ہوں انگشت نما
یہ وہ چھلا ہے کہ جسکا نہیں ثانی چھلا

یاد دلوا کے تمہیں روز رلا دیتا ہے
چشم رعنا سے بہا دیتا ہے پانی چھلا

ای اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کی بازار میں پڑیگی دھوم
گھر سے یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخروئی ہے جو اغیار سے منظور دلا
سربکف کوچۂ سفاک میں جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتیں ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن
زلف اک ہاتھ مین کل تمہین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہے وہ نہ آئین گی مگر
کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

گھر گھر ہے اب جہان مین فسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی ہی بزم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا

ہون سر سے پاؤن تک مین تمہارے بغیر زرد
رنج فراق مین ہی بہانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
سہرا تمہین سنائین تمہانا بسنت کا

گلرو موا ہون موسم گل مین تری بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا

جوبن کی کیسی چنیٹی محرم سی ہے بہار
معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا

باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا

بزم چمن مین رعد ہے غنچون کو گل کو حال
بلبل سنا رہی ہے ترانا بسنت کا

ہاں اب چمن مین فصل بہاری کا ہے عروج
ہے گلشن جہان مین زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہے
بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا

وا آتش ہے سنبل اور ہے شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام یہ دانا بسنت کا

طوبے شجر ہین روح قدس مرغ بوستان
ہے فصل گل کا دور زمانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اوسکے گر نصیب
رعنا کو کیون نہ بھائے پھر آنا بسنت کا

نام مشہور خاص و عام ہوا
عشق مین خوب میرا نام ہوا

دل مین اب درد کا مقام ہوا
مجھ مین کام ہی تمام ہوا

شور محشر بپا نہین قاتل
لاش پر میرے اژدحام ہوا

تجھ سے مغرور پہ تہمت اے ناصح
آپکو کیا خیال خام ہوا

سے لیے رو یا مین بوسۂ رخ و زلف
دیکھنا وصل صبح و شام ہوا

خط غلامی کا بیجیے صاحب
بوسۂ خط پہ مین غلام ہوا

نہ ہی آرزو سے خلد برین
جب سے در پہ ترے مقام ہوا

ہے فصاحت یہ آپ کی صلوات
گالیان آپ کا کلام ہوا

چونک اوٹھے خفتگانِ خوابِ عدم
جب خرامان وہ خوشخرام ہوا

آئے خطِ سیہ مین موے سفید
عاقبت موت کا پیام ہوا

دخترِ رز کا حکم حرمت ہے
مے کا پینا نہین حرام ہوا

ہجر مین دم نکل گیا رعنا
لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

ترکِ اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا
حیف اک بت کو نہ مردانِ علیجان چھوڑا

گردشِ چرخ نے اک ایک کو برباد کیا
نہ تو کافر کوئی چھوڑا نہ مسلمان چھوڑا

لاکھ وہ دست و گریبان ہوا لیکن مین نے
مرتے مرتے بھی نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

وحشتِ عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ
قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا

بند آنکھین ہوئین پر اوسکا تصور نہ گیا
خواب مین بھی نہ خیالِ رخِ جانان چھوڑا

زندگی خواب ہے غافل یہ زمانہ ہے خیال
تو نے اس پر بھی نہ ابتک اوسے نادان چھوڑا

دستِ گستاخ نے کیا کام کیا ہے شبِ وصل
کہ کسیطرح نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

نذر مین پہلے ہی دیتا تھا تجھے طائرِ جان
تو نے کیون میری طرف ناوکِ مژکان چھوڑا

نام تھا عشقِ زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب
اوس نے یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا

اوٹھ گیا محفلِ عشاق سے وہ آفتِ جان
کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا

ترک دنیا کو کیا ایک بقول رعنا
تجکو دنیا نے نہ مردانِ علیجان چھوڑا

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گلرو پیدا
ہر گلِ باغِ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف کو اوٹھنے سے وہ ابرو پیدا
مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا

غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہے
کیا ہوئی میرے لیے تم بھی ہلاکو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
ہم بھی کر لین گے کوئی تمسا پریرو پیدا

شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جاے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل زلف سے شبو پیدا

صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ
آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہ ہوتا نہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کی ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین فرق سر مو پیدا

نہوا حشر مین بھی بار گران تھا اتنا
میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا

قطع کب تک نکرون دل سے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اوس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلی سے ہوئے ہین گل شبو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہو گی شگفتہ کرو اسے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

چھینٹا دی مے وہین ساقی نے سمجھ کر کف یار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

ای خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

آزمانا ہے اونکو خنجر کا
درد جاتا رہے کا اب سر کا

آئینہ داری اونکی سوجھی ہے
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا

رنگ کیا راہ کو سے جانان مین
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا

نکہت کاکل معنبر سے
درد کافور ہو گیا سر کا

چاہیے مجھکو شربت دیدار
کون پیاسا ہے آب کوثر کا

تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل
سینہ نکلا اسی سے پتھر کا

دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین
دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

رو سے انکے رخسار پر دم گلگشت
صاف دھوکا ہوا گل تر کا

عاشقون کے حضور وہ دم ذبح
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا

غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
سایہ تک سے ہے عدو برابر کا

زلف سے زلف بل کی لیتی ہے
کب گوارا ہے کسیکو ہمسر کا

صبحدم اونکو دیکھکر لب بام
تھا گمان آفتاب محشر کا

نقد جان تک جہان نہ ہو سودا
کام کیا خاک ہے دہان زر کا

جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
شور ہے میرے دیدہ تر کا

جیسے دریا سمائے کوزہ مین
اب یہ عالم ہے دیدہ تر کا

خواب مین شب کو یار آیا تھا
رنگ بدلا ہوا ہے بستر کا

مر کے پایا جواب نامہ یار
خیر لکھا مرے مقدر کا

نظر آؤن گا اونکو مشکل سے
ضعف سے تن ہے تار بستر کا

شاہ خوبان کو لکھون نامہ شوق
ہو قلم گر ہما کے شہپر کا

نقش رعنا تک آ مسیحا دم
کام یان ہے بس ایک ٹھوکر کا

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا
لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر
میرے ہاتھون مین جو وہ گیسوئے پرخم ہوتا

دھوم عالم مین پس مرگ مری ہو جاتی
آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتی نہ عذر
درد ہوتا تو مرے دل مین مگر کم ہوتا

لطف اوسوقت وصال گل و بلبل کا تھا
جسم پر گل کے نہ پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین ہی مل جاتی
مائل گریہ اگر دیدہ پرنم ہوتا

زہر مار آہ رقیبون نے کیا اونکا اوگال
کھاتا رعنا کو میرے جو کہین سم ہوتا

دیر سے مین حرم مین جا نکلا
بتکدہ خانۂ خدا نکلا

سنکے بیمار آملا وہ مسیح
درد حق مین مرے دوا نکلا

دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت
جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا

دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا
نارسا گیسوے رسا نکلا

غنچہ لیکے فروغ رنگ چمن
اثر معجز صبا نکلا

جلوہ گر رات بھر رہا محبوب
بدر کامل وہ مہ لقا نکلا

ہم گئے تھے سمجھ کے اوسکو چمن
کوچہ قاتل کا کربلا نکلا

خضر رہ ہو گیا دل وحشی
راہ گم کردہ رہنما نکلا

جام کو جم بنا کے سمجھا یا
دل جو جام جہان نما نکلا

شام سے صبح تک نہین سلجھا
گیسوے یار اک بلا نکلا

سفر لا یا غریق رحمت ہو
ق بحر الفت کا آشنا نکلا

واہ کیا پاکباز تھا فرہاد
پارسی شخص پارسا نکلا

حسن دلکش مین دلربا کی نظام
اثر جذب کہربا نکلا

ردیف جیم معجمہ

کس پریرو کا انتظار ہے آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ مین بہار ہے آج

آہ کی برق کوند جاتی ہے
ابر تر چشم اشکبار ہے آج

شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح روان شکار ہے آج

تیرے آتے ہی دیکھ حسرت جان
چین ہے صبر ہے قرار ہے آج

وصل گل وسے عیش باغ مین ہے
باغیون کو کمال خار ہے آج

فخر تھا گل تو مجھسے ملنے کا
کسلیے تمکو ننگ و عار ہے آج

دھیان ہے کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج

قتل گہ مین جو خاک اوڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج

لب معشوق دیکھ تیر نظر
تودۂ دل کے صاف پار ہے آج

کہتا قاصد کہ اوسکے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج

درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
غیر سے یار ہمکنار ہے آج

ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج

عندلیبو تمام نازش ہے یہ
غیرت گل سے گلے کا ہار ہے آج

مین ہون ہجر یار مین تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج

دھیان مین کسکے چشم میگون کی
کہو رعنا تمہین خمار ہے آج

ردیف حاء مہملہ

پیدا ہے یون جہان مین جو جان جہان روح
پنہان ہے جس طرح سے بدن مین نشان روح

فرقا نہین جب قلیل ہے راز نہان روح
کیا خاک پھر سناؤن تجھے داستان روح

کثرت مین یون ہے جلوۂ وحدت کہ جسطرح
بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح

اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہو دیکھ
دل ہے اگر زمین تو دماغ آسمان روح

آگ کہ بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین
روح القدس سے کبھی ہے کہین بڑہ کی شان روح

تھا جستجوے علم روح نہ ہم مین تو اسلیے
ڈھونڈا جہان مین لیک نہ پایا نشان روح

جسم کثیف پوست ہے تو مغز روح جسم
گر روح جسم علم ہے تو علم جان روح

ہے جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین
رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہے روح کی حدوث و قدم کا یہ ماجرا
گر ہے مکان وجود عدم لامکان روح

ادراک و علم خاصۂ روح ہے نظام
حس عشر کے ہاتھ مین ہے یہ عنان روح

ردیف دال مہملہ

ہے آج کل در گلشن پہ پاسبان صیاد
عبث ہوا ہے ہمارا عدوے جان صیاد

ابھی سے توڑ رہا ہے یہ عنادل کو
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد

نکل کے جا نہ سکے گی قفس سے او بلبل
قفس پہ ہے سر دم نگاہبان صیاد

دکھا دے چل کے اسیرون کو سیر پھولونکی
بہار باغ نہ کر مفت رائگان صیاد

اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
سنا جا ترانۂ بلبل سنے وہ یہان صیاد

نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
کہ آ پڑا سر بلبل پہ ناگہان صیاد

فسانۂ گل و بلبل ہے یادگار چمن
رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد

نہ ہو نہین طوطے سندا اور نہ بلبل شیراز
مین وہ ہون جسکا ہی جنت مین آشیان صیاد

مین ہون اوسی چمن لا زوال کا بلبل
کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد

بلا سے گو ترے دل مین نہین ہے کچھ تاثیر
خدا تو سنتا ہے آخر مری فغان صیاد

نہ آئی چاک قفس سے بھی تا ہوائے چمن
قفس مین اور لگاتا ہے تیلیان صیاد

خدا کی شان ہے دو دن مین ہوگیا مانوس
قفس پہ رکھتا ہے پھولونکی بدھیان صیاد

نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق غنچہ و گل
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد

نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
نہ اختیار مین ہے صبر کی عنان صیاد

نہ ہے وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندۂ گل
مگر میان چمن آگئی خزان صیاد

نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد

قفس مین کرتی تھی بلبل یہ عشق کا مذکور
یہ وہ زمین ہے نہین جسکا آسمان صیاد

رہا کر اسکو قفس سے کہ لے یہ راہ چمن
ہے عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد

بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو
پڑے گا تجھپہ مقرر وبال جان صیاد

بچون مین دام سے کسطرح ساتھ مرے
پھرے جو گھات مین ہر وقت سایہ سان صیاد

کرشمۂ اثر صحبت رعنا دل سے ہے
وگرنہ ماتم بلبل کہان کہان صیاد

جو صید دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد

تمام صحن گلستان ہین خندۂ گل سے
ہے تختہ تختۂ گل کشت زعفران صیاد

رہائی دے مجھے لے اسکو کر خدا تیری
قفس کی قید مین ہون سخت ناتوان صیاد

دکھا دے چہرۂ گل اب تو اک نظر اسکو
اخیر وقت ہے بلبل سے ہے نیمجان صیاد

ق

یہ جذب الفت گل ہے ہوا ہے بلبل کو
نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد

کفن ملا ہے عنادل کو دامن گل کا
چمن مین دفن ہے وہ زیر آشیان صیاد

قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
چمن مین ہو گئی گلچین باغبان صیاد

تری ستم سے چمن کربلا ہے اسے گلچین
ملول دیکھ کے ہے حال کشتگان صیاد

الٰہی ہو نہ زر گل نصیب گلچین کو
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان صیاد

تماشا دیکھنا گل کی عوض بروز جزا
مین کیسی لیتا ہون گلچین کی دھجیان صیاد

چمن ہے چرخ ثوابت تو گل ستارے ہین
ضرور ہے یہ روش باغ کہکشان صیاد

اب آشیان مین بھی بچنا محال ہے بلبل
کہ ہر شجر پہ لگاتا ہے نردبان صیاد

جو پیر بند سے ہین تو کچھ ڈر نہین ہے اے بیرحم
نہ باندہ پاسے عنادل مین ریسمان صیاد

خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہے
چمن مین پھرتا ہے کیا مطلق العنان صیاد

چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہے
چلا ہے باد بہاری کا کاروان صیاد

ہزار مرتبہ مر مر کے مین جیا لیکن
نہ غم سے باغ جہان مین ملی امان صیاد

لکھی ہے تازہ قوافی مین وہ غزل رعنا
کہ رند کا تجھے کہتا ہے ہمزبان صیاد

ردیف راء مہملہ

شاخ گل پر کیا جھکتی ہین مرغان بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار

گل کھلے ہین موسم گل ہین ہو سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم ہی شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پائے مہمان بہار

گل ہو ساغر بادہ ہو شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہو صحن گلشن بہر مستان بہار

جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون
نشتر فصاد کا ہے نشے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہو چمن
نرگس و گل کا لقب ہو حور و غلمان بہار

ہر روش گلدستۂ گل سے ہین آراستہ
تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار

برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب ہوا سہل ہے بہر مرغان بہار

فصل گل مین توبۂ مل سے ہے رعنا کو الم
بے مے و ساقی ہے سب برباد سامان بہار

ہے خال پہ رخسارۂ جانان کے برابر
تارا ہے کوئی ماہ تابان کے برابر

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
ہے نہر روان روضۂ رضوان کے برابر

افشان ہے ادھر زلف مین ہے منہ مین ادھر داغ
اک اور چراغان ہے چراغان کے برابر

پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
آپہونچا ہے اب قافلہ کنعان کے برابر

کاکل کا تصور نہیں زنجیر سے کچھ کم
خلوت ہے ہمین خانۂ زندان کے برابر

رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی
آپہونچا ہے اب ہاتھ گریبان کے برابر

بلبلو آ گئی چمن مین بہار
لائی باد صبا وطن مین بہار

پھول اونکی ہنسی مین جھڑتے ہین
نظر آتی ہے کیا سخن مین بہار

یہ تو گلشن ہے یاد رکھ گلچین
جائے وہ گل تو آئے بن مین بہار

نگہیا صاف غنچۂ سوسن
ہے مسی سے عجب دہن مین بہار

چشم بد دور سبزۂ خط سے
تازہ تر ہے چہ ذقن مین بہار

رخ چمکتا ہے شکل آئینہ
ہے عجب زلف پرشکن مین بہار

شجر شمع سے گرے یہ گل
نت کو رعنا ہی لگن مین بہار

نہ یا غربت میں چلت بہت ترسا ہوکر	خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہوکر
کبھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب	پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہوکر
رہتے ہے عشق میں آشوب کا طوفان دیکھو	دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہے دریا ہوکر
عشق صادق میں نہیں نام کو ننگ کا کام	چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر
ڈھونڈہ لا نالۂ شبگیر کو شانہ زیر دل	تا آسمان پہونچا ہے وہ گنبد مینا ہوکر
شعلۂ آہ مرا دود جگر کی ہمراہ	اب تو سینے سے نکلتا ہے غبارا ہوکر
رات کو اوس دُر دندان کا تصور جو بندھا	صبح پیر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر
اوسکے بکھرانے میں جو شہ سی نکلتا ہے سخن	چیرتا ہے دل عشاق کو آرا ہوکر
ایک گیسو کے بندھا ہے تجھے ابرو کا خیال	خانہ کعبہ میں پہونچا ہون کلیسا ہوکر
شوخ چشمی تری اظہار ہی چشم بد دور	پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اوٹھتا ہے	فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہوکر
قتل کرتے ہوکر شوق سے ہان بسم اللہ	پھر کبھی دیتے ہین پچھتاوے کے سوا ہوکر
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترسا و نہین	وہم نہ دو پھر خدا ہمکو مسیحا ہوکر
دیت بھی نہ رہتا جان کسے ہوا ای حضرت دل	کیسے نادان بنے جاتی ہو دانا ہوکر
ستے تعجب کہ مری پاؤن کو لغزش ہوتا تھا	دستگیری نہ کرے آپ سا ہولا ہوکر

یہ دل آزار تو ہین نام سے کے دلدار فقط
دل حسینوں کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

دامن صحرا لیا دامان دربان چھوڑکر	جیسے آیا قیس ناحق کوی جانان چھوڑکر
رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تھی	جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑکر
کر دیا عالم تہ و بالا سمند ناز نے	خاک اوڑا یا جیسے گور غریبان چھوڑکر
جذبۂ الفت لیگیا یوسف کو زندان مصر مین	بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑکر

مجھے کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک
دیر کب جاتے ہیں کہتے کو مسلمان چھوڑکر

لیگئی قسمت بیابان مجکو کوے یار سے
ورنہ بلبل بھی کہیں جاتی ہے بستان چھوڑکر

بزم جانان میں مجھے لایا مرا بخت رسا
جائیگی بلبل کہاں اب گل کا داماں چھوڑکر

پاکر فرصت خانہ محبوب میں جاؤں ابھی
جا سکو دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑکر

درد و غم تشریف لائے آپ جلت کر چلے
حضرت دل کوئی بھی جاتا ہے مہمان چھوڑکر

ہے بیابان کوچہ محبوب کے آگے بہشت
کون جاتا ہے بیابان کو گلستان چھوڑکر

واسطہ بس روح کا ہے ورنہ دیکھو بعد مرگ
جاتی ہیں کیوں قبر میں انسان کو انسان چھوڑکر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مروان علیخان چھوڑکر

ردیف شین معجمہ

اوسنے آباد اب ہے خانہ عیش
میں ہوں اور وہ ہے اور زمانہ عیش

خندہ گل ہے شادیانہ عیش
قلقل شیشہ ہے ترانہ عیش

دھوم سے آئی ہے بہار چمن
شور گلبانگ ہے ترانہ عیش

ہے رقیبوں کی جان پر نوبت
یاں جو بجتا ہے شادیانہ عیش

شب فرقت کہیں سحر بھی ہو
پھر سناؤں ولا ترانہ عیش

عید زاہد ہے عید شرعی
چاہیے کچھ نہ کچھ بہانہ عیش

دولت حسن خوب لوٹی رات
ہاتھ آیا مرے خزانہ عیش

در میخانہ کھول دے ساقی
رہے آباد تیرا خانہ عیش

میلے سے عیش باغ کے ہر سال
لکھنؤ ہے نگار خانہ عیش

بار سے ہے فرش گل بھی سبز
ابر و سبزہ ہے شامیانہ عیش

وصل سے ہے عیش باغ میں اونہو
چاہیے اب پڑھو لوں دوگانہ عیش

آنکھ جھپکی کہ کٹ گئی شب وصل
عالم خواب تھا زمانہ عیش

بس کرو ہو چکی [illegible]
چل کے آباد کیجے خانہ عیش

لکھنؤ سے چلو اب اے رعنا
اڑ گیا یان سے آب و دانۂ عیش

ردیف طاے مہملہ

نہ بعد عیش یہ ہے سور زوال فقط
زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط

کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کی انجام ہے وبال فقط

ہے یون تو حسن جدا اودہر ہر سرو مین
پر انتخاب جہان ہے ترا جمال فقط

طمع سے دانے کے آتا ہے دام مین طائر
پھنسائیگا ہمین آفت مین عشق خال فقط

وہ چشم مست وہ گردن ہے دید کی قابل
یہی ہے جام و صراحی مین قیل و قال فقط

لبون پہ جان ہے رعنا کی درد فرقت سے
دوا ہے اسکی ترا شربت وصال فقط

جا کے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط
ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط

خود غلط ہے جو کبھی ہوتی ہے تقدیر غلط
کہین قسمت کی بھی ہوسکتی ہے تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے
اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اوسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہے
سامنے مہر کے ہے ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہو تیر نظر کیون اونکا
قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک کرے دیو کی ہو ممکن اوس سے
کجروی سے کہے جو راست کرے پیر غلط

ماہ و انجم کی عوض مصر کا زندان دیکھا
خواب یوسف کی مگر ہوگئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین اونکے گھر مین
ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط

حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو
دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
پھر ہو کس راہ سے راہ در شبیر غلط

جذب الفت کا تماشا اوسے دکھلا دیتا
کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط

چھوڑ کر نجد کو صحرے تک وہ پھرا آوارہ
ہوئی مجنون سے رہ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے ہے رندونکو بیعت زاہد
افترا ہے جو انہین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر میں بات بھی مجھسے نہ نکیرین سنے کی
سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے

دھیان میں یار کی کی مین نے جو تقریر غلط
یار کے سامنے تاثیر مزا سینہ غلط

محفل یار میں موقع نہ رہا اب رکھنا
آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

ردیف غین معجمہ

ہے مراد وصل جاہل کبھی روشن چراغ
ہے برا سے کشتن پروانہ کیا ہر فن چراغ
زلف کے آگے فروغ روی روشن کیونکہ ہو
تل بھلا وجہ فروغ روی روشن کیوں نہ ہو
سوزش داغ فراق شمعرو میں ہمدمو
مشتعل رہتی ہی آہ آتشین مثل گیاس
مثل پروانہ ہی بزم دہر میں گر عندلیب
جلوہ گاہ شمعرو میں حاجت مشعل نہیں
مثل پروانہ جلایا شمعرو یوں نے مجھے
پاکدامانی پہ مرتے ہیں یہ پروانے عبث
ہی ترے گھر کا اوجالا دخت رزبیرجان
اختلاط شعلہ رویوں سے ضرر ہی جان کا
ہے فقط لیکا جلاتی ہی جو پروانہ کو شمع
واسطے ہیں شمعرو کیوں روے روشن بے نقاب
اشتعال حسن دیتا ہے فقط بہر جفا
ہے بجا زلف سیہ پہلوسے روی شمعرو
ہے بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہیں

چاہیے امشب سحر کوچہ ویران چراغ
دل سے جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا جوبن چراغ
سامنے کالی کے ہوتا ہی نہیں روشن چراغ
بزم عالم میں کہیں جلتا ہی بے روغن چراغ
آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ
سینۂ عشاق میں جلتا ہی بے روغن چراغ
صورت گلگیر گلچین ہی گل گلشن چراغ
کب ہوا ہے بزم کو ظلمت کا روشن چراغ
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ
بزم عالم میں رہا کرتا ہی تر دامن چراغ
شمع محفل کی طرح گھر کے لیے ہی زن چراغ
سوز پروانہ سے رہتا ہی کہیں ایمن چراغ
رات بھر محفل میں رکھتا ہی یہی قدغن چراغ
چھپ نہیں سکتا کسی صورت سے چلمن میں چراغ
ہے فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ
ہے مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ
جلوہ دود شمع سے گر ہے رخ روشن چراغ

ہے چراغ صبح رعنا اور پیری مین زیست
واقعی رہتا نہین ہے صبحدم روشن چراغ

ردیف کاف فارسی

بہ رنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ
نہ نکلی نکہت گل کی روش ہو دل کی امنگ

ہو آخرت کا سفر سر پہ اور یہ او سیہ درنگ
نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہوا اب آہنگ

حیا کا پاس ہے جب تک تو عشق ہے لب خام
مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام کو ننگ

نگاہ و ابروی قاتل سے اک اشارہ سے
اوڑا دے سر و تن و جان جگر کی ہین جو ترنگ

تپاک آپکا مجھسے فقط رفافہ سے ہے
کہ دیکھ غیر کو آئے مجھے خط بیرنگ

بڑا ہے طالع منحوس مین مرے مریخ
ہمین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے [جنگ]

قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہے شب ہجر
شب وصال ہین اللہ اکبر ایسی درنگ

ادا ہے ناز ہے شوخی ہے حسن دلکش ہے
تمام اوسمین ہے عاشق کی بار رکھنے کی ڈھنگ

نیا پہ ہے مری جان جہان کا اے قاصد
کشادہ سینہ ہے پتلی کمر دہن ہے تنگ

وہ سنگ دل نہو عاشق مزاج کیا معنے
نہان ہی رہتی ہے آتش درون سینۂ سنگ

نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی
ہوئی محبت گیسو سے یا رقیبہ فرنگ

بڑھے گا رشتۂ الفت کہین گر شک ہے غیر
نظام روز لڑاتا ہے اوس پری سے پتنگ

ردیف لام

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اوٹھائے دل
غمخوار غم کا کون ہے آخر سوا[ئے دل]

دلبر اگر جدا ہو تو اوسکو ملائے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پا[ئے دل]

ناچار ہو تو جبر کیا ہے اختیار
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضا[ئے دل]

پوچھے اسے عزیز جاکے زلیخا سے دل کی قدر
زر ہے بہا سے یوسف و یوسف بہا[ئے دل]

رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق
طاقت ہے اتنی بوجھ کہ تنہا اوٹھا[ئے دل]

ہے خواب جو زینت آغوش وہ قمر
مثل کتان ہے چاک ہماری [...]

وصل اوس بہار مین ہو جو اوس گل سے باغ مین
پھولا خوشی سے بر مین نہ میرے سماے دل

بیجا نہین ہے اسکو جو عرش خدا کہون
کرسی سے بھی بلند ہے الحق بناے دل

شورش بھی اور اوسپہ تماشا ہے بعد مرگ
ڈھونڈا تو کچھ غبار سا نکلا بجاے دل

ہے مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
سینہ ہے طور شمع تجلی ضیاے دل

منظور دل لگی ہے تو دل کو لگا کے دیکھ
ارمان دل نکال لے کر دل مین جاے دل

تصویر کھینچ لی ہے تصور سے یار کی
اوتری پری ہے شیشہ مین یہ ہے صفاے دل

اوس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہے بپا
دل باختہ پکارتے ہین ہاے ہاے دل

یہ عشق دلربائون کا ہر دل عزیز ہے
دل دادہ اوسکو رکھتے ہین بر مین بجاے دل

دل باختہ ہے پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل کھو گیا ہے اسلیے کہتا ہے ہاے دل

مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
دل میرا آشنا ہے نہ مین آشناے دل

رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ
دزد حنا نہ آنکھ بچا کر چرا لے دل

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خانہ جا ہو چکی ہے اللہ رے کمال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل

گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اوس گل سے
ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل

گفتگو آج ہے کچھ وصل کی شاید گلچین
کان مین گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل

باغبان ہے نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سب پہ پڑ جائیگا گلشن مین وبال بلبل

پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
نہوا کسکو نہین مرگ ملال بلبل

مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
مر گئے پہ ہوا گل سے وصال بلبل

دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل

نکلا پھر ایک بس قرعہ بنام صیاد
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

باغ مین اوس سے مزاحم نہو گلچین سے کہو
دخل بے حکم کرے سکتی یہ مجال بلبل

کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات — تجکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
چتر گل سر پہ ہے اور تختہ گلشن پہ جلوس — چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود — کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
دربدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد — باغبان پیٹتا ہے یون دیکھ کے حال بلبل

گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

داغون سے باغ باغ ہے بستان سرای دل — کیا تجھ سے اب بہار ہے گلچین فضاے دل
مرجاے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل — یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پای صنم کو جو پائے دل — سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوے یار سے ہونگا فدای دل — لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پای دل
سمجھے گی آپ مجھ سے اگر ماجرائے دل — جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھای دل
بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبای دل — گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بوسہ دہان یار کا بے منہ کی کھای دل — اور فرط شوق سے نہ کہین منہ کو آئے دل
دیکھے نظر دل آئے ہے عین خطای دل — پامال عشق مین ہو یہی ہے سزائے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل — جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جس وقت جائے دل
وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تک سمای دل — حسرت سے تنگ ہے تیرا تنگنای دل
درمان ہے درد ہے غم جانان دوائے دل — عاشق کو عشق کا ہی مرض ہے شفای دل
دل مین ندای غم ہے تو غم مین صدائے دل — دل غم پکارتا ہے تو غم ہای ہای دل
دلدار کام کرتی ہے آہ رسائے دل — نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
آنکھین کبھی رو کے پھوٹ گئین کیا لا علاج — شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

ردیف میم

طرفہ شوریست کہ در دو جہان افگندیم — فتنہ و شر زمانہ تا بیک سو بنہیم

حال حجاج بد و نیک آخر پیداست سنگ اسود بخدا سنگ محک می بینم
شور و شر نیست چو در ذات نمک پرورده هر نمک خوار چرا کور نمک می بینم
گشت برگشته و فاسد چه عقائد در دین قلب ارباب یقین قالب شک می بینم
گردش چرخ نظر کن که سلیمان بر مور روی آورده و محتاج کمک می بینم
بیخود و مست مے عیش خردمندان را باده خون جگر و دل چو گزک می بینم
تختهٔ باغ شد از لشکر صرصر تاراج عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برہمی عالم و آدم رعنا
همه از شعبده بازی فلک می بینم

یاد آن روز که در کوے تو گریان رفتم به گلستان صفت ابر بہاران رفتم
ساختم سجده بمحراب در میخانه از خرابات جهان صاحب ایمان رفتم
قشقهٔ ناصیه گردید نشان سجده آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم
سرکشت آه بدل بار ندامت بر دوش بر در جانان جهان وه چه بسامان رفتم
داد از رنج و غم و غصه که دیدم در هجر یاد آن روز که در بزم تو خندان رفتم

وحشتم برد سوے دشت ز کویش رعنا
پا به در خانه و من سوے بیابان رفتم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم ہو پہنچے آغاز محبت میں ہی انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سن کر دیکھتے روز ہیں آ آ کے تری بام کو ہم
بیخود الفت عارض تھے اور اب بندۂ زلف صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہے سرکار میں ماشاء اللہ مہربانی کے لیے غیر ہیں دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہیں توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہے حقیقت میں ایک خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم

دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا
کیوں سلام اب نہ کریں کعبۂ اسلام کو ہم

ردیف نون

کھینچا ہے عکس قلب کی فوٹوگراف مین
شیشہ مین ہے شبیہ پری کوہ قاف مین

ور سر و مہ رات کو سویا لپیٹ کے خوب
دونا مذاق وصل کا اوٹھا لحاف مین

گھونگھٹ مین مجکو ابروی قاتل نظر پڑا
شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین

ای بحر حسن پھیر سے دل کی خبر بھی ہے
ڈوبا جو غرق مین کہ گرداب ناف مین

نبتی نہین ہے آج جب او شوخ تنگ ہے
عاشق سے کیا عجب ہے جو بگڑی زفاف مین

رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو
پھر کفر اور دین سکے نہ تو اختلاف مین

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین
ہے کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین

خانہ خراب عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا کہان کہان دل بیچا نہان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین
یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین

وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا
اونکے دہان نہین مری منہ مین زبان نہین

حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منہ سے بات
جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین

جو ہم پیالہ تھے وہی ہمسے نفور ہین
جب ان سے لطف حضرت پیر مغان نہین

رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا عشق
یہ وہ زمین ہے جسکا کہین آسمان نہین

نہین جبدن سے یار پہلو مین
دل کو ہے اضطرار پہلو مین

نخل امید نے ثمر لایا
ہے وہ رشک بہار پہلو مین

کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر
دل ہوا ہے شکار پہلو مین

دل مشبک ہے تیر مژگان سے
زخم ہین بیشمار پہلو مین

نہین ممکن کہ اب بیتا بچی ہے
ڈھونڈیے دل ہزار پہلو مین

دل و جان و جگر شب وصلت
ہوئے تھے نثار پہلو مین

دل کو واروں میں جان نثار کروں
آؤ گر آپ کی بار پہلو میں

سوے جنت نہ پھر سکے یوں کروٹ
ہے جو وہ گلعذار پہلو میں

جام جم دیدۂ جہان بین ہے
دل ہے آئینہ دار پہلو میں

قبر بلبل پہ گل چڑھاؤں نظام
آئے گر گلعذار پہلو میں

وہ پری وش ہے حور نہیں
یہ ذرا جور ہے قصور نہیں

بال اوسکی کمر کو کہتے ہیں
شاعروں کو مگر شعور نہیں

تیری تیغ نظر ہے آفت جان
قتل عشاق تجھسے دور نہیں

جلوۂ حق بتوں میں ہے الحق
ناریں کیا ظہور نور نہیں

ہمکو واعظ عذاب سے ڈرا
نام خالق کا کیا غفور نہیں

پر یہاں قدسیوں کے جلتے ہیں
قصر جانان ہے کوہ طور نہیں

نہ اوٹھو خفتگان خواب عدم
میرا نالہ ہے نفخ صور نہیں

عشق گیسو کا ہوں میں سودائی
سر میں سرسام ہے سرور نہیں

جلوہ گر ہیں وہ ماہتابی پر
ماہ میں اس سے آج نور نہیں

اوسکا کوچہ ہے گلشن جنت
کون کہتا ہے اوسکو حور نہیں

غم نہیں یار ہے نظر سے نہاں
دل سے جو پاس ہے وہ دور نہیں

یار پر ہے شباب کا عالم
نشے میں چشم مست چور نہیں

ہاتھ پر رکھ لیا ہے غیروں نے
قتل میں آپ کا قصور نہیں

ارنی کیوں نہ بھول جائیں کلیم
روے جانان ہے شمع طور نہیں

ترک نخوت ضرور ہے رعنا
نشۂ کبر میں سرور نہیں

آہ دنیا سے میں اب خاک بسر جاتا ہوں
کر کے ارمانوں میں اک عمر بسر جاتا ہوں

وعدہ ہر روز یہی دل سے میں کر جاتا ہوں
لو میں آتا ہوں لو اوس شوخ کے گھر جاتا ہوں

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آسنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اورونکی فسانون مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہے شہیدون کی پئے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک سے ہے قاصد نہ پھرا
سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون

نہ ملا مجھکو کہین عالم امکان مین پتا
اب عدم ڈھونڈنے کو اونکی کمر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اونسے کچھ کم
بوسہ لیلیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب جب وہ نہین ہوتی دو چار
خود بین چشمون کی نظرون سے اوتر جاتا ہون

رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دینگی
منزل عشق مین مین اونسی گذر جاتا ہون

جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سی بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر
روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین

دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین
اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین

تیغ ابرو کی ہے جانباز کو جنبش کافی
قتل بے رحمی سے جلاد کیا کرتے ہین

وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین
اونکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین

مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے
روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین

ایکدن ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین
جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین

اونکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین ہم ہون
اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین

سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر
موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین

کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سنکر شور
قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین

غنچۂ گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین
دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین

اونکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین کور
شاد یون خاطر نا شاد کیا کرتے ہین

نا توان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا
وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین

شاہباز نگہ ناز پری پیکر رعنا
طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا سی جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین
تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہوا ای ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اوڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمہاری شوخیان کو شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہے تسلیم
ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

خزان چمن سے گئی فصل گل کی آئے دن
خدا نے پھر یہ ہمین باغبان کھائی دن

خزان چمن مین ہے بلبل قفس مین نالان ہے
خدا کسے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن

فراق یار مین دن ہوگیا ہے روز قیام
بلا سے عمر گھٹی پر خدا گھٹائے دن

دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی انکو نصیب
فلک نے کیسے الٰہی ہمین دکھائے دن

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سامنا رہتا ہے جسکو آئے دن

بوسہ ہونٹون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ تشنہ لب کر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کی حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین وہ مرقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے وہ کشتہ کو جلا دیتے ہین

کشتۂ تیغ نگہ تک نہ سکین پھر کی نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا

شام جب ہوتی ہے ہم اونکو دعا دیتے ہین

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بی نشان ملتا نہین
جان جسپر فدا ہو وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کیلیے
بجز شکیب وصبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہے معقول مین آیے مہربان ملتا نہین

باہمہ رفعت تصدق روز ہے پر صبح وشام
کون کہتا ہو زمین سے آسمان ملتا نہین

جان شیرین کا مجھکو دینا بہت آسان تھا
ڈوب مرنے کو زنخدان ساکنوان ملتا نہین

جوش گل سے دل مین کیا گلشن مین جاتی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھہ ہی سنگ پر تیز ہوتی ہے چھری
بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین

ڈھیر پر آتا ہے ناحق خاکساران کی ہما
خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین

دختر رز پر جو فصل گل مین ہو رنگ شباب
اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش
جسمین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین

واہ ری قسمت کہ ملتی قاتل کو جو ہمسر
ایک کے چھپاتی ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

نزاکت پر وہ میری قتل کا بیڑا اوٹھاتی ہین
غضب الله اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اوسپر بھی وہ منہہ پر آتی ہین
سوال بوسہ پر بار او دنشی منہ کی کھاتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت مہلت
اب آخر سے تجھے او طالع خفتہ جگاتی ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانہ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستی مین ہم بچھاتی ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتی ہین غصے کو
ذرا سے ہین نہین کوزہ مین اور دریا سماتی ہین

حباب آسا ہی ثابت بی ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتی ہین

کیا ہی ذبح مرغ نامہ بر کو اونسے کہتے ہین
رقیبون سے خدا سمجھے جو بی پر کی اوڑاتی ہین

مریض عشق پر درد سر اعجاز کیا معنے
بھلا اے حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتی ہین

لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتی ہین
یہ گیسو ان کی لٹتی ہین حسین جسپہ چڑھاتی ہین

کہیں کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائینگے
جو دام زلف مشکین تل کو دانہ پر بچھاتی ہین

خوشامد سے نہ رہ شیرین زبانو نگے کبھی غافل
یہ شیرینی مین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے چلی جاتی ہین اوٹھکر میری پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہی قیامت مجھپہ ڈھاتی ہین

نہین دیتی جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہجاتی ہین گاہی مسکراتے ہین

بچے سفاک سے چھوٹنا ہے کیونکر جان بسمل کی
جو آنکھین خونبہا تو دم مین پھر وہ خون بہاتی ہین

گلون کی شاخ گویا اونکے حق مین تار برقی ہی
کہ پیغام عنادل آشیان سے گل کو جاتے ہین

چمن مین دھوم ہی اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشنائی آج گل گلشن مین چھاتی ہین

نگوبے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مگر ان قافلی ارواح کے دنیا سے جاتی ہین

مسی ہی لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ
خدارا کیسی نیرنگی سی رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا بہر استقبال جلد اسے جان باہر آ
عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتی ہین

زر گل کی ہی بازار جہان مین گرم بازاری
ہوا نان چمن اب خوب گلچھرے اوڑاتی ہین

گلستان آج کشت زعفران ہی کم نہین گلچین
جو گل کھل کھل کی ہنستے ہین تو غنچے مسکراتی ہین

نظر پھر جاتی ہی جسوقت اوس خوش چشم کی رعنا
تو پھر مجھسے مرے ہم چشم بھی آنکھین چراتی ہین

تو نہانے اگر اسے رشک چمن پانی مین
اوڑ کے مرغان چمن آئین سقا پانی مین

آپڑی زلف دم غسل جو اوسکے رخ پر
مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین

دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال
آگیا صاف نظر در عدن پانی مین

فرط گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت
مردم چشم کا ہے جیسے وطن پانی مین

موج ہو موجہ بوے گل تر آب گلاب
ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین

چاہیے لوٹ سے یونس کیطرح دامن پاک
گور ہے نام کو اک عمر وطن پانی مین

پوچھ دریا سے تجسس مین ہی کسکے بیتاب
آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین

بلبلہ پانی مین اوٹھتی ہین بجای بلبل
پھونکا دیتا ہے جو وہ غنچہ دہن پانی مین

خون فرہاد مگر گردن خسرو پہ رہا
اشک شیرین سے بہی جوی لبن پانی مین

خوردبین سے ہی عجب قدرت خالق ظاہر
اک جہان کا نظر آتا ہے وطن پانی مین

گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کی مگر / عرق شرم مین ڈوبی ہو دلہن پانی مین

ضبط گریہ سے نمود اسکی ہے رعنا ورنہ / غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی مین

امڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین / دیکھو پری نہاتی ہے دریاے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہے / ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین

یہ سرد مہریان شب تنہائی کی ہین آہ / کاٹی ہین کانپ کانپ کر راتین سمور مین

بھڑکی ہے آگ دل مین رواں چشم سے ہین اشک / پیدا ہوا ہی نوح کا طوفان تنور مین

غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ کہہ سکون / سن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین

مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہو / سویا لپٹ وہ نشۂ مے کے سرور مین

زورا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا / یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین

پاس اونکو غیر صحبت اغیار مین کہان / ارض و سما کا فرق ہے نزدیک و دور مین

ہے گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین / باقی رہا ہے حشر کے اب کیا ظہور مین

آمد شد نفوس مین کسطرح چین آئے / ہر دم صداے حشر ہے اس نفخ صور مین

سچ پوچھیے تو زندہ ہے درگور اب نظام / جان ہے حریم کعبہ مین تن جودہ پور مین

غم سوا عشق کا مآل نہین / کون دل ہے جو پائمال نہین

حسن پہ آپ ہین عبث مغرور / کون شے ہے جسے زوال نہین

حسن مین بال کا نہین ہے فرق / کمر یار دیکھیے بھال نہین

خواب مین بھی نظر نہین آتے / اونکو مطلق مرا خیال نہین

زخم کے منہ سے بات کیا نکلے / لال ہے طاقت مقال نہین

غم سے افسردہ ہو گیا یان تک / آرزوے شب وصال نہین

رشک سے غیر کو جلاتا ہے / وصل کا آپ سے سوال نہین

[illegible] مین ہو گیا وصال نظام

ہجر کیونکر کہون وصال نہین

اس دور مین بچا ہی رنج و الم سی کون
افلاک کے رہا ہے خالی ستم سی کون

اک سر ہزار سودا اسے دل دیکھی جان
اوسنبھالے دل کو اپنے گیسو کی خم سی کون

دھم تجہ تڑپ کے گھر رہتا نہین تو شب
کو داٹھا گھر مین صباح آخر یہ دھم سے کون

تو ہی بتا صنم گر انصاف سے ذرا
بہتر ہے معشوقون مین میرے صنم سی کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جان بر ہوئے ہین قاتل تیغ دو دم سی کون

ست جا ہین خاک ہوکر معراج ہی یہی
سر یار کے اوٹھاتے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہے سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون

ہے چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست
جا کر پھرا ہے ورنہ ملک عدم سے کون

حضور آج تو تمسے دوچار ہم بھی ہین
تمہارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو مثل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بو تراب کا ہے مہر
تو مرتضے کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو اسقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین اے شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہے وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار سے گلچین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمہارے گیسوے مشکین پہ جی و دل روشن ہے
نثار صورت بلبل و ہزار ہم بھی ہین

وصال ہجر مین رعنا کا ہوگیا آخر
لبون پہ جان ہے اور بے قرار ہم بھی ہین

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین
جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہے جسمین خیال بتان نہین
ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین

رہتے ہین ایک روز نکو کی تلاش مین
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

ناصح وہ فراق مین ہے زلف و رخ کی یاد
کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین

کسکا کہا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند
کیا کیجیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہے جسکو خزان نہین

دل ہم بھی کر چکے اوسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکی تیز نگہ سے امان نہین

صدمے اوٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم ہے آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہے
یہ سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اوس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی سیر پر سینے پہ یہ بدھیان نہین

جاؤنگا ساتھ ناقۂ لیلی کے حجے تلک
کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین

اول مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین اسے نظام
افسوس اونکا نام کو باقی نشان نہین

سمایا ہے خیال روی جانان یون مرے دل مین
جہان چشم جہان بین کی در آئے جیسے کہ تل مین

ہمین پروا نہین ہرگز بلائین وہ نہ محفل مین
خیال اونکا تو رہتا ہے ہمارے خانۂ دل مین

کھلی ہے وجہ خال روی انور بعد مدت کے
کہ نسبت ہے مقرر دیکھیو کافور و فلفل مین

گرا گر دل مرا چاہ ذقن مین کیا تعجب ہے
فرشتے آج تک ہین قید دیکھو چاہ بابل مین

مزا روح روان نے جسم سے کچھ بہرہ کے پایا ہے
سنئے انداز کے جوہر تھے رعنا تیغ قاتل مین

کبھی ہم سوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

جو کمال رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین +
ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین

کہان ہین خضر نشان کاروان کا ہے کس جا
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین

عجیب صبح شب وصل یار کا ہے سمان
ہم اونکے منہ کو وہ روئے سحر کو دیکھتے ہین

حریم دل مین ہے بینا ہے خدا کی قدرت ہے
کبھی صنم کبھی خالق کے گھر کو دیکھتے ہین

مکان غیر کے دھوکے [illegible]
کبھی وہ مجھکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شب وصال میں ہے آج نور کا عالم
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

بہار میں ہیں عنادل سے بدگمان صیاد
قفس کو تاڑتے ہیں بال و پر کو دیکھتے ہیں

مجھے یہ ڈر ہے کلائی میں خم نہ ہو گیا ہو
حضور کیوں مرے چاک جگر کو دیکھتے ہیں

شمیم لاتی ہے کب گیسوئے معنبر کی
مدام راہ نسیم سحر کو دیکھتے ہیں

مقابلہ لب و دندان کا آئینہ میں ہے
ملا ملا کے وہ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

سوال وصل نہ ہو دل میں یہ ہی دھڑکا ہے
کبھی وہ خط کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

فلک ستم نہیں کرتا ہے جو سمجھے کرے
خدنگ آہ کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہیں

شبیہ یار میں فرق اصل سے نہیں سر مو
وہ بدگمان ہیں جو موئے کمر کو دیکھتے ہیں

جو عیب بین ہیں ہنر پر نظر نہیں کرتے
ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہیں

نہیں ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے رعنا
شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہیں

یاد آئینہ رو میں حیران ہیں
دھیان میں زلف کے پریشان ہیں

اپنے مطلب کے کیسے ہیں دانا
میرے مطلب کے وقت نادان ہیں

چشم مخمور و زلف و عارض یار
دشمن جان و دین و ایمان ہیں

وجہ گلبانگ ہے یہ اے گلچین
حال بلبل پہ پھول خندان ہیں

عشقبازی ہمارا مشرب ہے
ہم نہ ہندو ہیں نے مسلمان ہیں

بار سر پر رکھ لیا ہے غیروں نے
قتل عاشق کے آج سامان ہیں

وصل حاصل ہے اوس پری رو سے
آج رعنا غیرت سلیمان ہیں

بہار آلو یہ آتی ہے مشام روح بستے ہیں
ہوا چلتی ہے بجلی کوندتی ہے مینہہ برستے ہیں

رہ جنگل نہیں کم کوچۂ گیسوئے پرخم سے
جو آہو [illegible] گلستان آہو کے رستے ہیں

پڑی گا بلبلوں کے تاسف [illegible] کیا گلچین [illegible]
[illegible] کو دیکھ کر [illegible] ہیں

گل خندان ہے سب کشت زعفرانی ہے
[illegible] ہنستے ہیں

نقاب ابر اٹھتی ہی نہیں خورشید کے رخ سے
اڑا کرتے ہیں شپر دن کو زرتشتی برستے ہیں

نکل سکتے نہیں زنجیر موج ابر رحمت سے
فرشتے بھی جب آ کر سلسلہ میں پانو کے پھنستے ہیں

تفاوت اسقدر ہے کوہ آبو اور جنت میں
وہ آدم کا ہے مسکن اور یہاں غلمان بستے ہیں

ہوا چلتی ہے آندھی ہے تو مینہ بارش ہے طوفان ہے
الٰہی پھٹ پڑا ہے آسمان یا مینہ برستے ہیں

سبب ہے کثرت برسات کا ہے کوہ آبو پر
کہ بادل کوہ سے ٹکراتے ہیں جنگل میں پھنستے ہیں

نگر رونا او نہیں فرہاد کی ہے جان شیرین پر
بہانہ ہے جو دل کو کھو کے بادل برستے ہیں

بھلا فصل بہاری کس روش پھولی سمائیگی
بدن میں جامۂ گل تنگ بہار گل میں پھنستے ہیں

چلی ہے نکہت گل آج استقبال کو کس کے
کمر کو موجۂ باد صبا سے پھول کستے ہیں

ہجوم و کثرت فصل بہاری کی قوافل سے
کہاں جاتا ہے یارب فلک پر آبو کی بستی ہیں

مچلکہ لکھ دیا اوراق گل پر عندلیبوں نے
اسی باعث ارم ہی آ کے وہ آبو پہ بستے ہیں

قلم ہیں شاخ گل اور ہیں دواتیں فیض کی چشمے
لپٹتے پوٹ ہیں پھولوں کی یا پھولوں ہی بستے ہیں

بہار باغ رضوان لوٹتے ہیں مفت دنیا میں
یہ گلشن ہیں ارم ہیں جو یہاں آ کے بستے ہیں

حباب سخت سنگ آئے ہیں جنکی رعب عظمت سے
ابھر آئی ہیں دریا اور زمین میں کوہ دھستے ہیں

بہار باغ جنت سبزہ بیگانہ سے رعنا
مشام جان قدسی نکہت آبو سے بستے ہیں

ردیف واو

کر دیا زار غم عشق نے ایسا مجکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو

یاد آجاتی ہے جب زلف چلیپا مجکو
صاف ہوتا ہے شب ہجر کا دھوکا مجکو

کبھی جنگل کبھی بستی میں پھرایا مجکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو

دشمن جان ہوا در پردہ مرا جذبۂ عشق
منہ چھپانے لگے وہ جان کے شیدا مجکو

کون سے گرم رہ وادی وحشت سمجھا
آہوؤں نے کبھی صحرا میں نہ پایا مجکو

روز روشن ہو نہ کیونکر مری آنکھوں میں سیاہ
ہے تری گیسوئے شب رنگ کا سودا مجکو

دانۂ خال نے تسخیر کیا طائر جان
دام سے کاکل پیچاں کے پھنسایا مجکو

چین اسلام میں بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا
کوئی کہتا ہے برا اور کوئی اچھا مجکو

اک پری رو کی محبت کا میں ہوں دیوانہ
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہے سایا مجکو

لیلۃ القدر مجھے ہو گئی آخر شب ہجر
دھیان اوس روے منور کا جو آیا مجکو

مرض مہلک ہجران ہی ابھی صحت ہو
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجکو

بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
سبب وصل ہوا عالم رویا مجکو

واعظا دوزخ و جنت کی نہیں بیم و رجا
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہی چرچا مجکو

روبرو تمکو خدا کی بھی کروں گا قائل
لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو

وا دریغا دل ہوا اندر غم سی ایمن
خواب میں جب نظر آیا رخ زیبا مجکو

روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائی نیرنگ
رخ دکھایا کبھی گیسو سے چھپایا مجکو

دن پھلے آئے تو اعدا سبب خیر ہوئی
بد دعا نے کیا اغیار کے اچھا مجکو

تجھ سے نیر ہم بتان میں وہ کہا کرتے ہیں
پیار کچھ روز سے ابا کرتے ہیں رعنا مجکو

شکوہ ہے پیر مغان تجھ سے میخواروں کو
آنے دیتا تھا نہ میخانے میں ہشیاروں کو

غیرت عشق نے کانٹوں میں گھسیٹا مجکو
لیگئے غیر گلی سے جو تری یاروں کو

نا امید اہل خرابات نہیں رحمت سے
بخشدے گا وہ کریم اپنے گنہگاروں کو

تمکو غیروں سے ہی صحبت جو شب و روز تو پھر
پیار کر لیں گے کہیں ہم بھی طرحداروں کو

نخل قامت ہے زنخ پھل ہے تو گیسو شاخیں
منہ کو غنچہ کہیں اور گل تری رخساروں کو

دھیان میں رخ کے نظر رکھتی ہیں ان بھر سو مہر
یاد دنداں میں گنا کرتے ہیں ہم تاروں کو

گھر ترا گلشن فردوس ہے اے رشک چمن
حور و غلمان کہیں کیونکہ نہ پرستاروں کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی میں بے پر کیا پرداروں کو

نقد دل لیکے وہ ہو جائیں نہ کیوں بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہے زرداروں کو

قصد اوس یوسف ثانی کا ہے اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کی خریداروں کو

ابرو آنچل میں دوپٹے کے چھپاتا ہے بجا
ترک کیا میاں میں رکھتی نہیں تلواروں کو

سدرہ ہوتا ہے دربان جو در جانان پر
پھاند جانا نہین آسان ہے دیوار کو
قم باذنی مرے حق مین ہے صدائے جان بخش
سنکے جی اوٹھتا ہون پازیب کی جھنکار کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کے رعنا
شام سے تا بسحر گنتے رہے تارون کو

سچ کہتے ہین اب پاس تمہارا نہین ہمکو
تنگ آئے ہین بس جور گوارا نہین ہمکو
ہم آئے تو اب صاف مکرنے لگے صاحب
تم کرتے تھے چتون سے اشارہ نہین ہمکو
چھڑیان تو لگائین ہین بہت یار نے افسوس
پر ناز سے اک پھول بھی مارا نہین ہمکو
کس دن نہین کھڑکی سے کیے ہمکو اشارے
اور بام سے کس روز پکارا نہین ہمکو

رعنا دل مفتون سے نہ کیون ہاتھ اوٹھائین
بے دل دیے دلدار سے چارا نہین ہمکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو
دشمن و دوست ہین نظرون مین مری دونون ایک
[illegible] صورت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کے پریشان ہون مین
روی جانان کے تصور مین ہے حیرت مجھکو
حسن کو [illegible] سے اوسان اوڑے جاتے ہین
ہے عجب طور کرشمہ سے یہ دہشت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہے رحلت مجھکو
دل پھنسا زلف مین یاد رخ پرنور کہان
لیگئی رنگ حلب سے مری قسمت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
شب فرقت [illegible]
ہوش اوڑ جاتے ہین غالب ہوے دہشت مجھکو
[illegible]
کھینچ لائی ہے یہان بھی تری الفت مجھکو
[illegible]
دیکھکر جوش روان آتی ہے رقت مجھکو
خاکسار [illegible] مقدر [illegible]
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجھکو
[illegible] سے مشکل
اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ اس سے رعنا

عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجکو

ایا ہے قرآن مین کم تخلیق مثال لکھنؤ ۔۔۔ شہرۂ آفاق ہے الحق کمال لکھنؤ
ہم کو بھی جسنے سنا پایا ہے حال لکھنؤ ۔۔۔ خواب مین آجاتا ہے اوسکو خیال لکھنؤ
صورت عیسےٰ نظر آتے ہین مردان خدا ۔۔۔ کم نہین مریم سے کوئی پیرزال لکھنؤ
[illegible] مین جان پڑجاتی یہ ہین معجز بیان ۔۔۔ کم نہین اعجاز سے کچھ قیل و قال لکھنؤ
طوبے و سدرہ کو دیکھا ڈھانک کہ ہین [illegible] ۔۔۔ فی الحقیقت اونسے بڑہ کر ہین نہال لکھنؤ
[illegible] یہان اک بات ہے غولی یہان [illegible] ۔۔۔ [illegible] اور احسان سے جمال لکھنؤ
زندہ دل کیسے تن بیجان مین آجاتی ہے [illegible] ۔۔۔ [illegible] یاو شال لکھنؤ
عقد ایمان نقد دین نقد [illegible] نقد دل ۔۔۔ [illegible] ہین [illegible] مال و منال لکھنؤ
گلشن جنت سے بہتر [illegible] دکھائیگا خدا ۔۔۔ [illegible] اقبال لکھنؤ
سورۂ اخلاص [illegible] خلق احمد ہے گواہ ۔۔۔ [illegible] فال لکھنؤ
[illegible] کر [illegible] خواب دیکھین [illegible] ۔۔۔ [illegible] کی [illegible] شال لکھنؤ

عالم و آدم سب [illegible] آگاہ ہین ۔۔۔ [illegible] جمال لکھنؤ

ردیف ہا

نرگس کی بھی ہے میری نظر مین نظری آنکھ ۔۔۔ ہے صاد کی قابل ترہ ای رشک پری آنکھ
آتی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا ۔۔۔ پھر جاتی ہے آنکھون مین تری نازبھری آنکھ
رخنے سے جو جھانکو تو پڑی دین مین رخنہ ۔۔۔ پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ
ناوک سے نگہ ترک کی اور تیغ ہے ابرو ۔۔۔ دنبالہ ہے سرمہ کا جو کھینچا تو بھری آنکھ
آنکھین نہ لڑا یار دو آہو سے مری جان ۔۔۔ دیکھا ہے کہ کرتی ہے بہت بدنظری آنکھ
نظرون مین سمایا ہے مری وہ رخ روشن ۔۔۔ کچھ طور کے شعلہ سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ
خوب اوسکے کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارے ۔۔۔ کر دیتی ہے جب بند نسیم سحری آنکھ
کیا اوس بت خوش چشم [illegible] ہین [illegible] ۔۔۔ دیتی ہے مجھے جام سے بے خبری آنکھ
ہے [illegible] ۔۔۔ دیتی ہے ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

سہے جرم تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا
آفت مین گرفتار ہے دل اور بری آنکھ

ردیف یا و

اوٹھایا اونسے سر اقتل کا کچھ دل مین ٹھانا ہے
چبانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہے

زمانے مین زبان زد ہر بشر کے یہ فسانا ہے
ہین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہے

جسے سب گور کہتے ہین وہ اپنا کنج تربت ہے
اجل لیتا ہین ناخنون سے گویا منہ چھپانا ہے

نہین سے بام کچھ کم طور سینا سے
مقرر لن ترانی ہے جو اوس بت کا ترانا ہے

اسی آہ آتشین سے کام برق قاصد کا لیتے ہین
صنم کے گھر تلک یہ تار برق سے ہمنے تانا ہے

ہمارا عشق ہے عالم مین طشت از بام افتادہ
تمہارے حسن و خوبی کا اگر گھر گھر فسانا ہے

خدا سے بھی معاذ اللہ مجھکو رشک ہوتا ہے
جو سنتا ہون کہ اونکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہے

براق حسن کو معراج ہے اوس جعد مشکین سے
گندھا سو باف زرین اور اوسپر تازیانا ہے

تلاش خانہ برانداز مین گھر گھر بھٹکتی ہین
کبھی بیت الحرم بیت الصنم گاہے ٹھکانا ہے

لب شیرین کا بوسہ بوسہ قند مکرر تھا
عوض بوسہ کے ہمکو گالیان پھر اونسے کھانا ہے

قریب ابرو کے ہے اوس آنکھ مین خال سیہ ہمدم
لگایا شاخ مین آہو کے اور اون کا نشانا ہے

جفا بھی سیکڑون اوس کج ظالم کی سہین لیکن
وہ اتنک بھی یہ کہتا ہے کہ مجھکو آزمانا ہے

مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے
شب جبین کی ادا انداز کو مانی نے مانا ہے

نشان قصر جانان خانہ بربادون نے بھی پایا
مکان ہے لامکان کرسی اوسیکا آستانا ہے

خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوچہ جانان کی
ارادہ حج بیت اللہ کا دل مین ٹھانا ہے

ہمارے رہ گئے بیٹھا دی محبت اغیار کرتے ہین
جہان سے رفتہ رفتہ ایکدن اونکو بھی جانا ہے

وصال یار جنت ہے فراق یار دوزخ ہے
فقط بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہے

ہم اوسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو دھو بیٹھین
کبھی مہندی کبھی مسی لگانیکا بہانا ہے

خطر کچھ گرمی خورشید محشر کا نہین زاہد
وہان بھی پردہ عصیان ہمارا شامیانا ہے

عجب اللہ اکبر ہوگا اوسکے حسن کا عالم
قمر جسکا ہے آئینہ شعاع مہر شانا ہے

نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا
نشیمن دل ہے باغ جان مین اوسکا آشیانا ہے

مجھے اب بیٹھنے دیتی نہین غیرت اوسکی کوچے مین
الٰہی جلد دنیا سے اوٹھالے گر اوٹھانا ہے

بیان چشم جادو کیا ہے دیکھو آنکھ کا ڈورا
مقرر ابلق ایام کو وہ تازیانا ہے

ہمارے طائر جان کی تعلی کوئی کیا جانے
نشیمن عرش ہے اور لامکان پر آشیانا ہے

ڈبو دیتی ہے دولت مفت کی دنیا مین انسان کو
گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہے

خدا جانے اونہین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہے
ہمیشہ جب ہو غمزہ سے حیلہ ہے بہانا ہے

کیا خالی کا تو ماہ اپنے سے انور خالی
عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی

آئے میخانہ سے ہم واسطے ساغر خالی
آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی

کف افسوس کی پرواز سے آتی ہے صدا
کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی

ٹکڑے ٹکڑے ہین ترے تیغ سے واے دل و جان
کونسا وار گیا تیرا ستمگر خالی

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہین ششدر خالی

سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان
گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی

مرغ دل کر گیا گھبرا کے مقرر پرواز
قفس تن نظر آتا ہے سراسر خالی

لیگیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سودا
سر سے سیکڑون پھر آئے تونگر خالی

درد سر ہے ترے سب پند و نصیحت ناصح
چھوڑ دے مجھکو خدا پر نہ کر اب سر خالی

مجھکو بدنامی کے باعث سے یقین ہے رعنا
دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

واہ کیا حسن کیا جوبن ہے
کیسی ابرو ہین کیسی چتون ہے

جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے

عبث اونکو مسیح کہتے ہین
مار رکھنے کا اونہین پچھن ہے

حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق
روے تابان سے صاف روشن ہے

رسم اولٹی ہے خوبرویون مین
دوست جسکے بنو وہ دشمن ہے

بال عشاق کو بتاتے ہیں
اور ابھی غیر سے ترکین ہے

دل رعنا نکل نجائے کہیں
زلف طرار کو یہ قدغن ہے

تیغ نگہ دیدۂ خونخوار نکالی +
کیوں آپ نے عشاق پہ تلوار نکالی

ہوتے ہیں غزالان حرم راہ خطا سے
تم نے عجب انداز کی رفتار نکالی

دل شمع کا ہے نالۂ مرغ سحری کو
اور راز شب وصل نہ زنہار نکالی

ہر گام پہ دنیا سے رکھتے ہیں کہ دام پڑیگا
گر نقش ہماری سر بازار نکالی

آخر مری تربت سے اگی ہے یہی نرگس
کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی

ہیں وصل کا سائل ہوں نہ وعدہ کا طلبگار
باتوں میں عبث آپ نے تکرار نکالی

جل جائیگا یہ سینہ میں ہستی ابھی اے دل
سینہ سے اگر آہ شرربار نکالی

دل لیکے بھی رعنا کا کیا پاس نہ افسوس
کچھ حسرت دل تو نے نہ عیار نکالی

مرے سے پہ مجھے وہی رنج یار باقی ہے
ملایا خاک میں لیکن غبار باقی ہے

رہا نہ کوئی غنیم یار کے سوا ہمراہ
بس ایک قبر میں یہ یار غار باقی ہے

یہاں تو ہستی موہوم سے ہیں نشے ہرن
تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہے

اوڑا ہیں دامن صحرا کی دھجیاں دیکھو
کہاں ہمارے گریبان میں تار باقی ہے

تمہارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا
اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہے

عدم وجود برابر ہے ایک ہستی کا
فنا جہان کو ہے پروردگار باقی ہے

اوڑائی خاک پہ تشکیل ہیں اگر کشتوں کی
نشان تک نہیں اے شہسوار باقی ہے

خدا کا ڈر ہے تو ڈر جبر و ظلم عاشق سے
کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہے

کسی کی حسرت دیدار میں ہوا رعنا
کھلی ہے آنکھ ابھی انتظار باقی ہے

بہ جذبۂ غم کا جو مضمون دل مغموم سے نکلے
طوفان کا عجب کیا ہے جو مظلوم کے

صر

دربان سے رقیبوں کی رسائی ہوئی لیکن
ہم کوچۂ محبوب سے محروم سے نکلے

اغیار کا دم سن سی ہوا ہو کے نکلجاے
گر یار شب وصل ذرا دھوم سے نکلے

قاتل کا مرے قتل سے ٹھنڈا نہ ہوا دل
کیا دل کی ہوس کشتۂ مظلوم سے نکلے

سینے میں جو تھی آگ تپ عشق کی رعنا
شعلے لحد عاشق مرحوم سے نکلے

اور اک سے جو دور ہے وہ عین ذات ہے
مفہوم جسقدر ہے سب اوسکی صفات ہے

مرتے نہیں وہ عشق سے زندہ ہیں جنکے دل
نقش مکان عالم امکان ممات ہے

کتنے اگر ہوں زندۂ جاوید کیا عجب
پانی تمہاری تیغ کا آب حیات ہے

کن باعث وجود ہے سب ممکنات کا
حادث اسی سبب سے یہ سب کائنات ہے

دل کو لگاؤں اور سے میں تمکو چھوڑ دوں
فقرہ ہے یہ رقیب کا اور جھوٹ بات ہے

درگاہ رب میں شرم ہے رعنا کی اوسکے ہاتھ
باعث نجات کا جو علیہ الصلوات ہے

آتے نہیں ہیں آپ یہ کیسا تپاک ہے
مدت سے انتظار میں عاشق ہلاک ہے

گلشن سے کوچ کی کسی کا روکی ہے خبر
بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہے

سنکر مری فغان پس دیوار سن ہوا
بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہے

تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اوگی
اکسیر جسکا نام ہے وہ میری خاک ہے

عصیان سے دامن اپنا ملوث ہے غم نہیں
دامان دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہے

آتا ہے میکدے کو بہانہ سے محتسب
درپردہ دخت رز کی شب و روز تاک ہے

سیر چمن میں سبکو ہے بلبل ہی اتفاق
گلگشت اس بہار میں بالاشتراک ہے

ہمنام ہے جو شیر خدائے جلیل کا
بز دل عدو ہے اسلیے رعنا کی دھاک ہے

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے

گلگشت کی غم ہجر میں جی نکلا ہی تن سے
اب جان حزین چھوٹ گئی رنج و محن سے

پازیب کی مرقد مین صدا آتی ہی چمن سے
جان آگئی منہ کھول کر اُٹھ بیٹھی کفن سے

تسخیر ابھی سحر سے کرلین گی وہ آنکھین
کرتے ہین خطا آتی ہین آہو جو ختن سے

کس روز وصال اوسکی جدائی مین نہو دین
کب ہمکو چھڑاتی ہے قضا رنج و محن سے

ہر شے مین تری ذات کا اسطرح ہے جلوہ
جسطرح معانی کو تعلق ہے سخن سے

بلبل کا وصال آج ہوا باغ مین شاید
کہرام کا اک شور جو اوٹھا ہی چمن سے

تم کاکل مشکین سی کسو شوق سے مشکین
باندھو نہ رگ گشتہ کاکل کو رسن سے

پرواز مرا طائر جان کرگیا آخر
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

شب ماتم پروانہ مین تھی شمع یہ گریان
طوفان اوٹھا اشکون کا دامان لگن سے

ہر شے مین جہان دیکھون نظر آتی ہی تری ذات

اب صبر کرو بیٹھی ہو کیا رنج مین رعنا
دل ڈوب کے نکلا ہے کہین چاہ ذقن سے

رو برو تیرے جو ای مہر درخشان ہونگی
ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے

یاد مین زلفون کے راتون کو پریشان ہونگو
دن کو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے

نیمچہ عشق کی گر دست درازی ہے یہی
چاک کس کس کے نہ دامان و گریبان ہونگے

حال طولِ غمِ ہجران جو کرونگا موزون
تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے

خیر خالی کا مہینا تو گیا سب خالی
اب کی دیکھین گے تو اوس ماہ پہ قربان ہونگے

نظر آیا جو ترا حلقۂ زلف پرخم
بندہ ہو اس لام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس مسخر جس دن
بخدا رستے مین ہم مثل سلیمان ہونگے

دل ہی حسرت زدہ منھ پر ہی اوداسی چھائی
لوگ رعنا تجھے دیکھین گے تو حیران ہونگے

ہجر جانان مین جی سے جانا ہے
بس یہی موت کا بہانا ہے

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
آتش عشق کا بجھانا ہے

ہو عدو جسپہ کیجیے احسان
کچھ عجب طرح کا زمانا ہے

چشم آہو صفت کو کیجیے چار
ہمکو وحشی اگر بنانا ہے

گر میاں غیر سے وہ کرتے ہیں
رشک سے کیا ہمیں جلانا ہے

یاد دلوا کے داستان وصال
عاشق زار کو رلانا ہے

رکھ دلا روز و شب امید وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہے

سر جھکے کیوں نہ یار کے در پر
اپنے کعبہ کا آستانا ہے

جان جاتی ہے جس جگہ سب کی
اوسی کوچے میں اپنا جانا ہے

زیر دندان اسکے عشق میں اک دن
کنی ہیرے کی ہمکو کھانا ہے

کوئی دم میں عدم کو ہوں راہی
آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہے

رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
کل شب اگر ستانا ہے

خاکساری نہ چھوڑ نا رعنا
ایک دن خاک ہی میں جانا ہے

اگر قاصد تو ہم پر مہرباں ہے
خبر لا جلد وہ دلبر کہاں ہے

وہیں ہے کب یہ وہ دیوان ہے
دل پر سوز عاشق کا دھواں ہے

کھلا پڑا ہے جسد حسن تیرا
مگر کشتی کا اپنے بادبان ہے

نہیں سمجھے ہیں افلاک و مہ و مہر
فدا اوس شوخ پر سارا جہاں ہے

عدم مسکن ہے اپنا ہم فقیرو
مکان پوچھو تو اوج لامکاں ہے

ہنسے اس وجہ حال زار [illegible]
مرا چہرہ برنگ زعفران ہے

چلو اے بلبلو صحن چمن سے
بہار آخر ہوئی دور خزاں ہے

نہ لکھنا نام کا نامہ پر اپنے
یہی قاصد نشان بے نشاں ہے

دل رعنا نہیں پہلو میں دیکھو
کدھر سے کس طرف سے اور کہاں ہے

گئی فصل بہار گلشن سے
بلبلو اوڑ چلو نشیمن سے

فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر
جا کے لوٹ آئے میری مدفن سے

عشق گیسو سے بت سے کی توبہ
ہو گیا مومن اب برہمن سے

مجھکو کافی تھی قید حلقۂ زلف
بیڑیاں کیوں بنائیں آہن سے

زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل
دوستی کر ولا نہ دشمن سے

ہو گریباں کا چاک خاک رفو
تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے

ناز و عشوہ نیا نہیں سیکھا
شوخ طرار ہے لڑکپن سے

چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا
جی نکل جائیگا مری تن سے

عاشق سرو قد ہوں اس ہی سبب
نالہ قمری کا میرے شیون سے

ہے کئی دن سے منتظر رعنا
جلوہ دکھلاؤ اسکے چلمن سے

بیمار غم ہجر کو اچھا نہیں کرتے
افسوس عیادت کو بھی آیا نہیں کرتے

لی جان غم ہجر میں اور منہ نہ دکھایا
تم وصل کے وعدے کبھی ایفا نہیں کرتے

ہر دم دم آخر ہے اجل سر پہ کھڑی ہے
دم بھر بھی ہم اس دم کا بھروسا نہیں کرتے

کلمہ پڑھیں سب کشتۂ ناز آپکا دل سے
وہ کام تم اے رشک مسیحا نہیں کرتے

پائی ہے جگہ کوچۂ محبوب میں ہمنے
اس واسطے جنت کی تمنا نہیں کرتے

محراب سے ہے ابروے صنم کعبۂ دین کی
کافر ہیں جو اس کعبہ میں سجدا نہیں کرتے

چھوٹوں غم فرقت سے کہیں گور میں ایجان
کیوں حشر مری قبر پہ برپا نہیں کرتے

شکوہ نکرو سیکھو انداز ہمارے
الفت کسی ہرجائی سے رعنا نہیں کرتے

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے
بلند اشکوں کی کوثر سے آبرو کرتے

بھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے
تمہارے بوسہ کی کس منہ سے آرزو کرتے

نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس
عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے

خیال کو بھی رسائی تھی جب تلک مشکل
ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے

ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر
خیال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے

چھپا سکیاں اوٹھاتے جو قتل پر بیڑا
تجھے رقیب سے رو سے سرخرو کرتے

کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو
ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے

مٹیگا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے
یہ لوح عشق نہیں جسکی شست و شو کرتے

ترے شہید نہ دیکھیں گے پھر کے کوثر کو
گئے ہیں آب بقا سے وہ تر گلو کرتے

لیا ہے خانۂ دل میں تصور دلدار
تلاش کسلیے ہم اوسکو چار سو کرتے

کہو خیال میں کسکے اداس ہو رعنا
کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے

صدمے ہزار غم کے ہمیشہ کیا کیے
الفت میں کام ہم نے مگر بے ریا کیے

سب ہو گئے وہ طائر سدرہ کے ہم صفیر
صدقے میں جو حضور نے طائر رہا کیے

فرقت کی رات وصل کی شب کا مزا ملا
پہروں خیال یار سے باتیں کیا کیے

محشر تلک نہ چاک گریباں ہوا رفو
تار نظر سے لاکھ اوسے ہم سیا کیے

شام و سحر خیال رخ و زلف یار میں
ہم یاس اور امید میں مر مر جیا کیے

یارب خیال یار میں اپنا وصال ہو
ہم یہ دعا فراق میں تیرے کیا کیے

رعنا نے یوں طریق محبت میں کی بسر
بوسے تمہارے نقش قدم کے لیا کیے

مٹ منصوبے گئے اوس سے نہ کچھ تدبیر کی
کون سنتا ہے کریں کس سے گلے تقدیر کے

مبتلا اکثر رہے ہم نور مہر و ماہ پر
شک ہوئے کیا کیا نہ روئے یار کی تنویر کے

یہ حرارت ہے کہ دوزخ کی اوڑاتے ہیں ہنسی
برق سے بڑھکے ہیں شعلے نالۂ شبگیر کے

کافر گیسو ہیں ہم کفران نعمت کیوں کریں
مار کاکل کی پٹے منکا سیوں گر تکفیر کے

ہے خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہیں
دام کے پھندے ہیں یہ حلقے نہیں کچھ زنجیر کے

ق

کل شبستان تصور میں عجب دیکھا ہے خواب
شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے

جلد ہوگا شمع رو سے وصل مجھکو بھی نصیب
ہمنشین معنی یہ ہیں اس خواب کی تعبیر کے

مر گئے حسرت میں لاکھوں کشتۂ تیغ نظر
دیکھے ہمنے جوہر ابھی قاتل تری شمشیر کے

جان کر دی ہے تمہاری زلف و ابرو پر نثار
قتل کے قابل نہ ہم لائق ہیں دار و گیر کے

بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار
ہیں خریدار اپنے ای یوسف تری تصویر کے

خفتگان خاک چونک اٹھیں نہ رعنا کی طرح
شور ہیں گور غریبان تک مری زنجیر کے

پابستہ حقیقت میں ہیں اک لقا کے
کچھ روز ون سے مہمان ہیں اس دار فنا کے

دل خون ہو شب وصل بھی حسرت سے نہ کیونکر
دیکھیں نہ وہ خلوت میں بھی جب آنکھ اٹھا کے

تیر نظر و صورت مژہ خنجر ابرو
ای ترک یہ سب پیاسے ہیں خون شہدا کے

فرماتے ہیں ہمسے یہی شرط محبت
غضب آپ کی رسوا کیا غیرون میں بلا کے

کوچہ میں نہ آئی کوئی میں جان گیا ہون
فرماتے ہو ہمسے یہ رقیبون کو سنا کے

دل ہاتھ سے کھو دیتا ہے کس طور سے زاہد
تو آپ ذرا دیکھ لے اوس کوچے میں جا کے

خاک در جانان ہے لباس تن عریان
عاشق تری محتاج نہیں اور قبا کے

گر بندہ نوازی سے قدم رنجہ کرو تم
لین آنکھون سے ہم بوسے تمہاری کف پا کے

ہم سر کے بل آئینگے جو بلواؤ گے صاحب
گر ہو نہ یقین دیکھ لو تم چاہو بلا کے

ہو سایۂ دیوار تمہارا جو میسر
پھر کیا کرین فرمائیے سایہ کو ہما کے

دل کھول کے کر لیجئے ای حضرت دل سیر
ہم پھر کے نہ پھر آئینگے اس بزم سے جا کے

تن خاک میں ملجائیگا اک روز ہمارا
جی تن سے نکل جائیگا مانند ہوا کے

جو رند ہیں آزاد ہیں رعنا نہیں پابند
تسبیح کے زنار کے اور ریب و ریا کے

تم ہو مجھسے ہزار استغنی
دل نہیں میرا یار استغنی

دم تو بلبل اوسیکا بھرتی ہے
گل سے ہے گلچین ہزار استغنی

کیون نہ اس غم سے دل مرا خون ہو
جب ہون سب غمگسار استغنی

خاک کو سے صنم کی چھانتے ہیں
کب ہون ہم خاکسار استغنی

اب تو دونون جہان سے رعنا کو
[illegible] پروردگار استغنی

پئے سیر چمن آمادہ جو وہ سرو قامت ہے
ندامت سرو و گل کو بلبل و قمری کو حیرت ہے
نہین اب ضبط کا یارا یقیناً ہے کہ آفت ہو
ہمیشہ جب سے تو اغیار سے وہ گرم صحبت ہے
گھٹا چھائی ہے غم کی دل مین اشکونکو ہے طغیانی
مجھے وہ ابر نیسان ہے تو یہ باران رحمت ہے
جواب نامہ لکھوا کر نہ بھیجا جی سے لیلی نے
اسی سے قیس بیچارہ کو ہر دم جوش وحشت ہے
جگایا خفتگان خاک کو شہر خموشان مین
ہمارا نالہ پرشور بھی صور قیامت ہے

فسانہ میری وحشت کا سنا جب یار نے رعنا
لگا کہنے کسی شوریدہ سر کی یہ حکایت ہے

دوپٹا نہین اسے خود آرا بسنتی
یہ جوڑا ہی ساری کا سارا بسنتی
نہین کوئی ہاتھون مین چاندی کا چھلا
سنہرا ہے زیور تمہارا بسنتی
جڑاؤ ہے پکھراج کا اونکے سر پہ
سنہری عجب چاند تارا بسنتی

ملاحظہ خفتہ جو رعنا نے جاکر
تو غصہ سے جوڑا اوتارا بسنتی

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہے
غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے
چمن کا رنگ ہے بڑھ کر جو رنگ باغ رضوان ہے
تبادی باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہے
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہے ایسا
سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہے
تمنائی در فردوس کیا ہو مجھکو اے زاہد
در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے
تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی
تری ٹھوکر نہین ہے معجز عیسی مریم ہے

خدا جانے کہ آفت آئیگی کس پر یہ اے رعنا
اودھر غیرون نے جھگڑا یا ہے عالم کل سے برہم ہے

ترے ہاتھون سے عاشق خون بہا ہے
یہی کشتون کا قاتل خون بہا ہے
نہین خال سیہ چہرے پہ اوسکے
یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہے
کمر بھی بجسد آفت کی ہے اک موج
جو اوسکی ناف گرداب بلا ہے
چمن سے آئی ہے بوئے کباب آج
کسی بلبل کا شاید دل جلا ہے

فراق یار مین دن رات تڑپین
یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہے

نمک ہے زخم دل پر خندۂ یار
عجب لذت ہے اور طرفہ مزا ہے

کرون کیا وصف زلف و عارض یار
وہ ہے واللیل یہ شمس الضحی ہے

یہ دور آسمان دنیا مین تا زیست
دل دانا کو سنگ آسیا ہے

رخ و زلف صنم کو سحر بھی دیکھین
دعا اپنی یہی صبح و مسا ہے

کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان
وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہے

بے سبب کب دل جواب نامہ سے مایوس ہے
بال مرغ نامہ بر شکل کف افسوس ہے

نقش خاطر ہے جو اوسکی روی گلگون کا خیال
ازدحام داغ سے دل شہپر طاؤس ہے

عالم بے اختیاری سے ہے از خود رفتگی
ناصحا مدت سے دل اوس شوخ سے مانوس ہے

ہے لطافت کا یہ عالم اوس گلوئی صاف مین
رنگ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہے

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے پا در رکاب
آمد و رفت نفس گویا صدائی کوس ہے

کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کی عشق نے
دل مرا بتخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے

ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سے حال
دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

لب پہ وقت نزع آہون کی شرارے رہ گئے
اشک حسرت آ کے مژگان کی کناری رہ گئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہاری رہ گئے
چل چکے کبکے منزل ہستی سے بارے رہ گئے

بالا پن اوس طفل کا گدرا اٹھی منت کی طوق
کان مین بالی نہین پر گوشوارے رہ گئی

شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ اون زلفون مین غیر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آری رہ گئی

بزم خوبان اوسکی جاتی سے ہے آنکھون مین سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پہ
ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

شہسوار عرصۂ دین کو خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سے بیچارے رہ گئے

اور ہی کترے ہین گلرویون نے اب کلیون مین گل
سادی سادی پا یجامونکی غراری رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتو مرتی ایکیہ و باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب دیدیے
دیدۂ گریان مگر حسرت کی ماری رہ گئے +

بتا تو مجھکو کہ بیواسطہ خفا کیون ہے
یہ اختلاط مین آج ادا جفا کیون ہے

کسیکی نکہت کاکل اگر نہین لائی
معطر آج بتا باغبان صبا کیون ہے

تمام عمر گذاری ہے خاکساری مین
نہ پوچھ خاک کو کشتہ کے کیمیا کیون ہے

یہ تیرے مست کی دم سی تمام ہوش ہے
نہین وہ صحبت مے مین تو غلغلہ کیون ہے

شب وصال مین کیا وجہ منہ چھپانے کی
جو ساتھ سوئے تو عاشق سے پھر حیا کیون ہے

جو ہمسری نہین کی تیری زلف مشکین سے
تو مشک نافہ صنم مورد خطا کیون ہے

جو عاشق بت پردہ نشین نہین رعنا
تو پھر زمانہ مین بدنام ہو ملا کیون ہے

فصل گل آئی ہے ہر سو شور نوشانوش ہے
جوش گل ہے بادۂ گلگون کا جرہ گر جوش ہے

عاشقون کی جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے
پھر وہی وحشت ہے سودا ہے جنونکا جوش ہے

کل جو میخانہ مین جاکر اتفاقاً سیر کی
ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہے

ہے کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہے کہین
خم تو ہے لبریز اور دور اور ترا ہوا سرپوش ہے

آتش خمخانہ بھڑکی ہے مستان ہے تیز
ہر سبو ہے مے سے پُر اوسمین عجب اک جوش ہے

ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے
ہے ہر اک مخمور ہر سو شور نوشانوش ہے

راز کرتا ہون یہ اے غافل مین تجھپر آشکار
غور سے سن لے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہے

خانۂ دنیا تو میخانہ ہے اور غفلت شراب
نفس امارہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہے

آئیگی جب موت ہوجائیگی سب نشتی ہرن
ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے

ورنہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی
گور مین حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے

ہمدم و ہمشب سند کرے دیدۂ انجم فلک
عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے

مار گیسو نے نہین دلکو ڈسا گر اسے نظام

کس لیے ایسا یہ بیخود و بیخبر بیہوش سا ہے

لے قضا احسان تجھ پر کر چلے
ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے

کوچۂ جاناں میں جانا ہے ضرور
چاہیے ارہ سر پہ یا خنجر چلے

بس یہ ہے کوے بتاں کی سرگذشت
سر پہ میرے سیکڑوں پتھر چلے

کوے جاناں کا نہ پایا کچھ نشان
خضر کی ہمراہ ہم دن بھر چلے

سیر نیرنگ جہاں کیا خاک کی
شش جہت میں آ کے ہم ششدر چلے

پا گئی تیرے در پہ آ کر زندگی
اے مسیحا کہہ سکے ہم ٹھوکر چلے

نور سے عالم منور ہو گیا
جب سوے معراج پیغمبر چلے

دیکھیے دیکھیں گے کیا روز جزا
یاں سے تشنہ آئے وہاں باشر چلے

میکشو لازم ہے قصد مے کشی
پھر بہار آئی چلو ساغر چلے

ہو خزاں کیونکہ نہ گلشن کی بہار
جب یہاں بعد صبا صرصر چلے

بزم سے جاتے ہو در دیدۂ نظر
نیم بسمل کر چلے کیا کر چلے

قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی
کشتۂ کاکل پہ کب منبر چلے

خون تری ترچھی نگاہوں نے کیا
لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے

فرش پر ہے یوں خراماں رشک ماہ
عرش پر جیسے کوئی اختر چلے

دیکھ کر بلقیس زہرہ پوش جائے
ناز سے گر وہ پری پیکر چلے

کب ہوئی سوا ہے مژگاں ہو شفا
نشتروں پر سیکڑوں نشتر چلے

طے نہ ہو ہرگز رہ ظلمات زلف
دل مرا گو صورت اسکندر چلے

دیکھنا ہمراہ ہو سے گا نظام
سوے رب جب شافع محشر چلے

دیر و کعبہ اگر وہ بت سر فرش آ ہو جائے
شیخ جی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے

کار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم
دل میں تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے

مسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہے اگر
منفعل پھر ہیں آپ تو گل غنچۂ سوسن ہو جائے

حسرت خلد بریں ہے نہ تمنائے ارم
کوچۂ یار میں یارب کہیں مسکن ہو جائے
دل میں ہجر کی ہوئی ہے آتش غم تو تربت ہو
بعد مرنے کے مزار آتشکدہ مدفن ہو جائے
ایک لٹ بالوں کی لٹکا کے جو دیدو جنبش
حق میں عشاق کے اڑتی ہوئی ناگن ہو جائے
تیغ ہاتھوں سے سنبھالی نہیں جاتی ہے اگر
حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہو جائے
ہو خزاں فصل بہاری سے مبدل یارب
شاخ گل پر کہیں بلبل کا نشیمن ہو جائے

وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو
ڈر یہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہو جائے

جب رونے پہ آنکھ آ گئی ہے
طوفان ہی نیا اٹھا گئی ہے
دل میں نہیں غیر کا گماں بھی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے
الفت تری کارساز عالم
گھر دل میں مرے بنا گئی ہے
یاد آب رواں کی محو ہوں کی
چشموں میں کیا رلا گئی ہے
مشکل سے کٹی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے
خدارا وہ کاکل پریشان
جنجال میں جی پھنسا گئی ہے

رعنا ہے لحد میں اس سے بے چین
خلوت تری یاد آ گئی ہے

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر بینم
بجان عاشق شیدا رسد زآفت اثر بینم
صبا چون کاکلش افگند بر رویش بپیوی
بچشم خویشتن دیدم شب نیمی سحر بینم
منم در خانۂ دل در کوی جانان را بپا شد
عجب در حیرتم در رفتنہ بینم در سفر بینم
گہی بر صبح میکوشی و گاہی جنگ میجوئی
یقینم شد دلت موم ست بینم و حجر بینم
بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر
مرا از نیم مخموریست ساقی درد سر بینم
ز سوز و درد ہجرش بہرہ شد آب دلم خون
ز راہ دیدہ آمد لعل بینم و گہر بینم

بلب خندہ بابر و غصہ شب در بزم میدیدم
بہ رعنا مینمودی آشتی بینم و شر بینم

نکلی نہ دل سے حسرت نخچیر رہ گئی
قاتل سے وقت ذبح جو تکبیر رہ گئی

مطلب کی بات منہ سے نہ نکلی شب وصال
کھل کر مری زبان بدم تقریر رہ گئی

تقدیر کیسی ہوتا ہے کب اوسکا سامنا
اب گاہ گاہ دور سے تصویر رہ گئی

دیکھا کبھی نہ ابروے خمدار یار کو
بالاے طاق آہ کی تاثیر رہ گئی

فردوس میں جو بھیجی ثنا اوس پہ یکصفت
خاموش ہو کے صورت تصویر رہ گئی

گھبرا گیا میں یار کی یہ رعب حسن تھی
مطلب کی بات ہی بدم تقریر رہ گئی

پرواز کر گیا قفس تن سے مرغ جان
خالی ہمارے پاؤں میں زنجیر رہ گئی

رکھتے ہی پاؤں عشق کی منزل میں یہ نہ ہو
شرم و حیا و عزت و توقیر رہ گئی

آیا زبان پہ شکوہ قاتل نہ وقت ذبح
صد شکر آبروے تہ شمشیر رہ گئی

اک عمر کی جہان میں سیر جہان مگر
رعنا کو حسرت در شبیر رہ گئی

دام کاکل سے رہائی ہو چکی
ہو چکی عقدہ کشائی ہو چکی

اے بتو ہے راست یہ میرا سخن
ترک تمسے کج ادائی ہو چکی

جب دل گم گشتہ ٹھہرا رہنما
کوے جانان تک رسائی ہو چکی

لیکے دین و دل یہ بندہ پروری
اے بتو تمسے خدائی ہو چکی

آرزو سے وصل میں پایا وصال
حشر تک رعنا جدائی ہو چکی

مسیحا تجکو درد عشق کی تیری دوا سمجھے
تری خاک قدم کو اے صنم خاک شفا سمجھے

ہمیں تم بے وفا اغیار کو تم باوفا سمجھے
سمجھ پر آفرین ہے آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

تمہارے غم کو شادی عاشقی میں ہم نے راحت
شہید ناز کوچے کو تمہارے کربلا سمجھے

جفا سے باز آئے تھے ہوں پہ جان آئی ہے
ارے او نا سمجھ اب بھی سمجھ تجسے خدا سمجھے

ہوئی گر جان صدقے عاشق کی تیری صدقے سر
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے

فراق یار میں اوقات کاٹی اس مصیبت سے
دنوں کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے

خیالِ گلبدن میں سیرِ گلشن کی جو اے بلبل
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلفِ رسا سمجھے

طریقِ عشق میں ایمان جانا کفر کو ہم نے
مکان اوس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلفِ صنم ہمکو نظر آئی جو اے رعنا
اسی واللیل سمجھے اور اوسی بدر الدجی سمجھے

کعبے سے گئے مدینے گئے کربلا گئے
اک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے

رہوار تھا براق ملک تھے جلو میں ساتھ
اس شان سے فلک پہ رسولِ خدا گئے

نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا
کب روبرو مسیح کے بہرِ دوا گئے

سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان
خنجر سے پوچھ تو نہ کبھی دم چرا گئے

آیا جو نازکی سے عرق تھا وقت ذبح
خجلت سے ہم پسینے میں قاتل نہا گئے

دنیا میں آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ
اور کیے یاں سے حضرتِ دل لیکے کیا گئے

آئے تھے مثل بادِ بہاری سے ہم صفیر
باغ جہاں سے دم میں بہ رنگِ صبا گئے

پھر کے بس آشیانہ میں پربام یار تک
اوڑ کر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے

رعنا سرائے دہر سے شکر خدا کرو
ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے
کہیں اللہ مبتلا نہ کرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نہ کرے
کب ہے معشوق جو جفا نہ کرے

خضر اللہ موت دے لیکن
بحر الفت کا آشنا نہ کرے

یہ رقیبوں کی ہے سخن سازی
بے وفا آپ ہوں خدا نہ کرے

عشق ممکن ہے جو نہو اکسیر
خاک عاشق کو کیمیا نہ کرے

خاک خاکِ شفا ہو جب سر رگ
کیوں یہ دل قصد کربلا نہ کرے

آج آیا نہیں وہ غیرتِ گل
باغباں منہ ادھر صبا نہ کرے

تیرے خلخال پا کا کھٹکا ہے
شور محشر کہیں بپا نہ کرے

موت آجائے تو غنیمت ہے
پر صنم سے خدا جدا نہ کرے

کہدو عیسی سے ہو چکی صحت
مرض عشق کی دوا نکرے

شیخ کو گر نصیب ہو دریار
رخ سوے خانۂ خدا نکرے

خون عشاق سے وہ ہوتا ہے
کام زنہار جو حنا نکرے

خون بہایا ہے سینکڑے رعنا کا
کیون وہ دعواے خونبہا نکرے

از دل شدگان حجاب تا کے
رخسار تہ نقاب تا کے

ساقی صبح ست خواب تا کے
اے وہ ترک ثواب تا کے

توبہ ز شراب ناب تا کے
این نقش بروے آب تا کے

ساقی بہ خیز و جام سے دہ
در موسم گل حجاب تا کے

در شیشہ ز چشم شوق رندان
اے دختر رز حجاب تا کے

مغرور بجمال و حسن تا چند
نادان عہد شباب تا کے

نازی بحیات چند نادان
آخر نفس حیات تا کے

دادی برباد دین و ایمان
اے دل دگر اضطراب تا کے

او گفت شب وصال با من
این بوسہ بے حساب تا کے

آخر نوبت رسد بلطفش
خوش باش دلا عتاب تا کے

از آتش ہجر جان و تن سوخت
بر سوختگان عذاب تا کے

ناصح من و ترک عشق توبہ
این وہم و خیال و خواب تا کے

پیرانہ سری دگر باین ریش
اے مرد خدا خضاب تا کے

از دیدہ نقاب شرم بردار
در وصل آخر حجاب تا کے

برمن نظرے فگن خدا را
اے نرگس مست خواب تا کے

وقت ست در آ بباغ خندان
در موسم گل حجاب تا کے

رعنا رہ یار گیر و بنشین
آخر خانہ خراب تا کے

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی
سنو آخر خدائی ہے خدا کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی

لکھے شعروں مین کیا کیا وصف گیسو
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی

نہ آئی صورت جانان شب ہجر
بہت کین منتین ہمنے قضا کی

نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
ہزار افسوس سنگدل سے التجا کی

نہیں ہیو جہ کافر اہل اسلام
بتو اک شان ہے تم مین خدا کی

مری جلتی ہوئی گر استخوان کھاے
ابھی منقار جلجائے ہما کی

بہار گل مبارک ہو عنادل
چمن مین آمد آمد ہے صبا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
تلاش یار ہمنے جابجا کی

پھنسایا طائر روح روان کو
رسائی دیکھنا زلف رسا کی

کلاہ و تاج مین ہے نام کا فرق
حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

خدارا ہو چکی آخر شب وصل
کہا مانو بہت ابتو حیا کی

اوڑائی خاک تک میری پس مرگ
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی

ترے آنے سے جان آئی مری جان
مین مرکر جی اوٹھا قدرت خدا کی

مسلمان رام ہو جائین بتون کے
خدائی بت کرین قدرت خدا کی

کھلے بند دون وہ سوتے ہین شب وصل
اب اونکے دل مین جذبۂ دل زجا کی

حسینون مین ہے گھر گھر شور کہرام
مقرر آج رعنا نے قضا کی

زانو سے میرے آپ نہ سر کو اوٹھائیے
فتنہ ہے مست خواب اسکو جگائیے

تربت پہ میرے ہار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پہ تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین
اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

شرما کے بولے رات جو مین ڈگمگا گیا
گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہیں سر راہ دیکھیے
دامن اوٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہے شوق سے دل میں در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف میں
عاشق کے مرغ روح رواں کو پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیوں ایک دم کو منت عیسے اوٹھائیے

لیجے حساب روز جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہے اونکو تماشا دکھائیے

دنیا میں کوئی عشق سے بدتر نہیں ہے چیز
دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے

بے شربت وصال ہے دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

سردی ہے برف جمتی ہے اوس سے دھوپ سے
جی چاہتا ہے وصل کا نقشہ جمائیے

باران اشک دیکھیے تھم جائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
قاتل تری صفائی کے قربان جائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

مستور محو ذات جو ہونا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اوٹھائیے

ہم خون دل کو پیتے ہیں بدلے شراب کے
لخت جگر سے لطف اوٹھائی کباب کے

مثل حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
بحر جہاں میں نقش ہیں ہم روئے آب کے

برہم مزاج یار سے تیور بدل گئے
سامان نظر کچھ آتے ہیں اب انقلاب کے

افلاک پر چمکتے ہیں تارے جو اسقدر
ذرے ہیں سب یہ خاک در بو تراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر میں وسوسے نہیں ہمکو حساب کے

پیاسے ہوسے جو رند پلائی سبیل سے
پیر مغان نے کام کیے ہیں ثواب کے

قطع امید نامہ سفاک ہو گئی
بس نامہ بر کا بھیجا ہے بدلے جواب کے

ہے لذت وصال کا فتراک واسطہ
نخچیر بوسے لیتے ہیں جھک کر رکاب کے

کرتے نہیں وہ بات تلک بھی شب وصال
انداز کچھ نرالے ہیں شرم و حجاب کے

جلتا رہا ہوں آتش فرقت میں شعلہ رو
صدمے نہوں گے قبر میں مجھپر عذاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندہ ہین بارگاہ رسالتمآب کے

فرقت مین مری آ کے دلآزار خبر لے
ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے

دے شربت دیدار مجھے آ کے مسیحا
ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے

کس قہر سے کاٹے ہین ترے ہجر مین دن رات
دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے

اغیار سے سننگی تری گر مین صحبت
جی جلتا ہے ای غیرت گلزار خبر لے

دکھلا دے مجھے خواب مین اوس ماہ کی صورت
بیچین ہون اسے طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہے وقت کہ ہے نزع مین رعنا
یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

دوش پہ نعش لیے صاحب ماتم آئے
کوچہ یار مین اس دھوم سے کل ہم آئے

عیسیٔ وقت ہو کہدو لب جان بخش سے تم
کہ تن عاشق بیجان مین کہین دم آئے

وارد میکدہ وہ مست ہو تسلیم ہے فرض
کہدو شیشے سے کہ گردن کو کیے خم آئے

دل مین کسطرح نہ سمجھین اسے ماتم خانہ
آ کے دنیا مین تو با دیدۂ پر نم آئے

بیکسی نے مری تربت پہ عزاداری کی
قیس و فرہاد موے پر پئے ماتم آئے

کشتۂ رعنا تھا ترا دم مین نہ آیا آخر
گو جلانے کے لیے عیسیٔ مریم آئے

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے
اللہ بچائے شب فرقت کی بلا سے

مر کر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے
باز آئے نہ تم ہرگز جور و جفا سے

بیمار محبت ہون بچون گا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجکو کسیطرح قضا سے

اولجھے سحر وصل جو اوس زلف رسا سے
کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اوٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہے بلا ہر روز پہ یہ دو راہہ
اولجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا
ہین شربت دیدار کی اک عمر سے پیاسے

وصلت کا ہے نہ شکوہ فرقت کی شکایت — تابع ہیں تری کام ہے تسلیم و رضا سے
جتنے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا — دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے
اللہ رے یہ گمرہی فرط محبت — بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا ہین خدا سے
آنکھوں میں عذابوں سے گذاری ہے بمشکل — تھی بڑھ کے شب ہجر صنم روز جزا سے
تو گرم عنان شوق سے سواری بت طناز — پامال ہوں عشاق کے دل تیری بلا سے
اوس شوخ کی آنکھوں پہ نہ شیدا کیوں ہوں عاشق — مشتاق چلی آتی ہین آہو بھی خطا سے
لا یکسی خوش رو کا ہے جذب محبت — بیوجہ نہیں آئے ہین ہم ملک بقا سے

حب حشر میں محبوب نے دکھلایا ہے جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہے محشر میں خدا سے

مرا ترکی ست سفاکی شریری آفت جانے — جفا جو تندۂ غارتگر دینے و ایمانے
خود آرائے پریروئے حسینی بزم افروزے — چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے
بلیغے شاعرے شیرین بیانی طرفہ لسانے — فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتاری سخندانے
لبش شاخ نباتی یا عسل یا لعل نوشینے — شکر قند مکرر نیشکر یا شکر افشانے
سبتے نا آشنا وعدہ فراموشی و عیارے — خود آرا خود پسندی بیوفائی سست پیمانے
مہے نازک مزاجی شوخ و شنگی عربدہ جوئے — شریرے زود رنجی نازنینے آفت جانے
گہی عاشق گہی خونخوار خلقے تشنۂ خونے — گہی عیسیٰ دمی جان جہانے راحت جانے
گہی در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے — گہی در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے
گہی تشکیل تبسم در لب لعل پریرویان — گہی بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانی
گہی سرگرم ناز لن ترانیہائے موسیٰ — گہی دل دادہ و شیدائی فخر جن و انسانی
چو باشم در عدم آن بی نشان اندر وجود آید — شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے
چہ پرسی ہمنشین از عشق او حال من مسکین — چو قیس آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے
ز حیرت مشتدری بی اختیاری سخت مجبوری — ز عصیان نادمی خجلت کشی سر در گریبانے
گدائی بینوائے بیکسی آزادہ مسکینے — غریبے خانمان آوارۂ بے ساز و سامانے

بمحشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید
رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانی

چو رعنا کس نگشته در تلاش شوخ ہرجائی
بدشت غربت واماندہ حیرانی پریشانی

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہے
انداز بھی ہے غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے

آب رواں ہی سبزہ ہی گل بھی بہار بھی
ساقی ہے یار بادہ ہے باد صبا بھی ہے

ڈھاتی ہو میری کعبۂ دل کو عبث عبث
او سنگدل بتو تمہین خوف خدا بھی ہے

ایمان بھی جان بھی کھو چکی ناموس و ننگ بھی
ای دل بتا تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہے

جائے نجات پوچھتے ہین آپ مجھ سے کیا
کعبہ بھی ہے مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے

دم ہے لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو
دم دیتے ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہے

تشریف عیادت کو مری وہ نہین لاتے
بیمار کے بالین پہ مسیحا نہین آتے

بنتی گل آدم سے اگر خاک ذرا بھی
ہم مست اوسے گوندہ کے پیمانہ بناتے

ہے جذبۂ شوق اے معشوق وگرنہ
جنت کو موسے پہ بھی کبھی شیخ نہ جاتے

مہ چادر مہتاب مین منہ اپنا چھپاتا
پردے سے اگر روی منور وہ دکھاتے

پیغام صبا لاتی اگر آمد گل کا
شادی سے عنادل کبھی پھولے نہ سماتے

محشر مین اگر سامنا اوس شوخ سے ہوتا
تو جور کا رعنا اوسے کچھ لطف دکھاتے

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے
جلتے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے
بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جب تک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے
ای دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہر جائیون کے عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو سکے مخبر صادق سے اتنی
اس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہے اک عذاب سے ہم نے شب فراق
کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت ہی مر گیا
کیا کیا نہ کوے یار مین گل شور و شر رہا

کسطرح جائے طائر جان کوے یار تک
جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کی کچھ ایسی ہوا چلی
گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

یہ حسن اتفاق بھی ہوگا کبھی نصیب
سینہ پہ اونکے ہاتھ ہو زانو پہ سر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی
ایفاء عہد آپ کو مد نظر رہے

کس منہ سے لائے منہ پہ سوال وصال یار
جسکو نہ رعب حسن سے اپنی خبر رہے

اوس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر
دامن نہ کس طرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رخ نظر آجائین خواب مین
رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہے
ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے

ترے کوچے کی جو امی بت زمین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے

علی وہ باب شہر علم دین ہے
کہ دربان جسکا جبریل امین ہے

پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے

ترے کشتے کی اسقدر ہے خموشی
دہان زخم تک گویا نہین ہے

سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
پری رو آپسا زیر نگین ہے

بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
مرا محبوب ایسا نازنین ہے

نجا کوچے مین اوسکے دیکھ زاہد
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے

مٹائین گے لکھا تقدیر بد کا
در جانان ہے اور اپنی جبین ہے

حقیقت خاک الفت کی بتائین
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے

رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے

عبث کھاتے ہو قسمین دیکھ لین گے
نہین صاحب کے آنے کا یقین ہے

سمجھکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ
یہ کافر دیکھ مار آستین ہے

اوگے جب قبر عاشق سے تو نرگس
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے

نہیں تیغ یا تہِ خنجر دمِ قتل ‏— دلا صد آفرین صد آفرین ہے
جہان سے کے حق مین ہو خانہ برانداز — عجب ہے آپ وہ خانہ نشین ہے

لکھا رعنا نے وصفِ خالِ جانان
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

شانِ نزولِ زلف گرہ گیر چاہیے — فرقان روئے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو نہ حکم — میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے
اے ہمصفیر ہین شنوا گوش گل مگر — نالہ مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے — آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے
دل نے مہم کاکل پر چین کو سر کیا — ملکِ تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور مین یار کی
کنجِ لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

پیدا ہے لچک بار جو موباف زری ہے — اس شوخ مین یہ عالمِ نازک کمری ہے
ساغر مین چھلکتی ہے شراب ایسی ساقی — شوخی مین وہ ڈوبی ہو شرارت مین بھری ہو
چلنے مین چھلاوا ہو تو تسخیر مین جادو — یہ مردمکِ چشم ہے پتلی کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی — ثابت نہین سایہ ہو جوانی کہ پری ہے
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہے پایا — خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ اون آنکھون پہ غزالانِ حرم ہین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
کیا چھائی ہے فرطِ قلقِ ہجر مین حیرت — لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھون مین تری ہے
ہر چند ہو وہ چشم سیہ صورتِ آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے
مجبور کیا صبر ترے ہجر مین لیکن — اک سل ہے کہ بار سے مرے سینے پہ دھری ہے
سر جوش مین پھر خم سے نکالی ہے جو ساقی — کیا دخترِ رز کو بھی سر پردہ دری ہے
درماندہ ہین سب علم و گمان و ہم و خیالات — بے شبہ یقین سے تری ذات بری ہے

رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے
پر درد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہے

رہتی ہی ہوئے پر بھی مجھے یاد تمہاری
ہرچند ز خود رفتگی و بےخبری ہے

دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار
آئینے مین وہ تجلی ہے تو جانو مین پری ہے

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہمنے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہے

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگیٔ دور فلک نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہی جو عمر روان چشم زدن مین
معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہے

اوس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم
رخسار مین اک جلوۂ نور سحری ہے

آمادہ ہے وہ قتل پہ تولے ہوی تلوار
ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہے

کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا تہِ خنجر
مجبور ہے بندہ ہے خطائی بشری ہے

دل جہان جائے وہان رندوہ و حرمان ساتہ ہے
آنکھ اٹھ جائے جہان وان اشک باران ساتہ ہے

ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتہ ہے
جسطرف یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتہ ہے

دل مین ہے اب بھی خیال گیسوی پیچان یار
گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتہ ہے

نرگس شہلا اوگے کیونکر نہ میری خاک سے
مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتہ ہے

پاون کا چکر ہوا یا رب یہ دور آسمان
مر گئے پر گردش گردون گردان ساتہ ہے

خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہ دل
قیس سے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتہ ہے

گلرخون کی عشق مین گل کہائی ہین ای عندلیب
میرے پہلو مین کہان ہے دل گلستان ساتہ ہے

واہ ری جذب محبت خوب دکھلایا اثر
وہ مرے لاشے کے تاگور غریبان ساتہ ہے

آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتہ ہے

کوچۂ محبوب ہے موسیٰ نہین یہ کوہ طور
حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتہ ہے

عاشق بیتاب کی اللہ رے بے صبریان
وقف حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتہ ہے

واہ ری قسمت جو سون تو بات بھی کرتے نہین
گر سنون کہتے ہین مردان علیخان ساتہ ہے

لاشۂ رعنا کی ہے ہمراہ بس اک بیکسی

در دیا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ سے

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہے
تڑپ گیا ہوں کرم ذبح انفعال یہ ہے

لبوں پہ جان ہے اکدم کا اور مہمان ہے
مریض عشق و محبت کا تیرے حال یہ ہے

اوڑا سے طائر رنگ رخ پریدہ یہاں
حضور عیسیٰ سے آپ کا [illegible]ل یہ ہے

عیاں ہے سینہ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل میں بس حسن کا کمال یہ ہے

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مرے وبال یہ ہے

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہیں رعنا
گیا وہ غیر کے گھر بس فقط ملال یہ ہے

اوڑا یا تنہا باد صرصر نے گلستان سے
نکلا لالہ شگفتگی کلی تھا اک ہیری کو ہی عبانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہے نہ صحبت ہے برابر اوس سے
ہوئی خیال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا یارہ کہیں ہوتا ہے ساتھ آگ پر قائم
بہرا سے مجھے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت چاہا نہ پایا اوس لب جان بخش کا بوسہ
پھرا تشنہ سکندر کیطرح میں آب حیوان سے

پڑے ہیں آبلے تلووں میں لیلیٰ ہیں وہ مجنوں ہیں
نہیں کھٹکا رہ حج میں مجھے خار مغیلان سے

دل سودا زدہ کو ہے سبب تسکین خاطر ہو
اوڑا لائی صبا نکہت اگر اوس زلف پیچاں سے

عجب اوس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہے
خریداری کو جھکے لاکھہ یوسف آئیں کنعان سے

مکدر خاطر نازک نہ ہوتا خاکساروں سے
ذرا دامن اوٹھاکر جائیے گور غریبان سے

نصیب دشمنان دشمن ہوے ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مروا علیجان سے

چل منزل فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے
آمد شد نفس میں صدا سے رحیل ہے

روشن ہے صاف آتش لالہ سے باغبان
گلزار دہر روکش باغ خلیل ہے

جو چیز ہے جہان میں وہ بیمثال ہے
ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہے

تدبیر کارگر نہیں ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار میں بدعہد دخیل ہے

شاید وہ آج بیٹھے ہیں آغوش غیر میں
سینے میں مضطر اب دل اپنا ذلیل ہے

صد شکر اونکے دیدۂ مردم شناس ہیں
رعنا کا اعتبار ہے دشمن ذلیل ہے

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوئے
لگے زبان پہ آنے بہت ملال ہوئے
ہوا زوال اگر صاحبِ کمال ہوئے
شباب یار نے پائی نمو سینہ سے
رقیب سفلہ کریں عیش ایک ہم پیدا
سمندِ ناز کی جولانیوں نے ڈھایا ظلم
شبِ وصال نہ شانی نے اونکو فرصت دی

شہیدِ ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوئے
جو ہجر میں تھی وہ صد حسرتِ وصال ہوئے
بلند مرتبہ ہم صورتِ ہلال ہوئے
بہار باغ میں آئی شجر نہال ہوئے
الم کے واسطے اور صبر ذو الجلال ہوئے
ہزار یار دلِ عشاق پایمال ہوئے
یہ کیسے گیسوئے جانان مجھے وبال ہوئے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہوں رعنا
کہ انتظار میں کیا کیا مجھے خیال ہوئے

مجھے جسدم خیالِ جلوۂ جانانہ آتا ہے
خود آرائی شبِ وصلت وبالِ جانِ عاشق ہے
فراقِ یار میں اسدرجہ دلکو بیقراری ہے
سلیمان پیشرو ہے اور جلو میں خضر و عیسیٰ ہیں
جو سر میں ہے وہ سودائی ہے پاس صحرائے وحشت ہے
نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہدینا
بجھا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتشِ غم سے

تو یاد آئے دل کلیمِ طور کا افسانہ آتا ہے
سحر کر دیتی ہیں وہ ہاتھ میں جب شانہ آتا ہے
مرے سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے
ترے خوبان میں یا شوکتِ شاہانہ آتا ہے
یہ تنہا قیس ہے اس دشت سے دیوانہ آتا ہے
کہ آگ اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے
اُسی جسدم خیالِ سوزشِ پروانہ آتا ہے

حرم کی راہ سے معلوم رعنا کو ہے اے زاہد
خیالِ خدمتِ دیرینۂ بتخانہ آتا ہے

مژدہ گر تمام دل ربود از من گدائے
جام شرب بنوش از بادۂ جامے
من از نشۂ شبابِ جنونی در گشتم

نشان پرسم کجا از کہ نامے
بود با ناکسان خوردن حرامے
نہ از گبر و مسلمان را سلامے

ز سودای تو ما را سر به طور پیچم
خدا را جلوه بالای بامی

چرا صیدت نگردد مرغ بامم
چو ذلت دانه باشد زلف دامی

دل عشاق پامال ادا شد
هنوز هست آن پدید و خوش خرامی

روان بخشند لیکن فرق این است
صنم با ناز و عیسی از کلامی

پریشان نیست کاکل بر رخ یار
برای مرغ جان گسترده دامی

ز رفتت تا عدم شد شور محشر
تبسم هم خدا را یک دو گامی

صبا مشاطهٔ گل شد به گلشن
دگر از نوبهار آمد پیامی

کشیدم نالها دیشب به یادش
خبر دارد ز من کسی با او پیامی

فلک داد از جفای تنگ گیتی
نجویم غیر از من انتقامی

طفیل اسد برآمد سالم از آذر
بود در عشق هر یک پخته خامی

وفای دور چرخ این است ساقی
نه جم مانده نه از جمشید جامی

ز هستی تا عدم دانی چه فرق است
نباشد بیش الا یک دو گامی

نه تنها کافر عشق است رعنا
مسلمان هندوکش هندوستانی

کر چکا قید سے جس وقت کہ آزاد مجھے
ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے

عمر بھر یوں تو کبھی لی بھی نہ کر وہ نے خبر
حیف رہ رہ کے کیا کرتے ہیں اب یاد مجھے

حکم دربان کو ہے زنہار نہ آنے پائے
غیر کے سامنے کرتے ہیں [illegible] مجھے

خواب میں کیا نہ کبھی زیست میں آئی تدبیر
قبر پہ آ کے وہ اب کرتے ہیں برباد مجھے

ق
باغبان گلشن عالم کا میں وہ بلبل ہوں
طائر سدرہ کہا کرتا ہے استاد مجھے

ہم صفیروں کو مرا حال کھلے گا اس دن
دیکھنا دل میں کریں گے وہ بہت یاد مجھے

صحن گلشن میں مرے پھول کریں گے گل چین
رو دینگا سونا قفس دیکھ کے [illegible]

راہ الفت میں ملاقات ہوئی کس کس سے
دشت میں قیس ملا کوہ میں فرہاد مجھے

غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ
شاد بھی کرتے ہیں ناشاد بھی کر کے [illegible]

حسرت دید میں دی جان رہیا نہ پتا
کیا تعجب ہے جو کافر کہیں شداد مجھے

نہیں ہے ہوتی ہے بہت القا مری دل میں مضمون
دیکھ فیضان سخن کا ہی خداداد سمجھے

[illegible] دنیا کا نظر جب رعنا
یاد آئی [illegible] شداد مجھے

یہ صحن باغ میں [illegible] بلبل کا ترانہ ہے
غنیمت خندۂ گل ہے بہت نازک زمانہ ہے

مثل ہے [illegible]
سو گر دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہے

پریشان خاطر ان کی دل لگی [illegible]
پریشان کاکل پر خم کی میں جیسے شانہ ہے

ہوا ثابت [illegible]
ہنسی میں واہ ہی میں دانت تارے کا نشانہ ہے

بہار باغ گشتہ [illegible] خندۂ گل سے
مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہے

ہنسی آئی کسی کی ہے تو دل سے کر شکر خدا رعنا
یہ [illegible] کی جانب شخص ہنستا زمانہ ہے

مریض عشق کو شفا سمجھے
درد دل کو درد کی دوا سمجھے

کی دغا سے لیکے دین و دل تو نے
تجھ سے اسے فتنہ گر خدا سمجھے

جب ہوئے ہم شریک جفا
آپ اوس وقت آشنا سمجھے

رام [illegible] مسلمان کو
کافر و تم سے بس خدا سمجھے

کوہکن فرہاد جان شیرین ہم
جو سے شیرین کو خونبہا سمجھے

[illegible] مسیح و معجزہ [illegible] کو
مرد عیار و بیوفا سمجھے

شربت وصل تھا دوا کی جگہ
کیوں طبیب اوسکو لا دوا سمجھے

دیکھ کر دم نکل گیا رعنا
ہجر کی رات کو قضا سمجھے

لگی پیک جو پاسے دلربا سے
مرا دل خون ہوا رنگ حنا سے

مجھے یاد آ گیا طول شب ہجر
ڈرا میں [illegible] زلف رسا سے

دبا وہ جو نقشا [illegible] گیا ان میں
بھلا میں دور کیا [illegible] خدا سے

ڈبو لی چاہ میں زہرہ نے قدسے
کسے امید تھی یہ آشنا سے

چمن میں آگئی فصل بہاری
خبر پہنچی مجھے باد صبا سے

شب فرقت ہوئی رعنا شب وصل
بگڑ بیٹھے جو وہ ناز و ادا سے

جسکو سب کہتے ہیں سمندر ہے
قطرۂ اشک دیدۂ تر ہے

ابرو سے یار دل کا خنجر ہے
غمزۂ یار نوک نشتر ہے

چشم عاشق سے دو بہے دریا
اک کف شبنم ایک کوثر ہے

خانۂ دل ہے غیر سے خالی
شوق سے آؤ آپ کا گھر ہے

دین زاہد کو ہمکو درد ملا
اپنا اپنا غرض مقدر ہے

قطعی آج فیصلہ ہوگیا
تیز ہی تلوار ہے مرا سر ہے

ابتو دھونی رما کے بیٹھے ہیں
در جانان پہ اپنا بستر ہے

طمع ہر اک کا دین و ایمان ہے
جسکو دیکھو وہ بندۂ زر ہے

ہیں عدو زلف و ابرو و مژگان
سب بلاؤں کا جید افسر ہے

خوب دل کھول کر جفا کر لو
بندہ مدت سے اسکا خوگر ہے

بام پر جلوہ گر ہے وہ شاید
کوچۂ جانان میں شور محشر ہے

کرتا عالم کو آہ سے برہم
لیک رعنا کو یار کا ڈر ہے

لیے ہیں دل زیادہ تر جفا سے
چلا دو گام بھی جب وہ ادا سے

وہ بہت آئے ادھر بھی بھول کر راہ
دعا یہ مانگتا ہوں میں خدا سے

حجاب اوسکا ہوا شب مانع دید
نقاب اوٹھی نہ چہرے کی حیا سے

اشارہ غنچۂ ابرو کا بس تھا
مجھے مارا عبث تیغ جفا سے

بہت بل کھا رہی ہے زلف جانان
بچیگی جان کیونکر اس بلا سے

ہے بہتر اک کرشمے میں ہوں کام تمام
ہمیشہ جاؤں راہ کربلا سے

خدا جب [illegible] پورا اسکے مقصد	اوٹھاؤن کیون نہ ہاتھ اپنے دعا سے
[illegible] دل اپنا	صفائی اب کہان [illegible]

ترنّما تم اب عقدۂ دل کیون نہ حل ہون
[illegible] مجھے مشکل کشا سے

تمام شد دیوان اول



کلیات نظام

افراد اشعار

پیار کی باتیں کیجیے صاحب
گلرخون کا ہے حسن و خلق سے اوج
آب سے آئینہ کی رونق سے
گالی تو بات بات مین وان بات ہو گئی
کسی کے چشم کا ہے دھیان ساقی
نہ پوچھو ہمسفرو مجھسے ماجرائے وطن
حساب قبر کو سنکر نکیر بھول گئے
نماز شب سے زاہد نالۂ شبگیر بہتر ہے
کیون اسے صبا او سمجھتی ہے زلف دراز سے
پروانہ فرط عشق سے جلتے تو جل گیا
نہیں دستار قاضی میکدہ مین پارا پارا ہے
یہ سر بمہر شیشہ یہ ساقی کے پینے ہے

لطف صحبت کا گفتگو سے ہے
قدر پھولون کی رنگ و بو سے ہے
قدر انسان کی آبرو سے ہے
یان ہمکو سنتے سنتے مساوات ہو گئی
سبو منہ سے لگا منہ کو سبو سے
وطن ہے مجھپہ فدا اور مین فدائے وطن
غم فراق کو سن ہاتھ پاؤن پھول گئے
ترے اللہ اکبر سے مری تکبیر بہتر ہے
فتنہ نہ اوٹھ کھڑا ہو کہین خواب ناز سے
واقف ہوا نہ شمع کے سوز و گداز سے
گر رندون نے چہرہ دختر رز کا اوتارا ہے
بیٹھی ہین نہ رند دختر رز پردہ نشین ہے

عبث ای میکشو اندیشۂ دستار قاضی ہی — اوتار و رخت رز کا شوق سے جو یہ وہ راضی ہی
کہا ہی تجسے جو واعظ نے کچہ ملال نکر — وہ لغو بیہودہ بکتا ہے تو خیال نکر
یہ رمز قلقل مینا ہے قیل و قال نکر — شراب شوق سے پی اور کچہ سوال نکر
سحرم پیر مغان ساغر صہبا بخشید — خضر دریا دلم آب از لب دریا بخشید
خدا بیت بخشد ای قاتل چرا کشتی مسلمان را — ببینم در قیامت تا چہ پیش آرند ترکان را
آخر ہوا ہے حشر بپا انتظار مین — صبح شب فراق ہوئی ہار وار مین
چہکین ہزار مرغ غزلخوان بہار مین — یہ عندلیب ایک ہے گویا ہزار مین
گہبرے سے ہوے ہین غصہ و غم دلسی جنگ ہے — تن جان سے تنگ آیا ہی جان تن سے تنگ ہے
ہجر کی شب نہ آیا یار افسوس — مجکو آتا ہے بار بار افسوس
باغ مین جا سے گل ہے خار افسوس — ہو گئی خواب نوبہار افسوس
کی ریا سے نہ شیخ نے توبہ — مر گیا وہ گناہگار افسوس
گہر گیا غیر کے وہ وعدہ خلاف — مین رہا وقف انتظار افسوس
آئی خزان بہار چمن سے نکل گئی — دم مین ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
بلبل اوداس ہو کے چمن سے نکل گئی — شاید ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
جو آئی وقت نزع طبیعت بہسل گئی — جان آرزو سے خلد مین تن سے نکل گئی
رنج سفر مین یار رفیق طریق تہا — بہلا مین اوسکے ساتہ طبیعت بہل گئی
خواب مین بہی یہان نہ آئے آپ — وان گئے رات بن بلائے آپ
صاف کلمہ پڑہے کلیم اوسکا — رخ جو وہ بام پر دکہائے آپ
جیسے دریا سمائے کوزہ مین — یون دل و دیدہ مین سمائے آپ
رات دن جور و ستم دیکہہ لیا — آپکا لطف و کرم دیکہہ لیا
دماغ پیر گردون مین بہری ہی بادۂ نخوت — بچشم غور جو دیکہا تو اک مینا ہی خالی ہی
ہے ابر مین ہلال کہ ابرو نقاب مین — خنجر میان مین ہے کہ بجلی سحاب مین
کہٹی گیسو نکر شب غم کچہ نہ پوچہو — تڑپ کر صبح جاتا ان مین سحر کی

پھرا بھون سرکی پل کو گئے صنم مین
سہت لی زلف سنے پل کی شب وصل
خاک بھی لطف زندگی نہ ملا
اداے یار سر انداز مین کیا دلکو بھاتی ہے
لبھاتا ہے دل عشاق کو سو سو کرشمہ سے
ہوا خون حسرت دیدار مین دل ہی نہین تنہا
جواب نامہ میرے بعد بھیجا تھی لا حاصل
بنا گھر بیٹھے سودا جذب الفت سی زلیخا کا
نہ آئی بات تک بھی منہ پہ عیب حسن جانان ہے
تلاش یار مین اک عمر بھٹکے کوہ و صحرا تک
دم لبون پر ہے جان آنکھون مین
کھو گیا کوئے دلربا مین نظام
ریل پر یار آئے گا شاید
خون ہین ارمان تیرے بسمل کے
آئے ہین غیرون سے اب مل کے
بات کی بات مین گذر گئی شب وصل
سخت جان مین ہون ادھر وہ نازک
اشک حسرت دیدہ دل سی ہین جاری اندنون
آئی ہے کس دھوم سی باد بہاری اندنون
ولولہ مین عشق کے برباد ہے ناموس و ننگ
کس کا تھا انتظار ساری رات
روئے ہین پھوٹ پھوٹ کر شب بھر
شب فرقت یہ روئی شمع بسوز

سب اپنی عمر مین سنے یون بسر کی
قسم کھائی جو مین نے اونکے سر کی
آرزو جی مین ہو وہ جی نہ ملا
دل خود رفتہ لپٹا ہے طبیعت لوٹ جاتی ہے
نظر سونا فلون کو نار سے ہمراہ لاتی ہے
سر ہے لخت جگر تک دیدہ خونبار مین آئے
پیام وصل اغیارون کو ہم تار مین آئے
خریداران یوسف کیلیے بازار مین آئے
نہ ارزان سوچ کر مضمون ہم دربار مین آئے
اوٹھا کر گردش تقدیر کوئے یار مین آئے
عاشق اب کے انتظار مین ہے
لوگ کہتے ہین مار وار مین ہے
مژدہ وصل آج تار مین ہے
بہ گئے آنکھ سے ٹکڑے دل کے
خاک ارمان نکالون دل کے
حوصلے خاک نہ نکلے دل کے
زور کرتے ہین عبث پل پل کے
کنار طوفان کر رہی ہے اشکباری اندنون
جگر خون کی روز جاتی ہے سواری اندنون
بڑھ گئی حد سے زیادہ بیقراری اندنون
دل رہا بیقرار ساری رات
دیدہ اشکبار ساری رات
کہ تر اشکون سے دامان لگن تھا

آنہا کہ از قیام قیامت بپا کنند ‏— از فہم زبان خویش چرا آشنا کنند
کیا قیامت ہے کہ وہ بام پہ سوئے شب بھر ‏— چشم انجم سے کرے چرخ نظارے افسوس
دیوار تن کو دیکھ کے رعنا یقین ہوا ‏— بس درمیان ہی ہے عدم اور وجود مین
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے ‏— مرغون مین چہچہے ہین چمن مین بہار ہے
یاد مژگان کو تیر سے صحرا مین ‏— خارش خار مغیلان سمجھے
زندہ درگور رہے فرقت مین ‏— شہر کو گور غریبان سمجھے
شمع کو جسم بھی نہ روئے روشن ‏— دود کو زلف پریشان سمجھے
مال دنیا کو نہ مطلق جانا ‏— خسروان قلیخان سمجھے
صورت یوسف سے کہ منظور سوائی نہین ‏— اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
مبتلا ہو کر یہ صورتا ہو جائے گی بیتاب ‏— اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
مستی اور رنگ کا گوری سے ہے گویا ‏— دہان پری غنچۂ زعفران سے ہے

مخمس غزل رند

ناخدا ترس نہین تجکو خیال بلبل ‏— بیوفا دیکھہ نہ پڑ جائے وبال بلبل
دل پھٹا جاتا ہے سن سن کے مقال بلبل ‏— غیر ہے حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

۲ دیکھہ کر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین ‏— صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دل کو حزین
منع گل توڑنے سے مین کبھی کرتا تو نہین ‏— مین چلا جاؤن تو گل توڑ لیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق کو گلشن مین کرونگا مین بہم ‏— ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم ‏— شاخ گل ہاتھ لگی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بلبل

گل مین شبنم ہے کہ مے سے ہے بھرا ساغر مے ‏— رنگ کھلاتی ہے اپنا ہی گلستان مین جو شے

آتی جاتی ہے نسیم سحری پے در پے
فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی پھرتی ہے
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

جس طرف دیکھو سراسر ہے گلستان تاراج
زلف سنبل ہے پریشان نہین قابو مین مزاج
برگ عاشق کو ہے معشوق سے آگے معراج
گل ہین مصروف نظر اور یہ ہین پھول لین لج
سو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گرچہ ہیئت مین شکل مین سیرت مین بشر ہے یکجا
قیس و فرہاد سے لکھا ہے برابر جلسیا
مین نے خود محکمۂ عشق مین جا کر دیکھا
داخل طبلق عشاق ہے چہرہ اوسکا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہے غمگین
اکثر آ آ گئی ہے نوبت یہ کبھی جان حزین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بے دین
کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

۸ برگ گل اوڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
ہمصفیرون کی ہے اب نغمہ سرائی وہ کہان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

۹ قول رعنا ہے جو الفت مین ٹپکتی ہین زند
روتی ہین شیخ بھی ہر طور سے اب ہستی ہین زند
دمبدم اشک مری آنکھون سے کیون بہتی ہین زند
عشق کیا چیز ہے معشوق کسی کہتی ہین زند
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

خمسہ بر غزل ایضاً

۱ تباؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد
نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی مین مجکو تو یہان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین زبان مری صیاد
مین ماجرای چمن کیا کرون بیان صیاد

۲ چلو چمن سے اب اے بلبلو برائے خدا
جیے تو کھائین گے اگلی برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہے کہ مین نے آپ سنا
مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا

ہم یہ دستور ہم کرتے ہین باغبان صیاد

۳ یہ مین نے مانا کہ نفرت تجھے ہوئی ہے — ملیگا ہاتھون کو پچھتائیگا تو رو رو کے
ہین جب تلک ہم یہان کچھ نہین ہے قدر تجھے — کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے

ہون جتنے روز ترے گھر مین مہمان صیاد

۴ ہوا بہار مین گلشن تو رو بہ زوال — سنے ہم صفیرون کی دوری کا اور سخت ملال
شفیق ہوکے اگر پوچھے تو مرا احوال — سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال

جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

۵ خدا کا خوف کر اتنا نہین ہے ظلم روا — کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ سب نے زبان ہین قیامت نہو کہین برپا — ستم زیادہ نکر جسکم دے رہائی کا

تکار سے ہے ہین گرفتار الامان صیاد

۶ فصیح سینکڑون میری بیان ہین ہین مضمون — بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین فسون — نہونگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون

ہزار تجکو سناؤن گا داستان صیاد

۷ مین ہم صفیرون کو بھی اپنے ہین بلاؤنگا — اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
پھر کتنا دور ہے پھاٹک نہین ہلاؤنگا — در قفس بھی کھلے گا تو اب نہ جاؤنگا

یقین نہو سے تو کر میرا امتحان صیاد

۸ سکھے ہین تو نے کرم مجھ پہ بارہا جو جو — وہ نقش سنگ کی صورت ہین دل پہ نقش ابتو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو — رہا بھی ہو کے نہ بھولون کا حق خدمت کو

ادا سے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

۹ نہ سمجھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا — ہر اک درخت مین پھندی لگی ہین سر تا پا
بہار تک ہے جو صیاد کا یہی شیوا — چمن مین بلبل و قمری کا پر نچھوڑیگا

رہا جب آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

۱۰ تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے — ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے رہے

خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوئے پورے — قفس پہ سے کھلنے لگا ابتو بار پھولون کی

ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

۱۱
پھنسایا مجھکو فقط حیلہ و بہانہ سے — دکھایا دام مجھے لطف جاودانہ نے
ستایا سخت مجھے گردش زمانہ نے — دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانہ نے

وگرنہ دام کہان مین کہان صیاد

۱۲
ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے — یہ سمت ناز ہے الفت مین اوسکو حسرت ہے
لگا کے کان ذرا سن جو تجکو فرصت ہے — عجیب قصہ دلچسپ اک حکایت ہے

سناؤن گا گل و بلبل کی داستان صیاد

۱۳
جو مین بلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہے — جو سر کو ٹیکون تو دانہ معاً سنگاتا ہے
ملول پا کے گلون سے قفس کو چھپاتا ہے — اوداس دیکھ کے مجھکو چمن دکھاتا ہے

کبھی برس مین ہوا ہے فراخ دان صیاد

۱۴
بہار عمر کے سب دن قفس ہی مین کٹے — نہ ہمصفیر ہے کوئی جو بچھڑکون اوسکے لیے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو مجھے — رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے

قفس سے اوڑ کے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

۱۵
تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی — مگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میرے نالون نے تاثیر دل مین پیدا کی — عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطرین میری

ملا ہے خوبی قسمت سے قدردان صیاد

۱۶
بنا کے پہلے تو برباد آشیانہ کی — چمن سے پھینک دیا ایکدن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی — چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی

خدا کرے یونہی ہو جائے بے نشان صیاد

۱۷
مگر یہ مین نے اطاعت یہ باندھی ہے اب تو — پھڑکتا بھی نہین کنج قفس مین مین یارو
خیال اپنے نگہبان کا ہے تو ایسا ہو — مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو

نہو سکے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام ہی معمور سب گل و سنبل
یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر ہے غل
نیا ہے خانۂ صیاد اب چمن تو اب بالکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل
لگا کے بیٹھے ہین پھندے جہان نہان صیاد

۱۹
یہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
مین اسمین رہتا ہون جیسا کہ شاد رہتا ہے گھر
نہین ہے شاد اپنے غم و رنج پر بھی مجکو نظر
[illegible]
زبان دراز ہوا ہین اور بہر زبان صیاد

۲۰
کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہے
قفس کو باندھ کر ایسا ہی تنگ کرتا ہے
کوئی بھی کر کے ستم اسطرح سے ملتا ہے
[illegible] ظلم جو صیاد کرتا ہے
قفس کو لیکے ہین اوڑھا و ٹنگا کر ان صیاد

۲۱
مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار اسیر
کہین مین بڑھ کے تھا رعنا سی شیشہ [illegible]
نہین ہے بھی صیاد گل مجکو ناگوار اسیر
غریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اسیر
بکرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ بیگم حضرت شاہ اودہ

۱
حیف ہے عاشق بیچارہ کا چارا نکیا
آنا دم بھر بھی عیادت کو گوارا نکیا
رحم بیمار محبت پہ خدارا نکیا
اپنے بیمار کا اک روز نظارا نکیا
او مسیحا کبھی بالین پہ گذارا نکیا

۲
مال و جاہ و حشم و عزت و ناموس و حیا
جز غم و درد کے باقی نہین اب کچھ رہا
دین و ایمان دل و جان سب کو کیا تجھپہ فدا
کر دیا نذر ترے پاس ہمارے جو تھا
ایک دل رکھتے تھے سو اوسکو بھی پیارا نکیا

۳
خوب غیرون کی ملاقات سے دل شاد کیا
کیا قیامت کا ستم اوستم ایجاد کیا
بھولکر بھی نہ کبھی تمنے ہمین یاد کیا
رات کو غیر کے پہلو کو تو آباد کیا
جاے انصاف ہے کچھ پاس ہمارا نکیا

۴ دام کاکل میں نہیں کون پھنسا اے قاتل ہے کمند دل و جان زلف رسا اے قاتل
آفت جان جہان تو ہی بنا اے قاتل تیر مژگان سے ترے کون بچا اے قاتل
خنجر ابرو سے کس دلکو دو پار انکیا

۵ جیتے جی خوب جفا کی تو بجا کی تو نے حیف ہے مجھسے پس مرگ دغا کی تو نے
بیوفا خوب مرے ساتھ وفا کی تو نے شرط الفت کی یہی تھی جو ادا کی تو نے
بھولکر بھی کبھی بالین پہ گذار انکیا

۶ ساری خلقت سے شرف بڑھ کے کسی کا جو ہو ہے خبر مخبر صادق سے بصد زیارو
سجدہ آدم کو ملائک نے کیا ہے دیکھو شرف اسواسطے خالق نے دیا آدم کو
مثل ہر شخص کا پیدا جو دو بار انکیا

۷ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شے ہے جہان میں ہے عدم عیش کا نام نہیں غیر غم و رنج و الم
عقل رعنا کی ہے اس بات میں حیران ہر دم رنگ عالم کے بہت دیکھ چکے ہو عالم
کیا سبب تمنے جو عالم سے کنارا نکیا

خمسہ بر غزل ایضاً

۱ نکالی منہ سے نہیں میں نے کبھی صدا صیاد لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد
میں پوچھتا ہوں ہوا مجھسے کیوں خفا صیاد کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد
بتا دے کونسی مجھسے ہوئی خطا صیاد

۲ مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا نہیں ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا
مقر ہے طائر سدرہ مری طلاقت کا وہ عندلیب ہوں باغ جہان میں ہے شہرا
چمن میں پوچھلے جاکر مرا پتا صیاد

۳ قفس میں کیوں ہدف تیر غم بناتا ہے خدا کا خوف بھی تجھکو نہیں کچھ آتا ہے
ستم ہے جان حزیں پر جو تجھکو بھاتا ہے دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے
قفس ہی میں مری تجویز کر سزا صیاد

٤
رہائی دے کے مری دیکھ لی وفا تا زیست | کرونگا شکر عنایت مین مبتلا تا زیست
کیا کرونگا ہر اک جا تری ثنا تا زیست | رہائی دے تو مین ممنون رہون ترا تا زیست
چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد

٥
چمن سے کے دید کی تہمت عبث لگاتا ہے | قفس پہ کاٹ کے پر دام کو بچھاتا ہے
یہ بے پرون پہ تجھے جور کیون خوش آتا ہے | قفس مین قید جو کر کے مجھے ستاتا ہے
تجھے بھی جور کی دیگا خدا سزا صیاد

٦
مین ایک تازہ گرفتار ہون چمن سے جدا | قفس کو دیکھ کے کیونکر گھٹے نہ دم میرا
کسیکا ڈر اسے نہ پر جسم سے خدا پالا | پھنسا جو دام مین آکر کبھی نہو وہ رہا
سنا کے مجکو یہ کہتا ہے برملا صیاد

٧
وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے | روان ہین شوق مین اشک اسکی چشم پرنم سے
نجات ایک گھڑی بھی نہین ہے ماتم سے | ملائیگا جو تو اوس گل کو آج عالم سے
ملے گی حشر مین اسکی تجھے جزا صیاد

مخمس بر غزل رند

١
پاس سے صیاد کے اللہ نہ جا اے بلبل | دشمنون کو نہ کرے اوسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اوٹھانا ہے اوٹھا لے بلبل | دید گل کے تجھے پڑ جائین گے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

٢
نہین معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے | ہے خزان فصل بہاری سے چمن مین پہلے
بخدا جان کے پڑ جاتے ہین لالے پیچھے | پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہکر چندے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈال اے بلبل

٣
جانا لازم نہین جب تک نہ مکان مین ہو مکین | مجکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حزین
مین تو گلگشت کرون رشک سے وہ ہو غمگین | بے اجازت مین قدم باغ مین دھرنے کا نہین
مجسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل میں جو غنا دل کو کریگا غمگین
پاس خاطر تجھے لازم ہے مناسب یہ نہیں
ہم صفیران چمن تجھکو کرینگے نفریں
دست انداز نہ ہو گل پہ ابھی اسے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جانے بلبل

ایک مدت سے ہے گلزار میں تیرا بستر
تجھکو افسوس ہے اس بات سے ہی یون ششدر
صحبت گل بھی میسر ہے تجھے اٹھ پہر
کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
باغ کیون کرلی ہے گلچین کے حوالے بلبل

قید بے رحم سے کر شکر رہائی پائی
بخت بیدار کی دعا تجھکو یہان تک لائی
ہم صفیرون سے نہ کر شکوۂ بے پروائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اڑ کر آئی
بارے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھرتے ہیں گھات میں صیاد کئی پے در پے
ہم صفیرون کی نہیں بند سے بہتر کوئی شے
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
دام میں پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہے
تا بمقدور پر و بال ہلائے بلبل

حق بجانب ہے نہیں قول یہ رعنا کا فضول
طوطے سنہد ہے وہ بات میں جھڑتے ہیں پھول
مختصر کہہ یا بہتر نہیں اس بات میں طول
تجھسے رنجیدہ گریگا تو ابھی جائیگی بھول
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

مخمس غزل آتش

گر صبا آمدہ ہے تو گلشن سے دیوان بہار
کیون نہ ہو گلزار عالم میں یہ سامان بہار
آ بیٹھینگے بلقیس اب بن بن کے مہمان بہار
حکمرانی پہ ہے اسیل سلیمان بہار
عشق پیچان نہ بنیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہیں مری مرغ خوش الحان بہار
سینۂ صنم ہے شاق یہ ناز عروسان بہار
دامن گل ہے نظر میں چاک دامان بہار
زخم خندان یار بھی ہے روی خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجھکو باران بہار

۳ ہے بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے — دل مین چہری کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہے گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے — زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو سب کہیے چشم فتان بہار

۴ دھوپ سے مرجھا گئین جھونکو سے جھکین تاپیا — قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے اینر مرا ذہن رسا — شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
ہے سواران چمن مین مرد میدان بہار

۵ باغ عالم مین تو ہے مہمان نوازی کا چلن — خندہ پیشانی سے پیش آتی ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ماتھی شکن — کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیارہ چمن
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

۶ راز حکمت دیکھین بلبل کی ہزارون ہین نہان — باغ عالم مین ارسطو سے ہی بڑھکر بیگیان
قول آتش کب ہی قول بو علی سے کم بیان — اسکو بیٹھین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

۷ ہر بہار گلشن خلاق عالم پر نظر — دیکھ لے باغ جہان مین کیسی کیسی ہین شجر
چشم بینا چاہیے قدرت ہی اوسکی جلوہ گر — روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

۸ ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین — گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین
قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین — نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
ہے سزاوار چمن آتش نہ شایان بہار

خمسہ بر غزل خود مصنف

۱ ہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار — سب سے بڑھکر آج گل ہی شوکت و شان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان تھی جو شایان بہار — گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصلِ خزاں تھا جسکے ہاتھوں دل دونیم ۔۔۔ موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
فیض ہو پہنچے جس سے کیا خاطر مین اوسکی خوف و بیم ۔۔۔ چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم

طشت گل مین دھوئے شبنم پای مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے سبز سا ۔۔۔ سرو ہین یا شیشہ ہاے مے دھرے ہین جابجا
غنچہ ہے مثل سبو اسمین نہین ہے شک ذرا ۔۔۔ گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا

میکدہ ہے صحن گلشن بوستانِ بہار

فصل گل آئی بڑھا جوشِ جنون کیونکر نہون ۔۔۔ ہوگیا حد سے سوا جوشِ جنون کیونکر نہون
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوشِ جنون کیونکر نہون ۔۔۔ جوشِ مستی ہے سوا جوشِ جنون کیونکر نہون

نشتر فصاد کا سنئے ہے مرغانِ بہار

فصل گل ہے مظہر انوارِ صنعت ہے چمن ۔۔۔ نام غم جس جا نہین وہ جاے عشرت ہے چمن
لائق نظارۂ اہلِ بصیرت ہے چمن ۔۔۔ رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن

نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمانِ بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا ۔۔۔ وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا ۔۔۔ چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اوڑا

ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلانِ بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کی جوبن مین آج ۔۔۔ کیا بیان ہو جوادواہٹ ہے گل سوسن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج ۔۔۔ دور ہے بادِ صبا کا ہر روشِ گلشن مین آج

تختۂ گلشن بنا ہے تخت سلطانِ بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے ہے تا کوہسار ۔۔۔ رحمتِ عالم ہوئی کیا سرد ہے بادِ بہار
برگ گل تک سرخ باغِ دہر مین ہین تا بجار ۔۔۔ آج گل فصلِ بہاری نے دیا ہے اشتہار

پھول پھل کیا خار تک ہے زیرِ فرمانِ بہار

۹ کثرتِ گل سے بڑھا بادِ بہاری کا غرور ۔۔۔ راستہ ملتا نہین صحن چمن مین دور دور
دامن دشت قیامت بھی کرے اسکو قصور ۔۔۔ خرمن گل ہر روش ہے اور وہ پھر بھی وفور

عرص کا دامن بنا ہے آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہیں اور ہے نہ کچھ رشک رقیب — بلبلون کو واسطے یہ فصل گل بھی ہے عجیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب — عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب بولواسطہ ہے بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہے چمن مین جابجا — چہچہانا عندلیبون کا نہین ہے بے فائدا
ہے مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا — مژدۂ فصل بہاری لایا ہے پیک صبا
بول بالا ہے چمن مین شور مرغان بہار

توبہ بیوقت سے ہے ناک مین رعشا کا دم — جان وایمان پر کیا ہے سخت تراسی ستم
بزم حیرت ہے جہان اب مجکو بے روئی صنم — فصل گل مین توبہ مے سے ہے رعشا کو الم
ہون اسی خوف و رجا مین اک مین حیران بہار

خمسہ بر غزل مرزا محمد اکبر خان خاورسیتانی

ہے اب آرائش سے رشک خلد ایوان بہار — ہر روش پر تختۂ گلزار ہے خوان بہار
بلبلین کیونکر نہون مشتاق سامان بہار — نوجوانان چمن ہین آج مہمان بہار
اوج پر ہے اندنون صنعت کے شان بہار

گل خون کی طرح ہے ہیون مین شان دلبری — کم نہین خورشید رو سے باغ مین سورج مکھی
نرگس گلزار دکھلاتی ہے سحر سامری — نرگسی آنکھین دکھا کر جان کی گاہک ہوئی
نیکے سنبل دل کو لیتی زلف پیچان بہار

رشک طوبے قد ہے نرگس آنکھ پر کرتی ہے صاد — زلف و رخ تو سنبل و گل خلد کی دیتی ہین داد
دیکھکر تجکو نہین ہے قد سروون کو خدا یاد — تجکو وہ جوبن دیا ہے حق فدا ہے نخل مراد
تجپہ ہے قربان بہار اور بندہ قربان بہار

ہے عروس باغ پر کیسا خوب جوبن اندنون — حسن پر لالہ ہے رونق پر ہے سوسن اندنون
چہرے سے پھولون کی چراغ آسا ہین روشن اندنون — یوسفستان ہو رہا ہے صحن گلشن اندنون

روشن آنکھین کر رہا ہے سیر کنعان بہار

۵ طفل مکتب ہوگا وہ نکے سامنے روح الامین … ہونگے رضوان سے خط گلزار سیکھی نکتہ چین
دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی اسکے ہمنشین … لب تو وا ہو لین ذرا طفلان بستان کہین

شیخ سعدی کو پڑھا دینگے گلستان بہار

۶ سبزہ ہین ہر جا بجا سبزہ عالم باغ باغ … ہے دل رضوان مین رشک گلشن ہستی کا داغ
ہین جو افسردہ وہ نہین ہو مژدہ عیش و فراغ … پھاندکر دیوار بوسے گل کریگی تر دماغ

قد آدم سے سوا ہے موج طوفان بہار

۷ فصل گل بدلے خزان سے ہجر مین بد شگون … پھول جاتی ہین چمن سے دل ہوا جاتا ہے خون
پرسش سودا سے نہایت حال میرا ہے زبون … دھجیان یون خوب ہیگا یک چمن مین ای جنون

ہاتھ اگر آسکے جیب مین میں کو دامان بہار

۸ فصل گل ہے بوستان کا قصد اکثر کیجیے … بلبلون پر مہربانی بندہ پرور کیجیے
دل نہین تو وقت شب سیر گل تر کیجیے … عارض تابان سے گلشن کو منور کیجیے

آپ کو کہتے ہین سب شمع شبستان بہار

۹ زرکیف گلزار عالم مین ہے ہر گل کا ظہور … نقد گل پھیلا دینگے گلچین چمن سے دور دور
دھوم بازار جہان مین گل کی ہوتی ہے ضرور … صحن گلشن مین جو یون ہی ہے زر گل کا وفور

خوب لگکھر سے اوڑا دینگے جوانان بہار

۱۰ پیالۂ گلشت ہیکہ چین مجھے مسرور ہین … پھول جام مے ہین غنچے دانۂ انگور ہین
بادہ نوشان بہاری نشہ مین اب چور رہینا … بادہ شبنم سے نرگس کے قدح معمور ہینا

ہر روش پر جھومتے پھرتے ہین مستان بہار

۱۱ طائر جان ہجر مین اب مائل پرواز ہے … ہر زخ کہرے چمن ہے کون یان دمساز ہے
وادی محشر کا صحن باغ مین انداز ہے … صوت بلبل نے تمہاری صور کی آواز ہے

شور محشر سے نہین کم شور مرغان بہار

۱۲ فصل گل کو لائی ہے ایک کھینچ کر حب الوطن + … تیری خاطر جمع ہر سامان ہے ای رشک چمن

قاصدا جا اوس چمن میں کو سنا دے یہ سخن — باغ ہے سبزہ ہے سرو ہے یہ سب بھی ہون اگلی
تو بھی گر آجاے تو ہو خوب سامان بہار

۱۳ خاکساری سے اوڑا لی ہے خزان نے گرد ملول — باغ عالم میں تہنیت کہتے ہیں طوطی ذی عقول
دستگیری کی تمنا ہے جو ہے اونکو حصول — جیسے ہے تہنیت دونوں بہیت کرتے ہیں گر ہو قبول
کہنہ سالان خزان و نوجوانان بہار

۱۴ کر چکے دور خزان باد بہاری جب کر گئے — مطرب گلشن ہو ہے نغمہ سرا با چنگ و نے
خوب شاہانہ تجمل ہے ہوا ازکا دوس و کے — تخت طاؤسی ہے سبزہ سر پہ گل کا چتر ہے
کس تزک سے جلوہ گر ہے آج سلطان بہار

۱۵ تا سبب نے نشو و نما بالکل نہ سنبل کو رہی — پھر وہی کیا راست بازی سرو کو کھلی ہو رج لگی
سرنگیں ہے سبزہ گلشن میں ہوا ایسی چلی — سرو بھی پابند جو ہے با ہمہ آزادگی
آج نا فرمان پہ جاری ہے فرمان بہار

۱۶ ترک زاہد سے حرم ہو گر ہے تو چھوڑا ہے دیر — فصل گل میں اپنی حالت بھی نظر آتی ہے غیر
پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گزرا ہے خیر — پھر وہی سودا ہے غبار اور وہی صحرا کی سیر
کر رہی ہے چاک جیب اشتیاق شبنم فشان بہار

مخمس بر غزل صنم اکبرآبادی

۱ تصور جب کا سے اور میں ہوں — غم گیسو صبا سے اور میں ہوں
خم کاکل ترا ہے اور میں ہوں — تری زلف رسا ہے اور میں ہوں
یہی دام بلا ہے اور میں ہوں

۲ گوارا ہے مجھے کب بیعت خضر — کرون بیفائدہ کیا خدمت خضر
نہ دیکھوں تو نہ دیکھوں صورت خضر — تری رہ میں نہیں ہے حاجت خضر
مرا دل رہنما ہے اور میں ہوں

۳ میں دل بر گشتہ دیر و حرم ہوں — ہوا اقلیش قدم اب در پہ تیرے

خدا اگر روز محشر بھی دکھا دے — اوٹھائے سے نہ اوٹھونگا کسی کے
در دولت سرا ہے اور مین ہون

۲
نہ دشمن کا بھی یہ حال زبون ہو — نہ سہے ہمدرد نے غمخوار اپنو
گزرتی ہے جو مجھپر کچھ نہ پوچھو — غم جانان ہے کافی دل لگی کو
یہی مونس مرا ہے اور مین ہون

۳
مجھے کب تیرہ بختی کا گلا ہے — خیال کاکل و زلف رسا ہے
یہی جنجال قسمت مین لکھا ہے — شب فرقت مین سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

۴
پھرا یہ عشق مین مجھسے مقدر — بنایا کاہ سے بھی مجھکو لاغر
ہوا جب خاک مین ملکر برابر — اوڑایا ضعف نے مجھکو ہوا پر
بگولا ہے ہوا ہے اور مین ہون

۵
ہوے جب شافع عصیان پیمبر — تو روز عید ہے پھر روز محشر
سخن رعنا کا سن مسرور ہوکر — قیامت کا صنم ہرگز نہین ڈر
نبی حامی مرا ہے اور مین ہون

خمسہ بر غزل حافظ

۱
در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند — آتش از شمع گرفتند و بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند — دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

۲
کوے جانان مین طلب ہے کہ چہری یہ ثبوت — خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
کل سے حیرت سے ہے اسواسطے ہے مجھکو سکوت — ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

۳
پہلے اک عمر جو منظور رہا اوسکو فساد — خانہ عیش رہا اسلیے میرا برباد

دن پھرے میرے تو پھر اوسنے کیا مجھکو یاد | شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

۴
ایسا انصاف ہی عالم مین نہ دیکھا اور نہ شنید | صاف افلاک سے ہی تا بزمین فرق بعید
سب پہ یہ جان کی دشوار ہوا امر شدید | آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

۵
آبرو سے اثری مین کبھی رکھتا نہین شمع | بوالہوس کو نہین حاصل ہی جہان مین ترجیع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خاطر جمع | آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

۶
گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب | لاجواب اوسکو کہون مین تجھے یہ ہی عین صواب
پہ یہ انصاف کی ہی بات فہیمونکو حساب | کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

خمسہ بر غزل مضطر

۱
نہین وہ لن ترانی یاد تجکو بخیبر کہنا | جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا
برائے بوتراب اوس سے یہ قصہ سر بسر کہنا | مرا اوس شعلہ رو سے نامہ بر سوز جگر کہنا
ہوا ہون خاک جلکر اور نہین تجکو خبر کہنا

۲
کسی ڈھب سے یہ اوس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا | جگر کے پار سے دلبر ہوا تیر نظر کہنا
لگا مرہم تو پہونچا اور زخمون کو ضرر کہنا | بان حالت بسمل طپان ہون خاک پر کہنا
ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا

۳
طریق عشقبازی سے نہین ہم بے خبر کہنا | رہا کرتے ہین پیش تیغ غم سینہ سپر کہنا
کفن سر پر لپیٹے پھرتے ہین شام و سحر کہنا | جو کھینچی ہے ہماری قتل پہ تیغ دو سر کہنا
کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

۴
نہین امید کچھ ایسی مرض کی ہوگئی شدت | مسیحا کہہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت

نہ ماری ناتوانی کے رہی اوٹھنے کی اب طاقت
تب غم نے تری یاں تک تو پہونچائی مری حالت
کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا

رواں ہو کوے جاناں کو مبارک ہو سفر قاصد
ٹھہرنا راہ میں مطلق نہ تو شام و سحر قاصد
حضور یار میں کہنا مرا درد جگر قاصد
کرے وہ موشگافی حال کی میری اگر قاصد
نہ رکھنا فرق کچھ تو بھی سر مو سر بسر کہنا

محبت میں تو رعنا جان دینے سے نہو باہم
لہو کا اوسکے تو پیاسا ہو پھیرے حلق پر خنجر
بھلا انصاف کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور
نہیں راہ وفا سے منحرف مضطر گدا ہیر
نہیں راہ جفا سے باز تو اسے فتنہ گر کہنا

۱۴ خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ شاہ اودھ ۴

غیروں کو تمنے ہمپہ ہنسایا تو کیا ہوا
صدمہ پہ صدمہ ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا
بیگانہ وار ہمکو بھلایا تو کیا ہوا
محفل میں مثل شمع رولایا تو کیا ہوا
ہم غمزدوں کو تمنے جلایا تو کیا ہوا

معشوق ہو وفا میں بہت آزمائے ہیں
عاشق خدا نے عاجز و مسکین بنائے ہیں
یہ غمزدے تو روز ازل کے ستائے ہیں
عاشق سلف سے ظلم اوٹھاتے ہی آئے ہیں
ہمنے تمہارا ظلم اوٹھایا تو کیا ہوا

ساقی کو اپنے حسن ملاحت کا ہے غرور
پر رکھے اس خیال کو وہ دل سے اپنے دور
نشے میں عشق ساقی کوثر کے ہو نہیں چور
اوس چشم مست کا مری آنکھوں میں ہے سرور
ساقی نے جام مے نہ پلایا تو کیا ہوا

قاصد جواب خط نہ پھرا لیکے آج تک
تا حال ہمنے زیست بسر کی بلک بلک
پھر جذب دل کو عشق نے آخر کو کی کمک
دل کی کشش سے کھینچکے لائی ہیں یاں تلک
قاصد جواب یار نہ لایا تو کیا ہوا

خمسہ بر غزل حضرت ظفر بہادر شاہ

۱
یا تجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

۲
نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے
بعد ازاں نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

۳
ہے پریشانی میں جمعیت دل نا ممکن
ریش ریش اپنا دل بیتاب ہے ہر شب ہر دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا

۴
کاسۂ دل تھا مے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر کج روئے ساقی سے
دیکھا اسے پیر مغاں ظرف کو تیرے میں نے
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا

۵
ہوں میں سرمست مئے ناب حقیقت یارو
قلقل شیشہ نہ سنگر کہیں میرا قلقل ہو
ہو گئے نشۂ ہجراں ساقی کوثر سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

۶
خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر
کوئی حیران کوئی مغموم ہے کوئی ششدر
کوس رحلت کی صدا آتی ہے اسباب اٹھا پھر
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

خمسہ بر غزل استاد غالب

۱
عیسیٰ مریم یہاں اعجاز دکھلانے لگ گیا
زندگی کا نور ہے مرہم سی بھی پائیں گے گیا

رشتۂ جان ہی نہین پھر زخم سلوائینگے کیا
دوست حال زار پر اب رحم فرمائینگے کیا
زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

۲ ہی ضمانت گو عیسیٰ نے ہمسے مانا یون سہی
غیر قاضی نی جو لکھوایا مچلکا یون سہی
شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین کھایا یون سہی
گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
پر جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا

۳ دین و ایمان ترک ہو پر ترک الفت ہو نہ آہ
مین جہان دیدہ ہون کچھ نادان نہین ہی دل گواہ
عشق کی تدریس ہتی ہی یہان شام و پگاہ
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ
پر مجھے یہ کوئی بتلا دے کہ فرمائینگے کیا

۴ خون دل حسرت مین جانبازی کو اب کھاتا ہون مین
سر بکف تکبیر خوان مقتل اپنی دوڑاتا ہون مین
دم اولجھتا ہے مری سینے مین گھبراتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لاوینگے کیا

۵ دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک و بد
ہے غم عشق اسقدر غلطا کہ اللہ الصمد
پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہین ہے جد و کد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا رہے دلی مین پھر کھائینگے کیا

مخمس بر غزل رند

۱ کسقدر طالعون کی پستی ہے
اک اداسی یہان برستی ہے
جان جانان کو اب ترستی ہے
نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران اوجاڑ بستی ہے

۲ بڑھ کے خورشید سے ہے وہ خورشید
خضر و الیاس سے کھلا یہ بھید
ذرہ آسا ہو کیون نہ ہمکو امید
اوسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اونکی عین ہستی ہے

۳ رکھکے ہاتھون پہ یہ دل بیتاب
در بدر ہم پھرتے ہین خانہ خراب

الغرض لکھنؤ سے تا پنجاب — ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب

سب بے زبانون کی ہند بستی ہے

۴
گوش دل سے یہ اہل دل سن لین — شادی و غم ہین جمع دنیا ہین
بزم عالم کا حال کس سے کہین — اس مرقع کی دیکھ تصویرین

کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے

۵
دیدۂ دل ہین گر ترے بیدار — تورۂ عشق کچھ نہین دشوار
خضر رہ بھی یہان نہین درکار — منزل عشق کی ہے رہموار

نہ بلندی ہے اور نہ پستی ہے

۶
آئینہ کا ہے رنگ سا منی فوق — صاف جوبن عیان ہے مثل شفق
کیا معتقد مین شان ہے مطلق — حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق

بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے

۷
باندہ احرام صورت حجاج — دل نالان سے کرکے استمزاج
کوچۂ دلربا مین جائین گے آج — خاکسارون کی ہے یہی معراج

سربلندی ہماری پستی ہے

۸
جان و دل سے ہون جسمہ مین مفتون — ہے وہ لیلیٰ ادا مری مجنون
ہے موافق جو گردش گردون — وہ پری جسکے ساتھ سوتا ہون

حور جسکا پلنگ کستی ہے

۹
دام ذلت مین ہے گرفتاری — دیکھون تاچند یہ رہِ خواری
زیر بار الم ہون اسے باری — ہے جہان پہ مرا قدم بھاری

ہر قدم پر زمین دھستی ہے

۱۰
فرقتِ یار مین مین سچ مرے — راتین بھاری ہین ہمیشہ دن ہین کڑے
مثل رعنا زمین مین کیون نہ گڑے — ایسے جینے پہ رشک خاک پڑے

موت اس زندگی سے سستی ہے

خمسہ بر غزل عالم بیگم شاہ اودہ

١ اے جان جہان ہم نہیں رسوا نہیں کرتے | اسیر بھی کبھی تم مری پروا نہیں کرتے
جانباز ہیں ہم جان کا صرفا نہیں کرتے | جی تم پہ فدا کرتے ہیں بیجا نہیں کرتے
رنج آپ ہمیں دیتے ہیں اچھا نہیں کرتے

٢ ہر جائیوں کی طرح ہو بدنام شب و روز | خط نامہ و پیغام نہیں کام شب و روز
اس رشک سے ہمکو نہیں آرام شب و روز | غیروں کے چلے آتے ہیں پیغام شب و روز
ہم وہ ہیں کہ ان باتوں کا چرچا نہیں کرتے

٣ ایمان دل و جان ہمنے کیے آپ پہ صدقے | صد حیف کہ اسیر بھی ہوئے تم نہ ہمارے
خود کام ہو عیار جہان میں نہیں ایسے | ہم ملتے ہیں تم کہتے ہو ہرگز نہ ملیں گے
ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہیں کرتے

٤ بیمار غم ہجر کو تم آ کے تو دیکھو | مہمان کوئی دم کا ہے جہان میں فقط ہو
کچھ روشنی مجھے مناسب نہیں تمکو | اے رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو
کشتہ ہوں تمہارا کبھی زندا نہیں کرتے

٥ اے جان جہان ہے بجا ناز یہ بیجا | ہو وصل کی شب اور ہو مشتاق سی پروا
لے شوق سے منہ کھول بھی دو ہو چکا نخرا | گھونگھٹ کو اٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا
اے جان شب وصل میں پردا نہیں کرتی

خمسہ بر غزل ناسخ

١ شتابی چھوڑ کر عزم سفر اب دل میں ٹھانا ہے | مقدم اوسکو آنا ہے مقرر ہمکو جانا ہے
خدا جانے قضا کس وقت آ کر کیا ٹھکانا ہے | اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں زمانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے

٢ یہ تنہائی اور بیزار [illegible] کیا ٹھکانا ہے | کہ [illegible] اقبال عالم کو [illegible] اپنے دل میں ٹھانا ہے

ضرور اوس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہے   غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے

۳ خود آرائی کا دل مین قصد اوسکے روز بڑھانا ہے   وہ ڈرتی ہی دیکھیے کس کس کا اوسکو خون بہانا ہے
دل عالم غرض ہر رنگ سے اوسکو لبھانا ہے   لب گلرنگ پر مسّی لگانے کا بہانا ہے
اوسے برگ گل لالہ کو نافرمان بنانا ہے

۴ خرد کچھ کام کرتی ہی نہین اسرار عالم مین   ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سرکار عالم مین
نیا پاسکا گل گلشن بازار عالم مین   نکلتا ہے جو ہر گل زرکیب گلزار عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے

۵ فنا لازم وجود حادث گل کو ہے اے ہمدم   بھروسا کسکو ہے مہمان ہین دنیا مین بنی آدم
خدا کی ذات واجب ہے فقط حادث ہی یہ عالم   اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

۶ سراسر کندہ نقش رشک سے دل کی نگینے پر   وہ واقف ہی مین راضی ہون حنا کی خون پینے پر
کمر باندھے ہوے وہ فتنہ گر ہے میری کینے پر   رکھا ہے ہاتھ شفقت سے کب اوس نے میرے سینے پر
اوسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

۷ زمانہ مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ   مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے جبھی ناسخ
نہ ہوتا میر پر تو نظم رعنا سے ابھی ناسخ   کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

خمسہ بر غزل آتش

۱ غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد   اور جنازہ کی بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اوسنے کیا میرے بعد   قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

۲ تھا حسینون کی اک انداز کا مفتون عالم   میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم

قدردان جیسا گیا جب کہ سوے ملک عدم
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب میں بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
کبروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
ملکے ہاتھوں کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
یاس و حرمان و غم و درد تہ شدہ جائینگے
بیکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کی عوض زاغوں کی آئیگی صدا
نخل سوکھینگے دو دھر کی چلے گا جھونکا
خاک اوڑیگی عوض بارش شبنم جا بجا
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجام کار الفت
سمجھ پر بارہی نے مگر رکھا مدار الفت
بے مرے کون اوٹھا سکتا ہے بار الفت
میں نہونگا تو نہو ویگا قمار الفت
کوئی جینے کا نہیں شرط وفا میرے بعد

کہا جیتے جی سے ہووے جان بدن بستر کی آتش
کرو دعا اوس سے کہ بہتر نہ کوئی شعر آتش
مثل ریحان کے ہو یہ مرحلہ گر سطے آتش
قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

خمسہ بر غزل ایضاً

اک نظر جھک کے بھی دیکھا نہیں ہے روے دوست
عالم بیتابی میں ہے یہ جستجوے دوست
بیخودی میں ہر گھڑی ہے دھیان میرا سوے دوست
تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہوں با پہلوے دوست

ہے نمایاں اوسکی جبیں میں صورت نور سحر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
رنگ ہے رخسار گلگوں کا شفق ساں سر بسر
چہرۂ رنگیں کوئی دیوان رنگیں ہے مگر
حسن مطلع ہے جبیں مطلع ہے صاف ابروے دوست

اوسکے بالوں میں کیا عشوہ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کا فرمیں بلا سوز و گداز

ہونگا کافی ہو سکا کیا ابھی پردہ میں راز | ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
رویش سے ہیچ ابھی او تری ہیں گیسوئے دوست

الفت پردہ نشین میں ہے گرفتار بلا | ہنسے انا شوق دید اوسکا مجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور سے مقرر رونما | دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روئے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودا گیسو سے دوچار | عمر بھر حسرت رہی سلجھائیے زلف سیاہ
شان ایزد ہم ہوئے حسرت ہی میں تو اسیر | واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
آئینہ قتل سے نکلین کے عقدہ ہائے گیسوئے دوست

کوچہ سفاک میں لاکھوں کھڑے ہیں جان نثار | کون ہو کر دیکھیے باغ شہادت کی بہار
ناز کی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار | دو نہ ہیگا زخم کاری سے تو حسرت ہے ہزار
جان تلواروں میں قتل ہو جائیگا بازوئے دوست

زندگی میں عمر بھر اوس گل سے تھی ہم البت | ہجر ہوا اوس گلبدن کا کنج مرقد میں غضب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہاں ہے یہ سبب | فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتی ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوئے دوست

تند باد ہجر کا ہے خاکساروں پر ستم | ہیں سکو ہم یار میں جسنے نہیں دیتے قدم
دل کو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہے الم | یاد کر کے اپنی بربادی کو روتے ہیں ہم
جب اوڑاتی ہے ہوا سے تند خاک کوئے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | اوس بلا سے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل ہوا شیشہ سے نازک اور سنگ ہے خوئے دوست

خمسہ بر غزل امیر مینائی

صورت سے اپنا دامن جھٹک کر چلے | لیکے حسرت یا دل مضطر سے چلے

بس اسی خوف و رجا مین مر چلے تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہے کم ہو عمر خضر کیا امکان ہے
قہر حسرت ہے غضب ارمان ہے زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا اب ہے سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کو دم کی سیر سے وقفہ ہے کیا کیا ہمین کام ان گلون سے ای صبا
ایکدم آئے ادھر ادھر چلے

آئے تھے مہمان براے یک نفس خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہتا ہے بس قید قفس دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہمتو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین عشق کی آتش سے اوڑتے ہین دہوین
دیکھین شاہد ہی بزم ہستی مین جہین شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تاؤ بھاؤ تشنہ کامون کی صدا ہے لاؤ لاؤ
کھول خم کو محتسب سے گھر کو جاؤ ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سنتے ہین چین اور عجم سے تا عرب دھوم ہے مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

خمسہ بر غزل آتش

فلک پہ پھرتا ہے آوارہ مارا مارا چاند تمہارے سامنے کیا ہوگا برسر آرا چاند

حیاں کی نظروں سے لب آنیے اوتارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند

ہوا اوتر و بام سے تم جیتنے اور ہارا چاند

ذرا او تر کے چھپر کھٹ سے یاں تلک آؤ
جھروکے کھول کے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ
تماشا دیکھو نہ انجم سے اتنا شرماؤ
نقاب اولٹ کے تم رشک ماہ دکھلاؤ

اندھیری رات میں سے ایک ایک تارا چاند

ہے چار دن ہی کی بس چاندنی کہو کوئی کیا
مثل یہ راست ہے اور اسمیں شک نہیں اصلا
جو ہفتہ دوست ہیں اونکا رہا یہی شیوا
وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرا

نشاط و عیش میں گذرا کبھی نہ سارا چاند

خیال جانب حور و پری نہیں جاتا
نہ خواب باغ کی گلگشت ہی کا ہے آتا
نہیں وہ نور کا پتلہ تو ہوں یہ گھبراتا
فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا

گراں ہے مہر جہاں تاب و ناگوارا چاند

یہ شعلہ رو کا خدا داد حسن ہے یارو
کہ جلوہ طور سے بھی بڑھ کے اوسمیں ہے دیکھو
سر غرور میں ہے دود کبر ماہ کے گو
مقابلہ جو رخ آتشیں یار سے ہو

یہ بیقرار ہو اوڑ جاسے بنکے پارا چاند

ہمیشہ کرتا ہے جو کھٹ پہ جبہ فرسائی
خصوص حبیب سے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی
نہیں یہ ہالہ ہے حلقہ بگوش سچ ہے یہی
تری غلامی کا دعوے ہے یارا وسکو بھی

جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف
ضرور ہوتا پر اوس پہ کا مبتلا یوسف
عزیزو پوچھو زلیخا سے کیا ہوا یوسف
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف

طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

نہیں محل یہ ہے جائیں تصور دلدار
اثر وفور محبت کا ہے یہ ہے تکرار
بنا یا دل جو نقشہ کہ مطلع الانوار
ہمارے دل میں نہیں نقش روی روشن یار

پری کے بدلے ہے آتشیں میں اوتارا چاند

کبھی فلک کا نہ دیکھے زمیں فروغ آتش — نہیں زحل کو سہا کی قریں فروغ آتش
ہوا ہے ماہ کو خورشید کہیں فروغ آتش — رخ جبیں کے عکس سے نہیں فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرار ہے چاند

خمسہ بر غزل حافظ

۱
برق حادثہ آتش بہ خرمن افتاد است — تمام گلشن آفاق دام صیاد است
بعیش کوش اجل فرصتے اگر داد است — بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است
بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

۲
بھرا ہوا ہے دورنگی سے باغ ہست و بود — جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہیں معدود
غرض عوام سے کیا اہل دل ہی ہیں مقصود — غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

۳
گناہگار ہوں پر زیر پائے راہ ثواب — عجب ہے شب کا سناؤں ای احباب
کل ایک خضر منش سے رہی سوال و جواب — چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا داد است

۴
کہا یہ اوس نے سن اے مرد نیک کوتہ بیں — ترا مقام ہے درگاہ حق میں علیین
یہ میکدہ ہے خرابات و قابل نفریں — توئی بلند نظر شاہباز سدرہ نشیں
نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد است

۵
جو ہمصفیر ہیں ارواح تیرے با توقیر — وہ تجھکو دیکھکے ہوتے ہیں دل میں بس دلگیر
تو کان دھر کے ذرا سن تو ہو نہ کچھ تقصیر — ترا ز کنگرہ عرش می زنند صفیر
ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است

۶
میں خواب میں مرے دل پہ گرد تھی افکار — کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھسے یہ گفتار — نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر
کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

یہاں جو شاد ہے انجام کو وہ ہے ناشاد
زمانہ دیدہ ہیں رکھو میری یہ نصیحت یاد
طلسم ساز ہے یہ نیرنگ عالم ایجاد
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
که این عجوز عروس ہزار داماد است

تپاک اسکا ہے اول تو مثل شیر و شکر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر
مآل کار ہے لیکن لب شکست بیجا شرر
فریب شیوہ حسن از جہان پیر مخور
که ہر که کرد بوسے اختلاط ناشاد است

یہ کارخانۂ ہستی ہے محض بے بنیاد
کہاں یہاں سے ہرگز نہ دل میں ہونا شاد
غم و الم میں نہ بیٹھ کر ہر بانہ
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد
که این لطیفہ عشقم ز رہروی یاد است

۱۰ وہ عجز سے ہے جو مجبور بندہ کو ٹھہرائے
بجا ہے مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے
وہ عجز ہے جو مختار نیک و بد فرمائے
رضا بدہ بہ قضا و زجبین گرہ بکشائے
که بر من و تو در اختیار نگشاد است

۱۱ خزان سے گلشن ایجاد میں پڑا ہے غل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہے یا ن قلقل
بسان غنچہ دل افسردہ رنگ ہیں بالکل
نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل عاشق کہ جای فریاد است

۱۲ نہیں زمانہ میں شیرین سخن مگر حافظ
بجا ہے شعر کا کرتا ہے فخر گر حافظ
جہان میں صورت ریختہ ہے نام حافظ
حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

مخمس بر غزل حافظ

بہت ہوں بخت کی گشتگی سے آوارا
گذر ترا ہو اگر اور تجکو ہو یارا
تلاش یار میں سرگشتہ ہوں بہت بیچارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
که سر بکوه و بیابان تو دادہ ما را

ہوئی نصیب جو ساقی سے ہم کو یکجائی
کبھی آگئی ہم آنکھ جو شب لیے بیت یہ گائی
تھا ایک وجد کہ ہم مشربوں کی یاد آئی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

چمن میں خانۂ صیاد تنگ پڑا ہے غل
ضرور رحم ہی آ سکے کہیں نہ نوبت قل
تڑپ رہی ہے پڑی شوق دید میں بلبل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

ہے دام و دانہ سے صید جا نور اکثر
زمانہ دیدہ کی تنبیہ کا یہ سبب ہے جو
فقط سبب ہے دام محبت بلا سے جان شہر
بخلق و لطف تواں کرد صید اہل نظر
بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را

طلسم ہے سخن شستہ رفتۂ حافظ
جو آشکار ہو مضمون نہفتۂ حافظ
عجیب گوہر مضمون ہیں سفتۂ حافظ
در آسمان چہ عجب گر زگفتۂ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

مخمس بر غزل آتش

عشق میں داغ جگر کو گل گلشن سمجھا
خاکساری سے نہ اکسیر کو احسن سمجھا
آہ کو زمزمۂ مرغ نوا زن سمجھا
خاک میں ملکی بھی میں اوسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

ہار ہے میرے گلے کا وہ شال مفتون
نوبت دست گریبان سے یہ حال ہوں
اسکے ہاتھوں سے میں اللہ بتنگ آیا ہوں
چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دست جنون
کیا یہ اوسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

ہے بجا قد کو صنوبر سے اگر نسبت ہیں
سب شیرہ سکے زنخدان ہی نہیں شک اسمیں
گل ہے عارض دہن تنگ کو ہم غنچہ کہیں
زلفیں سنبل ہیں تو پھر نرگس شہلا آنکھیں
جسنے دیکھا ترے چہرے کو وہ گلشن سمجھا

رعنا کی طرح عشق مین رسوا ہی امانت
مدت سے ترا والہ و شیدا ہی امانت
برسون ترے دیدار کو ترسا ہی امانت
سنتے ہین کہ فرقت مین تڑپتا ہی امانت
جلد اے بت بیدین پئے غفار خبر لے

خمسہ بر غزل عالم صاحب

۱
آنکھین ترس گئین مری مدت سے خواب کو
رونے سے کام رہتا ہے چشم پر آب کو
کیا صبر ہو مین کس سے کہون اضطراب کو
تسکین کیون کہ ہو دل خانہ خراب کو
دیکھا نہین ہے عمر سے اوس ماہتاب کو

۲
اک عمر نوح چاہیے اس انتظار کو
مین چاہتا ہون اوس بت غفلت شعار کو
ہمدم نہ پوچھ مجھسے مرے حال زار کو
کس طرح ہو قرار دل بیقرار کو
قاصد ابھی پھرا نہین لیکر جواب کو

۳
اوس شوخ سے نہین ہی دل و دین ہی گذر
اب ننگ سی ہی عار تو ناموس سے حذر
ہون فرط اشتیاق مین مدت سی بیخبر
کوچہ مین اوسکے جانے سے ناصح نہ منع کر
الفت نے سب بھلا دیا شرم و حجاب کو

۴
مدت سی وصل کے لیے دل بیقرار ہے
صدمہ کمال جان پہ لیل و نہار ہے
پتھرا گئی ہے آنکھ بہت انتظار ہے
راتون کو نیند اوڑ گئی اب ہجر یار ہے
آنکھین مری ترس گئین مدت سے خواب کو

۵
ایمان و جان و دولت و دین سب کیا فدا
جور و جفا اوٹھائے ستم پر ستم سہا
رسوا ذلیل و خوار ہوا مفت جا بجا
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری بیوفا
تیرے لیے مٹا دیا حسن شباب کو

خمسہ بر غزل صبا

۱
آزردہ دل ہین اہل جہان و جہان سی ہم
تنگ آ گئے ہین واسطہ جسم و جان سی ہم

قطع تعلق اسلیے کرتے ہین یان سے ہم
نکلین کہین احاطۂ وہم وگمان سے ہم

باز آئے اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آب روان ہے سبزہ ہے باد سحر بھی ہے
حاضر کباب کو سینے دل بھی جگر بھی ہے
ساقی ہے کنج باغ ہے گل بھی شجر بھی ہے
گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے

یاد شش تجیر یار کو لائین کہان سے ہم

تجھے فرط اشتیاق ہین مدت سے بیقرار
پھینکی کمند دل پہ کیا جبر اختیار
تدبیر لاکھہ کی نہ میسر ہوا گذار
دربان سے چھپکے آئی ہین گھر مین تمہارے یار

دیکھو تو جیڑہ کے کو دیڑے ہین کہان سے ہم

خمسہ بر غزل سیاح

گذر کر چرخ سے کی ہین نے سیر لامکان برسون
نہ پایا خضر و عیسیٰ نے بھی کچہ اوسکا نشان برسون
نقط مین ہی نہین بھٹکا پھرا ہی اک جہان برسون
تلاش یار مین رگڑی ہین اونچی ایڑیان برسون

مری صورت سے چکر مین رہا ہے آسمان برسون

تجھے ہین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل
ترا انہیں نگہی افلاک سے جینا ہوا مشکل
کہین ہے کج ادا بھی دیکھتی ہین جانب بسمل
گلابی اشک جو نوبت ہین نکلی ڈر گیا اے دل

ابھی تو خون رلوائے گا تجکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہے دلکا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا
پھرا مین نجد سے تا حی تک نہ پایا کھوج محمل کا
کہین ناقہ نظر آجائے اوس لیلیٰ شمائل کا

پھرا اوس رہا ہون مثل گرد کاروان برسون

نہ آئے تم نہین ہمکو بلاتے بھی نہین اصلا
جدائی مین گذارے عمر لیکن اب نہین یارا
کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی سہتے نہ اوٹھے گا

وہی یہ غم اوٹھانہ ہین جو رہے ہین شادمان برسون

جگر پھٹتا ہے صدمون سے کلیجا منھ کو آتا ہے
پڑا سہے سخت جان کیسی گری ہے شوق دیکھا ہے

نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہے
یہ غم ہوتا ہے نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہے
شب فرقت میں گھٹ گھٹ کر رہی ہے میری جان برسوں

دیا جب دل تو پھر کیونکر اوٹھا سکتے ہیں سر کو ہم
رضائے یار پر رہنا مناسب ہے نہ ماریں دم
یہ طوق اور بیڑیاں منت کی ہیں اپنا نہیں کچھ غم
محبت میں یہ لازم ہے سر تسلیم رکھیں خم
شکایت کیا جو پہنایا ہمیں طوق گران برسوں

نہ تھی حاضر جوابی سے غرض خوش بیانی کو
لسانہ مجبور ہے لیکن رہائی آسمانی سے
جو شک ہو تو خموشی پوچھ لو رعنا کی جانی سے
مرا منہ کھل گیا سیاح اوسکی بدزبانی سے
وگرنہ بند منہ میں میں نے رکھی ہے زبان برسوں

ایضاً غزل سیاح

تعلق چھوٹنا ظاہر کا مشکل قید سلاسل سے
نہیں حبل الورید آیا پڑھا قرآن کی منزل سے
نگاہ قیس میں لیلی نظر آتی ہے محمل سے
عبث کعبہ کو جاتا ہے خدا نزدیک ہے دل سے
بڑا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

عجب عذب محبت میں اثر ہے عشق کامل ہے
کھلیں عقدے آسانی نہ حل ہوں جو کہ مشکل ہے
سبب اے صیاد پیدا ہوں ابھی گل شمع محفل ہے
قفس میں سیر گلشن کی اگر مانگیں عنادل سے
صدائے خندۂ گل آئی فریاد عنادل سے

مقام ناز ہے گر سرخرو ہوں ہم قیامت میں
کٹا کر سر رہے ثابت قدم راہ محبت میں
وصال اوس ترک کا ہاتھوں لکھا تھا اپنی قسمت میں
تہ خنجر گلا رکھا ہے خوش شوق شہادت میں
بھلا کس منہ سے انگیں خونبہا ہم اپنے قاتل سے

رہا ہے کوچۂ جانان میں میرا عمر بھر بستر
پس مردن رقیبوں کا ہے آتا جان کا کشتہ
بنے گا سنگ راہ غیر میری قبر کا پتھر
نہ رکھیں تا قدم غیرت کی ماری غیر وہان اگر
نہ گزرے ہوا اٹھا کر نعش میری کوئی قاتل سے

نہ پہونچا آشنا بھی تہ کو چاہت کا وہ دریا
کبھی لگتا نہیں ہے نوح کی کشتی کا تھل بیڑا

جو ہے گرداب وہ چاہ ذقن ہے کم نہیں اصلا
اجل غوطے کھلاتی ہے سمجھو اوس بحر میں پاس جا
کمند موج آفت ہے تجمل خاشاک ساحل سے

کہو مجنون سے دیکھے آکے چشم غور سے پیہم
بیابان نجد کا صحرا ہے ایمن سے نہیں کچھ کم
شجر ہے جو ضیا سے وہ نہال طور سے اسم
نہ جانے گرد آتا ہے نظر اک نور کا عالم
گھٹا ٹوپ اوٹھ گیا ہے آج گرد لیلی کے محمل سے

مقولہ ہے یہ سب کا صحبت احباب فیشان ہین
جسے شک ہو مرے اشعار دیکھے آکے دیوان مین
جواب اسکا نہین اب کوئی شاعر بزم امکان مین
کہ ہے نکتہ غالب ہو مری بزم سخندان مین
تلمذ شاعری مین ہے مجھے اوستاد کامل سے

مثال قیس دیوانہ ہوا ہے عشق لیلے مین
نہین کچھ وحشت جاتے کے تنہا قلب صحرا مین
او سے سودا ہوا ہے الفت زلف چلیپا مین
قدم سیاح رکھو جوش وحشت سے جو صحرا مین
وحوش و طیر آئین رقص مین شور سلاسل سے

حالیہ خمسہ ہجو بہ وقت ہڑتال بازار قصاب لکھنو

شور قصاب ناشنفتن بہ
حال خود را بکس نگفتن بہ
جور این ظالمان نہفتن بہ
جائے نان نان رنج خوردن بہ
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

ناخدا ترس سنگدل قصاب
لاکھو جان کا ہے سر پہ اونکے عذاب
سخت بے رحم ہین یہ خانہ خراب
کون اونسے کرے سوال و جواب
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

لکھنو مین ہے آج کل ہڑتال
نہین آتا ہے خواب مین بھی خیال
ہے روٹی سے زیادہ گوشت کا کال
زندگی ہو گئی ہے سخت محال
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

جگ مین اب حلال ہے مردار
بند کب سے ہے گوشت کا بازار

ہین نہ کھلنے کے آج تک آثار　　گوشت پر ہے بس اب خدا کی مار

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۵
روز کھاتے تھے جو بلا ناغہ　　چار دن سے ہے فاقہ پر فاقہ
زندہ در گور ہو گئے توبہ　　گر یہی قحط ہے تو بسم اللہ

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۶
نہ شکایت ہے اور نہ غمازی　　بخت بد کی ہے سب یہ ناسازی
جان کی اب لگی ہے یان بازی　　راست ہے یہ بقول شیرازی

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۷
گوشت خورون کی ہو عملداری　　او سپہ قلیہ کی سرد بازاری
ہے قصائی کی مردم آزاری　　گر ملے روز اب سے ترکاری

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۸
ظلم قصاب سے ہین سب مظلوم　　نہین کھلتا ہے ہمپہ یہ مفہوم
گوشت ملتا نہین یہ ہے معدوم　　زندگی خیر ہمکو اب معلوم

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۹
قورمہ کسکا کیسی بریانی　　دال ہے جیسے بھینس کی سانی
ملگئی خاک مین مسلمانی　　زندگی اب ہے عین نادانی

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۱۰
دال یا ساگ خواہ ترکاری　　یہی کھاتی ہے خلقت اب ساری
ناک مین دم ہے زندگی بھاری　　ہو گئی زیست عین دشواری

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۱۱
کوئی پیچش سے ہو گیا بیمار　　روز باری کا ہے کسکو بخار
دال کھا کر ہے زندگی دشوار　　وقنا ربنا عذاب النار

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۱۲ قلیہ بتلائے گر کسیکو طبیب — روکے بولے وہ ہاے میرے نصیب
کون ہے جو کرے انہین تادیب — دست قصاب سے اجل ہے قریب

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۳ فصل بگڑی ہے بد ہے آب وہوا — چھوڑنا جان سے لگا نارت کا
ڈر ہے سبکو کہ آ نہ جائے قضا — کیا کرین غیر مرنے کے سوا

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۴ گوشت دنیا سے یہ ہوا عنقا — خواب مین بھی نظر نہین آتا
صدمے سے جو ہین کھو نہین اونکو کیا — خون دل ہے تو آب ہے ہیٹا

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۵ جو کہ رہتے تھے تارک سے ناب — بط سے کھا گئی وہ کرکے کباب
پھر جو پوچھا نشان بز قصاب — صاف ساقی نے دے دیا یہ جواب

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۶ گر محمدو کی تم دکان پہ جاؤ — نہ نہاری نہ قلیہ ہے نہ پلاؤ
وال سے چاہو تلفا و چاہو نہ کھاؤ (مشہور نان فروش ۲) — کہہ سناتا ہے گر زبان پہ لاؤ

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۷ بیچتے تھے کباب جو ہر جا — کہین ملتا نہین ہے اونکا پتا
اور اگر ڈھونڈھنے سے کوئی ملا — کھینچکر آہ سرد بول اوٹھا

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۸ ہے یہ فاقے سے سب کا حال تباہ — چلنے مین سوجھتی نہین ہے راہ
گوشت ملتا نہین کہین واللہ — کہتے ہین سب یہ دل سے کھینچ کر آہ

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۹ گوشت کے قحط کا ہوا یہ حال — آنکھ سے دیکھنا ہوا ہے محال
چھوے معشوق کے جو گورے گال — ہنس کے اوسنے کیا یہ ہے مقال

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۰ نذر کسکی کہان کی قربانی | فاتحہ کو ہے دانہ نے پانی
بھوکے رہ رہکے جان ہی جانی | بند سعدی کی ہمنے بھی مانی

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۱ لکھنؤ سارا دیتا ہے دشنام | فاقہ مستون کو اب ہے زیست حرام
جان بلب ہین تمام خاص و عام | شہر مین ہر طرف ہے یہ کہرام

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۲ غربا کوستے ہین ہم مر جائین | گوشت ملتا نہین کہین کیا کھائین
اپنے دانتون سے اپنی بوٹی چبائین | جان نکلے کہین نجات تو پائین

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۳ گوشت روٹی سے پیٹ بھرتا ہو | سیر کب دال ساگ کرتا ہے
بھوکا دنیا سے جو گذرتا ہے | کہکے مصرعہ یہی وہ مرتا ہے

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۴ ہو جو بازار گوشت اب کی وا | نذر مانی ہے مین نے نام خدا
دون گا بھوکھون کو ایک اک بکرا | نہ کہین تا وہ بھوک سے اصلا

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۲۵ ہے یہ ہڑتال یا کہ تند فرنگ | صلح قصاب سے نہ ممکن جنگ
ہے وصیت مرین جو ہو کر تنگ | ہو یہ مصرعہ لحد پہ نقش سنگ

بہ تمناے گوشت مردن بہ

شروع قصائد

قصیدہ بنام کرنل سر لوئیس پیلی صاحب جنٹ گورنر بہادر چیف رجستان وقت آمدہ جدہ یورپ کہ از مقام بوشہر ایران رسیدند و در فارسی آقدا و منیدارند

ای خوشا حال لوئیس پیلی ذیشان آمد | شہریارے ست کہ در ہند ز ایران آمد

نائب نائب شاهنشه هند و انگلند
عدل را بانی و بر خلق نگهبان آمد

در تن عدل چو جان بهر روان چون ایمان
شادیی هست که اندر دل حیران آمد

خلق و جود و کرم و عدل جلوه ریز همه
آصف عهد بصد جاه سلیمان آمد

آمده آنکه بابو چو بهار از بوشهر
آنکه آنجا ز کرم ابر بهاران آمد

راجیو تا نه چو تدبیر و خرد می خواهد
خرد آموز ازین ثانی لقمان آمد

شعشعهٔ عدل تو ظلمت ز جهان از جا برد
نجم هند تو چو خورشید درخشان آمد

از تو استار شرف یافته ای مهر کرم
نجم هند است که هندوی تو کیوان آمد

عدل تو آمده در قالب مظلوم چو جان
ظالم از رعب تو چون قالب بیجان آمد

نازکم کرد و بدلجوئی عاشق برداشت
صنم از کردهٔ خود نیز پشیمان آمد

عجب از چرخ ستمگر که بدور تو شها
با من خانه نشین دست و گریبان آمد

شاهی آنست که بر عدل بود بنیادش
عدل آنست که بهر همه یکسان آمد

نیت گلدستهٔ اخلاق تو گر باغ بهشت
تا چرا جا کرد و دربان تو رضوان آمد

حکم تو خاصهٔ معجز عیسی دارد
رفت خندان ز حضور تو چه گریان آمد

میرسد گوهر شهوار ز موج عمان
چه عجب شاه اگر بر سر احسان آمد

چونکه به بوشهر برت بلبل شیراز بسیج
طوطی هند تو در هند غزلخوان آمد

عاملی آمده بسیار که نایند بشمار
اشرف از جن و ملائک همه انسان آمد

مفخر ایشان مگر از خلق و کرم و زر و داد
جمع در ذات تو آمد و فراوان آمد

در دوات تو شنیدم اثر آب حیات
خضر آمد قلم آن چشمهٔ حیوان آمد

تو که دریا دلی از قطره دریغم منما
معجز خضر و مسیحا ز تو امکان آمد

رس بفریاد جگر خسته چه فریاد رسی
لب باین غرض رسید و بلبم جان آمد

بر نظام دل صد چاک چه آرفت سپهر
تو مسیحا دمی و آن سینه دربان آمد

ستم چرخ جفا پیشه کشیدش چه عجب
یوسف از گفتهٔ غماز بزندان آمد

اینکه بر یار گسست بخت رسائش آورد
خاطرش جمع بکن آنکه پریشان آمد

دیدہ از ما و من از دیدہ گریان خجلم
بہر دیدار شما آمد و گریان آمد

باد ایثار تو این گوہر منظوم نظام
بود دیوان کنون صاحب دیوان آمد

قصیدہ

کون ہے نام خدا تمسے جہان مین افضل
جسکے مداح ہین نواب گورنر جنرل

چشم بد دور جوان بخت جوان سال ہو تم
کوئی حاکم نہین ایسا کسی شہر مین تمسے افضل

طائرون کو ترے سایہ سے ہما کا رتبہ
اور ترے دم مین ہے اعجاز مسیحا کا عمل

جو رہین وادی جرأت مین نہ پائی تہا
آسمان ڈھونڈھے اگر راہ کی لیکر مشعل

چمن دہر ترے ابر کرم سے شاداب
عالم اگر دے تو ابھی سرو مین پیدا ہون پہل

ترے خدام کی ناہید ہو ادنی سی کنیز
پاسبانی کے لیے در پہ کمربستہ زحل

تیری بخشش سے یہ امید جہان بر آئی
خواب مین بھی نہین آتی ہین نظر اہل امل

حق کی سرکار سے جسطرح ہی خارج ابلیس
تیرے دربار سے مردود ہی اسطرح جعل

فیل گردون جو سواری مین تری ہو کوتل
کہکشان اوسکی سلاسل ہو ثریا ہیکل

علم فتح کا پرچم ترے جب کھلتا ہی
سر اعدا پہ قضا روتی ہے لیکر آنچل

بے شمار آپ کی اسوار ہین بیحد پیدل
لشکر مور و ملخ یہ ہے تو وہ ہی بادل

شیر ہم بچہ ہو تو شیر ژیان پیدا ہو جائے
ہاتھی رستم سر میدان ہون تری رعب سے شل

خاک ان کشتہ ہو سکتہ ہین تری روئین تن
موم کی طرح تو ٹوٹے اوسی جھٹکی سے سل

اپنا رہوار جو کاوے پہ لگا دی تو ابھی
کرہ ارض کی ٹاپون سے نکالی دلدل

چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
برق دم رخش ترا ہے وہ قیامت عجل

عین سرعت مین اوسی ایک کی دو آئین نظر
صاف ہون مردمک دیدۂ گردون احول

گرد کی طرح رہی برق تو کوسون پیچھے
ٹھوکرین کھائے قضا دور نظر آئے اجل

فرط سرعت سے بہکتا پھر جھپٹ کر سایہ
باعث تفرقہ سایہ ہو اوسکا کس بل

تیغ تو ہیان سے لی مثل قضائے مبرم
فتح کے نام نے جس تیغ سے پائی صیقل

صف اعدا پہ گرے آکے وہ مانند قضا
چیر کر برق نکل جاتی ہے جیسے بادل

جانہ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید
تن ہو بے نقطہ جہان صورت حرف مہمل

روز روشن ترے بدبینوں کی آنکھوں میں سیاہ
ہیں وہ خفاش … ہے بے رد و بدل

مرغ اوہام فلک سب کی ہوئی تیری شکار
قادر اندازی سے … تیری ضرب مثل

ٹوٹی توپوں نے گلولے سے طلسم افلاک
شست سے کچھ بھی اگر … میں اوچھل

دیو صورت میں وہ اژدر ہے توپ … ہانک
کیا عجب لشکر اعدا کو … جائے نگل

گر ہوں گردوں افلاک پہ ہو شور قیام
لیکے ہستی سے … تک ہل چل

تم کرو حکم تو ساکن متحرک ہو جائے
متحرک ہو جو ساکن … کھو آگے چل

ایک نعرہ ترا … فلک سے نشان
اک اشارے میں زمین … قائم کو اوگل

تم ہو وہ سیف زبان جنگ میں … گر
سر اعدا پہ زبان … آ جائے اجل

ید قدرت سے نہیں کم یہ ترا دست کرم
تیرے ناخن سے ہے حل عقدۂ ما لا ینحل

عقل و فرہنگ میں لقمان کا تو ہے استاد
ہوش بقراط کے … تیرے مختل

عقل کل تو ہے تری عقل کا یہ رتبہ ہے
طفل مکتب ہے ترے سامنے عقل اول

دست بستہ تری تدبیر کے آگے تقدیر
تیری تحریر پہ ہے کاتب قدرت کا عمل

بحر کوثر یہ زمین عرش پہ کرتی ہے فخر
مطلع غور سے ہے یہ مطلع ثانی افضل

عہد میں تیرے جفا راج میں تیرے نہ خلل
دور میں تیرے دغا عہد میں تیرے نہ دغل

مصلح کل ہے تو اور عدل ترا عالمگیر
داد پاتے ہیں ترے عہد میں سب اہل ملل

عرق گل کی جگہ پیتے ہیں اب خون جگر
شہد کا نام بھی لیتے نہیں زنبور عسل

دلبری چھوڑ کے بت کرتے ہیں اب دلداری
ستم و جور و جفا بھول گئے اور چھل بل

نہ وہ عاشق کشی و شیوۂ سفاکی ہے
کج ادائی ہے حسینوں میں نہ اب مکر و حیل

ناز خوبان جہان کا ہے مبدل بہ نیاز
خواہ کشمیر کے ہوں یا صنم چین و چگل

آشتی نے یہ ترے دور میں باندھی ہے ہوا
طفل تک بھی نہیں آپس میں لڑتے … تکل

چیر کہتے تھے جسے اب ہے وہ بصورت خیر
ہے وہ تنزیب … جس کو ململ

[illegible] علت کا [illegible] نام کو [illegible] شان
دفع ہر چیز سے تو نے کیے امراض و علل

[illegible] چشم [illegible] ارباب کرم
فضل تیرے سے در دولت پہ نہین [illegible] عمل

[illegible] شامل
نقد دیدار سے تیرے ہین فقیر اہل دل

[illegible] فیض کرم سے تیرے [illegible] زر
سیم و زر تا سر زانو تری بخشش ہے اقل

[illegible] قصیدہ [illegible]
اس قصیدہ سے ہے تقدیم مین وہ گو اول

[illegible] ایک ہی ان دونو کی
خود ستائی نہین پر یہ بھی ادس سے افضل

[illegible] ہے آب حیات
آب جیحون ہے کہان اور کہان گنگا جل

[illegible] خیز
یہ ملک خیزی مین یہ ہند بھی ہے ضرب مثل

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت دیکھو
دیو مین وہ ہے تو انسان مین ہے یہ مستعمل

[illegible] تسلیم [illegible] ہین پارس
ہند کی خاک بھی اکسیر مین ہے ضرب مثل

[illegible] اور بلبل شیراز کو فخر
جسکو کچھ نطق کی طاقت نہ سخن کی اٹکل

[illegible] طائر سدرہ کا [illegible]
جسطرح مرغ غزلخوان کے مقابل کویل

ہند کی خاک [illegible] چشم [illegible]
دود ہو آتش ایران کا اگرچہ کاجل

[illegible] ہی پارسیون کی [illegible]
نار مسجود ہے اور قبلہ ہے اونکا [illegible]

نور سے نار کو [illegible] نسبت ہے
وہ تو اعلی ہے معاذ اللہ کہان یہ اسفل

[illegible] ہے تو پاشنگ پارس
ہند ہے مسجد خلق و ارباب علم و عمل

[illegible] شرف [illegible]
مقدم حضرت آدم ہوئے وہ ہی اول

[illegible]
اپنے منہ سے تو میان مٹھو بنیگا [illegible] مہمل

[illegible] کلام شیرین
[illegible] لب بلبل شیراز ہو زنبور عسل

[illegible]
تھا وہ غیبت یہ حضوری ہے [illegible] لیکن اول

[illegible] سے ہند
[illegible] ہند مین ہو طول [illegible] لکھو مجمل

[illegible] آج نہون ہند کے کیونکر ناکام
شکر کی جا ہے [illegible] ہون [illegible]

ہند کے آپ ہون اختر تو کہان ہے ظلمت
سایہ جس نگ ہو کا فور حضور مشعل

طالع ہند مین ہے آج قران السعدین ہین مہ و مہر مہاراج و گورنر جنرل
عقد پروین کہون اس مجمع خوش ذات کو مین مشتری زہرہ ہی جس بزم کی مریخ زحل
بس گئے نکہت اخلاق سے تیری یہ دماغ درد سر ہے ترے بدخواہون کو بوئے صندل
ہے تری وصف مین اب قند مکرر کا مزا کیون نہ باتون مین تری کہائیگی شیرین حنظل
حق سے ہے حق مین مہاراج کی رعنا کی دعا تا قیامت وہ سلامت رہین یا عزوجل

قصیدہ تمہیدیہ بہاریہ

نسیم گل نے کیا باغ دہر کو تسخیر بہار گلشن عالم مین اب ہے عالمگیر
چمن پہ کچھ نہین موقوف باغ عالم تک صبا کا دور ہے جاری ہی فیض ابر مطیر
گلون کی خندہ سے ہی کشت زعفران گلزار فضا مین تختۂ گلشن ہی خطۂ کشمیر
کمند کاکل سنبل مین ہی دل رضوان طیور خلد رگ گل کے دام مین ہین اسیر
جہان مین باد بہاری کا دور دورا ہے ہر ایک باغ ہے ان روزون گلشن تصویر
قلم کی شاخ سے اغلب ہی شاخ پیدا ہو بیان قوت نامیہ کے جو ہو تحریر
نہ کس طرح ہو ہر اک پھول رنگت پیدا اثر مین خاک گلستان ہی صورت اکسیر
سپر کے پھول تلک کیا عجب جو ہون تازہ نہین بعید کرے سبز کھیت گر شمشیر
کبھی جو خواب مین گلچین کو دیکھے بلبل تو وصل گل ہے اوسے باغبان کرے تعبیر
اگر خیال مین صیاد کو نصیب نہین ہے اوسکے وہم سے آباد خانۂ زنجیر
شجر پہ بلبل شیراز کا نشیمن ہے ہے شاخسار پہ طوطی ہند گرم صفیر
چمن مین طائر سدرہ نے آشیان باندھا نوا سے مرغ غزلخوان سے سحر کی تقریر
ہین صرف نغمہ گلستان مین عندلیب ہزار تمام مدح مہاراج مین ہین گرم صفیر
نہال گلشن مہاراج کے ہین جو فرزند کہ تھی وہ صاحب اقبال و مثال و چتر و سریر
کہے جو مطلع ثانی مین رزم کی تقریر تو ہاتھ چوم لے رعنا کا کاتب تقدیر
اگر رزم و غا ہون تو دم مین ترک فلک تو ناک میں لاکے کرے نذر برق کی شمشیر

کرین وہ شیر زبان سی جو پنجہ دست بتخیر
تو یاد شیر کو آ سکے وہین چھٹی کا شیر

شکار کھیلین جو وہ بحر حسن خوبان مین
تو مچھلی کان کی حلقہ بگوش ہو دیکے اسیر

شکار طائر سدرہ ہو آشیانے مین
سپیے غزال حرم کو نہ رم کی کچھ تدبیر

نظر مین تھر کی ہے عین جا عقہ کا خواص
نگاہ مہر لبینہ ہے مرد مو اسیر

کرون جو مطلع اوصاف بزم کو تحریر
ابھی ہو صفحۂ کاغذ مرقعۂ تصویر

وہ بارگاہ کہ دربان ہے جسکا اک رضوان
مکان وہ عرش پہ کرسیکے جسکی ہی تعمیر

ہے روز صبح و مسا گرم نغمہ سپیقار
کنیز زہرہ سے ہے جا کرے اونکی بدر منیر

یہ رعب عدل ہے اونکا کہ سب ہین یکتدبیر
ستم شعار جفا کار شوخ و شنگ و شریر

جہان مین نام کو بیداد کا نہین ہی نشان
سنا ہو نام جو عنقا کا ہے وہی دلگیر

زبان نہ شمع نکالے ابھی تینگون پہ
کہ انتقام ہے اس ظلم و جور کا گلگیر

نکالے عدو اطاعت سے جو قدم باہر
پھرا کئے خانہ خراب اوسکو گردش تقدیر

کریم ایسے کہ کلمہ پڑھین عدو اونکا
رحیم ایسے کہ مداح ہین صغیر و کبیر

فلک پہ صاف ہی روشن عطا کے نقد نجوم
زمین پہ نام کو باقی نہین ہے کوئی فقیر

ابھی فقیر ہو قارون کی طرح مالا مال
ہوس جو ہو در دولت پہ اوسکو دامن گیر

مرے کلام سی لے فیض آ سکے اب قدسی
فصاحت اور بلاغت کو سیکھے مجسے نظیر

مرے کلام کو پڑھتے ہین اپنے نام سی سب
یہ وہ مثل ہے کہ گندم دکھائین بیچین شعیر

ازل سے ملک فصاحت ہی میرے قبضہ مین
تمام ملک بلاغت کا ہے مری جاگیر

قصیدہ اور لکھون گا کہ اکبری ستکر
کہین گے دہر مین اس نظم کا نہین ہی نظیر

کمال ترک ادب ہے تقاضا ئے رعنا
دعا پہ ختم قصیدہ کر اب نظام فقیر

الٰہی اونکے عدو ہون جہان مین خاک بسر
رخ حبیب رہی سرخ رنگ مثل عبیر

نہین ہے فخر مجھے اسلیے قصیدہ پہ
رقم نہو سکے اوصاف مجھسے عشر عشیر

ہزار دل سے ثنا خوان ہے آپکا رعنا
خدا ہے عز و جل ہے مرا سمیع و بصیر

قصیده در ۱۹۶۱ع بجواب قصیده اکبری

قسم بهیبت مردانهٔ سلیمانی | مراست ظل ظلیلش چو ظل سبحانی
[illegible] گدا ایشان چه جاه اسکندر | [illegible]
[illegible] هیبت و عیش [illegible] | [illegible]
[illegible] او چه [illegible] | ملائک اند [illegible]
عروج رتبهٔ عدل فیض بخش اینست | گر گذشته [illegible]
خدا چو عدل کاملش آفریده است از پی | [illegible]
رباس فخر بتن جامه دوستان او | [illegible]
حباب وار عدو را کند غریق فنا | کند زیاد اگر بحر قهر [illegible]
شوند غرق [illegible] دشمنش برباد | [illegible]
ز حق شناسی او حق بجانب اند مطیع | [illegible]
ز جود و جود دگر زنده نام حاتم کرد | مناسب است خطاب [illegible]
عجیب سحر بود ذات با صفات تو | [illegible]
عطا نمود ز لطف عمیم گوهرها | ز فیض عدل کریم [illegible]
[illegible] که بر لب آن بحر سرد آزادم | [illegible]
مراست سبزهٔ بیگانه نزهت کشمیر | برنگ سبزهٔ خوابیده [illegible]
چه شد چو کار ز سرکار یافت بیکاری | ببرد زنگ که آن وقت بود ارزانی
مرا بهار همیشه که از ازل دارند | چو خار مغیلان اندر [illegible]
گرفت از بد بخت مال و منصب و جاه | کسی که یافت چو من [illegible]
عجب مدار که را چه شوم با آخر عمر | همین ست رسم جهان و مآل دیوانی
[illegible] که نگه دم نگیرد و دنیاست | [illegible]
[illegible]

نظر کن آخرت خویش را بطول سفر   دو گز کفن همه سازست و زاد حیرانی
ز زر نه کس بخود آورد و هم نه برد کسی   متاز بر زر و جاهت که او بود فانی
نشد [illegible] و فانیست هیچ در زر و جاه   فزون [illegible] میکند و هر سست پیمانی
[illegible] خواهد   بود به گیتی مکاره ناز نادانی
[illegible] از راه [illegible]   که تو نه اهل لسانی و نه سخندانی
[illegible] پاک [illegible]   نه زاد و بوم تو هندست نه تو ایرانی
[illegible] بشنو از من   که تا بگی تو ز اهل سخن سخن رانی
[illegible] ولبرا خطا اینجاست   تو هیچ لطف سخن را نکو نمیدانی
مناسبست [illegible] اگر ز نظم آگاهی   که افصح عرب و افصح عجم خوانی
بالعجم ز عجم هم فصاحتم ز عرب   بحق ارشاد رسیده ز لطف یزدانی
ز اصل هاشم و نسلم از سادات   شریف اشرف خلقم ز پاک دامانی
هزار [illegible] اگر [illegible] و تاب و [illegible]   رسد [illegible] بلعل و در درخشانی
[illegible]   ز نقل و ذهنت آرسی تو نیک میدانی
[illegible] نشان و بیعت   منم چو [illegible] گر تو اهل ایمانی
[illegible] زبان و زبانت [illegible]   که خواند سیف خدا فخر جن و انسانی
چو ذو الفقار علی خامه در زبان دارم   چه اهرمن نه ملک [illegible] تا بپرانی
ز خاک هند به [illegible] گرفته ام قالب   تو نیز جوهر پولاد هند میدانی
کسیکه خصم نکند سر ز تیغ [illegible] شکنم   کسیکه عذر نیارد کشد پشیمانی
وجود حضرت موسی ست بهر سر فرعون   بس است حضرت هارون بدفع هامانی
عصای ماست قلم کاغذم ید بیضاست   بترس گرچه تو صدگونه اهل سامانی
ترا نجات دو عالم اگر غرض باشد   بیا و بیعت من کن اگر مسلمانی
ز [illegible] شده بیعت نصیب سلطانش   سلامتش شده از حضرتش سلمانی
[illegible] گر رود بقبول کسی   هزار لعن خدا بر نفوس شیطانی

بود سودای خودی در سرت چو بعد ازین
دگر تو مشترکی از شرک رشته ات گسلم
ز پیچ بسته دهم رشتی بکشمیرت
ز نام نامی اجداد گوش ان ندهم
ریاست آنکه ز اجداد خود نصیب شود
تو در حضور ملوک و ملک بحضرت من
اگرچه تلخ بود حق مگر نجات دهد
برای زر تو زدی دست اول اینک
اگر توکل و ترک ست ترک سامان کن
قرار در کف آزادگان نگیرد مال
ز علم کرد بسر آنکس که عین را ساقط
دو صد قصیده چه باشد بعمر چل ساله
چه سود پیش من اظهار علم ای نادان
قصیده‌ای که بود نثره فقرهٔ نثرم
الا ز روز ازل اوستاد عقل کل ام
مرا کمال و ترا رشک از ازل دادند
ز علم و خلق و ادب هرچه هست در دل ماست
سلوک نیک بدانیم و هم طریقهٔ فقر
کلام آنکه حدیث ست کاوش اعجاز ست
شدم بخانه مشرف ز حج خانهٔ حق
مهار خانه و فضای ارم نصیب من ست
رسد نه منصب جاه وزرت باین شرفم
کسیکه رشک بمن برد چون تو عزت یافت

گفتم ز غول سراسیمه بیابانی
بپرس ضربت خالد ز مصر و مصرانی
چو منع دخل بملتان کنند ملتانی
بادعای ریاست برد پشیمانی
مناصب آنکه ترا کرده اند ارزانی
که حظ نفس ازان فیض مست روحانی
دگر سخن بشنو گر تو مرد حقانی
ز کفر گفتنش از پا زنی چه انسانی
وگرنه لاف تو دانم چه وقعت سریانی
نخوانده‌ای مگر این مصرعهٔ گلستانی
همین ست عین دلیلش بجهل و نادانی
بگو بمیت بجهل روز دو صد ار خوانی
من آن علوم بدانم که تو نمیدانی
تو یاد گیر ز من نظم و نطق و لسانی
مراست روح قدس طفلک دبستانی
مرا علوم و ترا جهل و کبر و نادانی
علوم معرفت و ستر علم پنهانی
که فقر فخر من و توجه مرد عرفانی
مرا بخواب نماید جمال نورانی
چه دیده ام شب قدری تو قدر کی دانی
بشاخ طوبی و سدره کنم غزلخوانی
عروج رتبهٔ من بین باین تن آسانی
من آن یگانهٔ دهرم ز لطف یزدانی

مپرس حاسد من ای جناب ممدوحم / که نفس حاسد من شد ز راه نفسانی
عجب مدار که فائق بود یکی بدگر / چه حق بجانب ازین دوست حکم ربانی
دلم ز گرد کدورت چو آئینه صاف ست / مرنج مسلک ما هست رسم مرسخانی
مراز شعر نه مدح و نه ذم کس مقصود / نه عرفی ام نه حزینم نه غنی نه خاقانی
ز جوشش طبع روان رفت حرفی اندر مدح / ازین نهم سر بابیت ز عذر پیشانی
مسیح عهد ترا گفتنم بجاست ازین / که هیچ اهل دلم را دوا و درمانی
همای دولت و بخت مدام برت باد / مدام تا که بود در رسم بحث و لسانی
همیشه شادی نوروز روزیت بادا / بعیش و لطف که باشد ز بس فراوانی
اوده چو معبد هندست باشد اخبارش / بلند مرتبه مثل عروج کیوانی

نقل کشور که نازد به بیتش رعنا
بفرط لطف نه گنجد ز نظم طولانی

رسید نظم کوه نور یعنی قصیدهٔ تمهیدیه

صباح کو نظر آیا جو کوہ پر تنویر / وہ کوہ نور کہ ہو جس سے چشم کور بصیر
فراز وہ کہ فلک جسکے زیر دامن ہے / عروج وہ کہ اوسی سے ہو لامکان تعمیر
وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو / وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر
وہ نزہت اوسکی کہ ہو نور دیدۂ یعقوب / وہ نکہت اوسکی کہ جان بخش ہو جوان و پیر
صبا اوڑاتی تھی دل سے ہوا سیر ارم / کیا تھا نکہت گل نے قمار تک تسخیر
روش روش پہ صبا کا چمن میں یہ دورا / کہ پھول پھولے سماتے نہیں کثیر کثیر
کرون میں غنچون کی کس منہ سے تاک جھانک بیان / کہ تھی وہ رخنۂ ہر برگ و شاخ گل سی بصیر
ثمر سے تاک میں غلمان کی دانت خرمون کا / عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں / چمن کی خاک تھی خاک شفا تھی با اکسیر
[illegible] آب روان میں جلترنگ تھی صفائی / دہان گل میں صبا تنگی تھی صورت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن ہوا کس میں
تو دام وہ بہیں صیاد ہو گیا تھا اسیر

دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
سرور وصل میں بلبل بنا تھی گل سے شکر و شیر

وہ پیچھے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا [illegible] تصویر

بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خواں تھے
اور اک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

ہوا وہ مجھ سے مخاطب بہ فرط لطف و کرم
عبادت و محبت بالحاح والتماس کثیر

کہا یہ اوس نے مجھے اپنی کچھ خبر بھی ہے
کہ اس طلسم جہاں میں ہے کس لیے تو اسیر

پڑھا یہ مصرعہ حافظ اک آہ سرد کے بعد
ترا ز کنگرہ عرش می زنند صفیر

عبث ہیں آپ شب و روز غرق بحر سخن
کبھی تو محو مسرت ہیں اور کبھی دلگیر

ہزار تم نے قصیدے لکھے مگر بے سود
جہاں میں یکتا ہے شعر و سخن بہ شرح شعیر

شعر سمجھتے تھے وہ سنتے ہیں اشاعر
قصیدہ وہ ہے کہ کہتی ہیں لوگ جسکو کبیر

سکھائے بال کی بھی کھال شاعری پہ ہے
جہاں میں آپکا سے آپکی سخن کا نظیر

ہوا ہی باغ وہ دلکش بہار وہ دلچسپ
فضا وہ روح فزا شاد [illegible] ہو دلگیر

سوال میں نے کیا باغبان سے تب جا کر
تو اوس نے ہو کے مخاطب یہ مجھ سے کی تقریر

یہ کوہ نور وہ طوطی ہند ہے رعنا
ترانہ جو ہے وہ ہے مدح کوہ پیر تنویر

قصیدہ فرمائشی بعالم ناآشنائی و ناتعارف

سحر کو ایک بت حور وش پری تمثال
حسین و فصیح البیان ملیح جمال

بحسن یوسف ثانی بہ سیمائے خضر
کلیم نطق مسیحا دم و فرشتہ خصال

بعقل ثانی لقمان بہ بخت اسکندر
بجاہ مثل سلیمان بہ شکل حور مثال

بنور طلعت ناہید و مشتری سیما
بنور مہر منور بحسن بے مثال

وہ راست قامت دلکش تھا قدرت خالق
کہ نخل طوبی و سدرہ تھا باغبان کا نہال

دراز کاکل پرخم کہ سنبل پیچاں
وہ بکھرے سے چاند سی مکھڑے پہ گیسو کے بال

جو دانہ طائر دل کو لیے ہے خال سیہ
تو دام زلف بھی ہے مرغ روح کو خلخال

وہ لب کہ قند مکرر سے صاف شیرین تر
وہ سرخ لعل بدخشان ہے جسکو رشک ہے لال

بہ نطق بلبل شیراز تھی کہ طوطی ہند
بیان ہیں سحر کہ اعجاز مسیحا کا حال

نگار بے پر طاؤس یا بہار ہیں گل
کمر تو عنقا کی آنکھیں تھیں ہیں چشم غزال

وہ چال ہے کہ بٹیں جس سے خفتگان عدم
وہ رم کہ آہو سے چین کا ہو جسکو دل پامال

کہوں ہیں وحی کہ الہام اوسی کہ مژدۂ وصل
اور اوسکو مخبر صادق کہ جبرئیل خصال

بہ شکل طالع بیدار آ کے بالین پر
اوا سی رکھکے مرے گال پر وہ اپنا گال

جگا یا مجھکو سنا کر یہ مژدۂ جان بخش
کہ آج اوٹھ گیا اس عہد سے رنج و ملال

تو جاگ جاگ کہ ہے اے تیرا بخت خوابیدہ
پڑا ہے پاؤں پہ زر سر پہ ہے کھڑا اقبال

ادھا میں خواب سے لیکن خوشی سے شادی مرگ
یہ غیر فرط خوشی سے ہوا مرا احوال

کہا یہ میں نے کیا کس لیے قدم رنجہ
کدھر سے خیر سے ہے آپکا گذر فی الحال

کمال خلق سے اوس ماہ وش نے فرمایا
کہوں وہ بخت وہ دولت نہیں ہے جسکو زوال

وہ میرا مسکن و ماوا ہے زاد و بوم ہے وہ
جہاں میں کہتے ہیں اہل جہاں جسے بھوپال

وہ شہر ہے کہ نہیں جسکا مثل دنیا میں
نہ اصفہان نہ کشمیر و مصر سے نیپال

وہ میرا سایہ ہے کہتے ہیں سب ہما جسکو
مجسم اسکے ہوں فرمان روا کا میں اقبال

کہا یہ میں نے وہ نام خدا کہو ہیں کون
کہا کہ شاہجہان بیگم و شہ بھوپال

نہ اونکا صورت و سیرت میں مثل ہو پیدا
ہزار سیر فلک مارے چرخ لاکھوں سال

ذکی عقیل و سخندان سخن شناس و فہیم
بلند فکر ہیں عالی نظر بلند خیال

یہ شعر فہم ہیں نازک خیال و عالی طبع
ملے جو فرق سر مو نکالیں بال کی کھال

وہ نکتہ دان و سخن سنج و قدردان سخن
کہ جنکی داد سے اہل سخن ہیں مالامال

بیان کر سکے یہ سب بھلا یہ آدمی مجھسے کہا
کہ ایک تجھسے ہے اے نیک مرد میرا سوال

عیاں ہیں فکر کے آثار چہرے سے کیا وجہ
یہ کیسا رنج ہے اور کس الم سے تو ہے نڈھال

پڑی ہے تیرے جو پیشانی کشادہ پہ چین
ہے صاف صورت تشویش و رنج و غم پر دال

بیان یہ میں نے کیا وجہ سے ہے شہید ستی قرار در کف آزادگان نگین رمال
یہ انقلاب زمانہ کا ہے سبب مشفق ہوئے ہیں اہل دول اتفاق سے کنگال
میں لاکھ طبع یہ قادر ہوں سون سلیم الطبع ہجوم فکر میں لیکن کہاں تک استقلال
کبھی یہ گردش چرخ ایک رنگ پر نہ رہی ہلال بدر ہو آخر کمال کو ہے زوال
کہا یہ اوسنے کرم سے سنا جو میرا حال کہ سچ ہے ہے یہی افلاک کی قدیم سے چال
رہے نہ جب ترے ایام عیش و جشن و طرب تو اس زمانہ رنج و الم کو بھی ہے زوال
گذر چکے ہیں ترے اب یہ روز ناکامی قریب ہے کہ کرے پھر خدا تجھے خوش حال
کہا یہ ساغر مے پی کہ تجھکو آئے سرور تمام اول و آخر کا منکشف ہو حال
خیال نازک و فکر بلند سے ہے مطبوع تو چند جام صبوحی کا کر اب استعمال
کہا یہ میں نے کہ ہاں لائیے وہ بادۂ ناب طہور جسکو خدا نے کیا نبی نے حلال
یہ سنکے بادۂ گلگون کا ساغر لبریز دیا بلطف بغل سے نکال کر فی الحال
بہ رنگ شیشہ ادا جھک کر میں نے کی تسلیم کیا تھا شکر بھی قلقل کا میں نے سنکے مقال
مزہ وہ قند مکرر بھی جسپہ جائے ہو بند نفیس عطر سے بو باس جس سے دل ہو بحال
وہ زور نشہ کہ جان تک ہوس ہو مست الست تھی قوت ایسی کہ ہو پیر مرد چار دہ سال
چڑھا یا میں نے جو وہ جام کہکے یا غفار ازل سے تا بہ ابد منکشف ہو سب حال
چڑھا جو نشہ الم دل سے ہو گیا رخصت سرور ایسا کہ عاشق کو جیسے وقت وصال
صفائی قلب جو حاصل ہوئی تو کرکے وضو بآب زمزم و آب بقا و آب زلال
بچھا کے دامن تقوے بجای جای نماز اوٹھا کے ہاتھ سوی قبلہ با خضوع کمال
دوگانہ پہلے ادا کرکے فاتحہ پڑھکر کیا یہ مطلع ثانی میں میں نے حق سے سوال
وہ نیکنام رہیں پاکدامنی میں مدام الٰہی جنسے ہے مریم کی عفت آج بحال
ہوشا سیانہ وہاں اونکا دامن عصمت وظیفہ نام ہوا اونکا ہے ذوی الاشغال
قسم بعفت و عصمت قسم بجاہ و جلال قسم بشوکت و عظمت قسم بمال و منال
قسم بجود و سخاے جناب ممدوحہ وہ تھا عجیب سماں اور وقت عیش کمال

وہ نور بار افق مشرق مطلع الانوار　　سنا ہے جیسے تجلا سے طور کا احوال
وہ صبح صادق روشن کا نور صاف و سپید　　سپیدہ گروہی کا فور اوسکے آگے خال
فلک پہ تھا یہ ستاروں کی نور کا عالم　　ہنسی ہیں جیسے حسینوں کے دانت کا یہ حال
ضیاء مطلع خور کا ادھر عروج و کمال　　ادھر تجلی انجم کا رنگ رو بزوال
تھی مسجدوں میں صدا الصلوٰۃ خیر النوم　　ندا سے مرغ سحر خیز تھی کہ بانگ بلال
کہیں تھی گوش زد آواز نالۂ ناقوس　　کہیں جھنوشی شب زندہ دار صاحب حال
تکیوں میں تھی نوبت کی اک طرف دھپ دھپ　　اور ایک سمت تھی صورت دہل بلند کمال
ندا سے کوس رحیل آئی کاروان کی اودھر　　گرج تھی توپ کی اور گونج سی ہوا بحال
چمن میں مرغ غزلخوان کے چہچہے ہر سو　　وہ بھینی بھینی ہوا جس سے ہر شجر تھا نہال
تمام گلشن ہستی میں تھا صبا کا دور　　بقول شخص مغنی چمن کے تھے قوال
وہ چلنا باد نسیم سحر کا رہ رہ کر　　گجر کا بجنا سحر دم کہ جس میں شور کمال
بلند تھی کہیں آواز مطرب و قوال　　کہ وجد صوفی کو ہو اہل دل کو آئے حال
پیچ کی بھینی سی وہ سحر کہ جس سے آب ہو سنگ　　للت کی اور وہ بھیرون کی سوہنی کو خیال
سماع سنکے جو طاری ہو شیخ پر حالت　　تو قول بلبل شیراز کو پڑھے فی الحال
سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگذر سے　　بشرع ہست دو چیز این درست و مفت و حلال
وہ نور شمع کا فق اور وہ روشنی پھیکی　　فروغ مہر سے تھا نور ماہ رو بزوال
ہیں اوسکو صبح سعادت کہوں کہ صادق صبح　　مراد کی تھی وہی صبح یا کہ صبح وصال
وہ صبح تھی شب معراج کی کہ صبح عیش　　کہوں میں صبح شب قدر یا اوسے کہ صبح وصال
وہ صبح صبح بنارس تھی یا وہ صبح وطن　　وہ صبح روز ازل تھی کہ صبح با اقبال
وہ ترک کا شام اور وہ جسکے آگے شرمندہ　　وہ صبح شام وطن اوسکے روبرو کیا مال
وہ صبح صبح تنفس ہے جسکی اک تفسیر　　وہ فجر سورۂ والفجر جسکے آگے لیال
کہوں میں مصحف سادہ اوسے کہ سورۂ نور　　بیاض صبح تھی بیضا وسے کی عرض مثال
حضور قلب سے کی حق سے التجا میں نے　　پڑھا یہ مطلع سادس دعا کا کر کے خیال

الٰہی دور فلک جب تلک کہ ہو لا زال — رہے یہ دورہ ممدوح روز روز بکمال
جہان میں ماہ ہے جبتک مربی اثمار — او نہین مربی آفاق رکھہ بے بدل و زوال
ہے کارنامۂ دنیا میں جب تلک انشا — مرتب اونکی ہو طغرا سے حلیۂ خط و خال
غزل سرا رہے یہ بولی فلک جب تک — ثنا میں اونکے ہو نغمہ سرا سر اک قوال
جہان میں مہر کا جب تک ہے نور اور فروغ — جلال روز بڑھے اور فروغ پائے جمال
یہ ترک چرخ ہے جبتدم تلک کہ تیغ بکف — جلو میں اونکے رہین لاکھہ گیو و رستم زال
قضا ہو قاضی گردون ہے جب تلک جاری — روان ہو حکم قضا کیطرح جنوب و شمال
ہے پاسبان در چرخ جب تلک کیوان — ہون جبہہ سا در دولت پہ اونکی اہل کمال
الٰہی عرش کو جبتک قیام ہے آمین — نہ آئے مملکت و سلطنت میں اونکی زوال
مدام حاسد کم ظرف و سفلہ کے آمین — بغل میں جھولی ہو اور ہاتھہ میں ہو اوسکے سفال
ردا ہے عصمت والا ہو دامن مریم — ہو اونکی چادر تطہیر سر پہ جائے شال
خزانے ہون زر سرخ و سپید سے معمور — در خزانہ رہین وا بروے اہل سوال
کہون خزانہ غیب اوسکو یا مین دار الضرب — کہو نہین دولت جاوید اوسکو یا ٹکسال
جہان میں فیض سے اونکے ہو عام یہ دولت — کہ سیم و زر کا ہو اب کوڑیون سے بدتر حال
یہ اونکی بخشش و جود و سخا کا عالم ہے — گدا ہین مال سے قارون کی طرح مالا مال
تمام ہند میں عنقا اسی سے ہے کنگال — کٹک سے تا بہ اٹک بمبئی سے تا نیپال
نگاہ مہر جو ذرون کے حق میں ہو اکسیر — نگاہ قہر ہے مانند برق کے قتال
بہم ہون ابر میں جس طرح برق اور باران — اسیطرح سے ہے باہم جلال اور جمال
غضب کو دخل نہین دل ہے قہر سے خالی — خیال خام ہے کہتے ہین جو غلط ہے محال
خدا کے گھر مین ہے جب اونکی شمع نور افروز — جہان میں نام کو ظلمت رہے نہ ظلم و ضلال
ہے سلسبیل بھی رشک سبیل سے پانی — بہا حرم میں وہ بھوپال تال سے یہ زلال
کہون میں کوثر و تسنیم و چشمۂ حیوان — کہ جو ہے شیر کرو دشت کی نہ نینتال
یہ عدل و داد سے اونکی ہوا آج امن و امان — کہ ایک گھاٹ پہ پیتے ہین آب گرگ و شغال

اک آشیانہ ہے کنجشک و باز کا مسکن / اور ایک دشت مین کرتے ہین سیر شیر و غزال
ہے اس قماش سے حفظ مراتب ہر یک / کہ تاجدار کو ہرگز غلام دے نہ خلال
بجاے ناز نیاز اب ہے نازنینون مین / جفا و جور کا اونمین چلن نہ قہر کی چال
ہے آشتی و وفا و سلوک یہ باہم / کہ کوئی عاشق و معشوق مین نہین ملال
مسافرون کو نہ رہزن کا ڈر نہ چور کا خوف / زر سے سو لاتے ہین سونے کو ہاتھ مین اچھال
کرے عدو سے جو روز و غا وہ عزم جدال / رکاب ہوے ظفر فتح تھامے رخش کی یال
ہوا اس خمیۂ رو مین تن اونکے پنجے سے / یہ مخجل اور پریشان ہون سخت ہو وہ ڈھال
ید اونکے پنجۂ روشن مین نور بخشش سے / عدو کو ہے ید بیضا سے موسوی کی مثال
جو دستگیر ہو درماندگان کا دست کرم / تو ہو نہ غوث کی پروا نہ حاجت ابدال
سنے جو رزم یہ ہو بجو اس ترک فلک / ابھی تو ہاتھ سے گر جاے ماہ و مہر کی ڈھال
زمین پہ ڈال دے تیغ و سپر سر میدان / مقابلہ مین خطا سے گر آئے رستم زال
ہوا آفتاب بجاے سپر تو کرچ ہلال / فلک رگائے ثریا کا کہکشان مین جال
نشان فتح اگر آئے سربلندی پر / تو لامکان پہ جا چمکے پرچم اقبال
ہے اونکے خیمہ کو بس تنگ ساحت عالم / ہے خیمۂ فلک اطلس اوسکے سامنے پال
ہلائے نیزہ جو مردانہ وار میدان مین / یہ حلقہ باندھے کہ ہالہ ہو جیسے گرد ہلال
وہ چھید چھید کے تارے فلک سے ارض پہ لاے / زمین فلک بنے سوراخ سے فلک غربال
وہ تیغ برق دم اونکی قضاے مبرم ہے / قضا و فتح کرے بڑھکے جسکا استقبال
عدو کے سر مین اگر ہمسری کا سودا ہو / تو اسکے نشتر کین صاف لے رگ قیفال
کرون مین اسپ سبکرو کی اوسکی کیا تعریف / نہ دیکھ پائے اوسے ابلق نہار و لیال
اوڑے تو طائر سدرہ کا لائے شہپر توڑ / جو ٹاپ مارے تو آئے زمین مین بھونچال
ابھی فلک پہ ہو بجلی کہ چیر کر بادل / وہ لائے کرۂ ناری سے فنا اوسکو نکال
عدو کو آئے عدم تک یہ حملہ ہو بچا کر / نہ شہسوار نے دامن ابھی لیا ہو سنبھال
ہنوز ہو ویسے عدو کی اجل مین گر تاخیر / تو ہو زمانہ مستقبل اوسکی سیر ہے حال

نہ برق و وہم و صبا کا ہے اب گذر واں جا
قضا ہوا ہے یہ مقام نہیں قضا کی مجال

او چپک کر لاتے ستا تو ڈ خوشہ پروین
جو گذرے وہم اوسی تر زمین ہو اوچھال

عدو کا اس مقابل میں اوسکے کیا آتا
براق سے نہ ہوا ہمعنان خرِ دجال

عدو ہے خاک سر کی دونوں کی سو گردش
تو پشت خاک سے اوسکی بنا کی جاک کلال

سے پی اوس کر عوض میں یہاں تک علوم کا چرچا
کہ مدرسوں میں درس لیوین آج کل اطفال

کمی نہیں او نکی گہر کہر میں شرع گرم رواج
کہ مستحق فضلا سے ہیں لیکے تا جہال

نہ تاک کے تاک کو زنہار ہے لگا بھی کلال
شراب رند کو شرب میں کبھی نہیں ہے حلال

جو میں ہے نپے جہر سی کی بہ ہم کا چرسا
سبے جو پوست تو جلا دیتے اوسکی کہال

وہ تکلفی سے نہ رستے نام لی جو قلیان کا
کہلا نہیں گل او سپر نہ ہی لگا نہیں جو سنال

نہیں لا کلام وہ حسن الکلام نام خدا
بیان اونکا ہے اعجاز ہے جو مقال

سخن سے اوس کے وہ شیرین زبانی پیدا ہے
کہ جس کے طوطی ہندوستان کی شکر رال

سنی ہے بزم منوچہر کی جب سے زینت و زینا
بشر تو کیا ہیں ہے حیران جن و وہم و خیال

وہ بزم خاص یہاں تک ہے پر ضیا سے نورانی
فرشتے خان کو بھی پروانہ ساں گذر ہے محال

بجائے شمع وہاں محل میں ہے آئینہ بندی
کہیں اگر فلک پہ نجم ہے محل ہو مثال

مکان بلند ہے ایسا کہ اوس کو عرش کہے
محل وہ ہے کہ ہمسری ہے لا مکان کو بھی

زلیخا سے ہم شیرین و لیلی جو حبیب
ہیں آتی والی کنیز اتنا اور وہ اوکی مثال

جو سو ہی نغمہ و رقص سے سرود جوان والی
ادنکا نہیں خلد کی غلمان بنکر وان قوال

لگا کے جو یکہ تا سے عقل سے پروین کا
پڑوسکے تاروں کی سینے وہ پاؤں نہیں خیال

کرے ہے پر قص سر بزم آنکہ نامہ ہے
کہ آسکے حضرت عیسی کو اوسکی رقص ہے حال

تجیب شمس و قمر کے بجائے پیر فلک
کمال شوق سے خندان ہی اپنے ہاتہ ستال

نہ ہی چیت شبنم نظر ہے کہ سب ہوا منظور
جو اک نگاہ میں کرتی ہے مفلسان کو نہال

جو لی جیسے جو کے خانہ سے آفتاب تمام
سنا میں شکل ہے او نکا ندا دیت ہی مثال

الٰہی راست عیش و سرور و شادی میں
مدام رکھ تو انہیں خوشحال برخارخ و بال

شب برات ہون راتین ہمیشہ الطاف مدام — ہمیشہ روز ہون نوروز و غرۂ شوال

کب اونکی مدح سے ریختا ستر ہو عہدہ برار
قلم سے لوح مین ہو وصف جنکا بالاجمال

قصیدۂ دیگر

شاد ای دل کہ جہان مین ہے خوشی کی شہرت — ساری عالم مین ہے اک عالم عیش و عشرت
غلغلہ فرط مسرت کا ہے اب تا ماہی — غلغلہ شادی کا تا ماہ ہے خوش ہے خلقت
شاخ طوبے سے بنایا ہے عطارد نے قلم — لکھتی منشور کسیکی ہے اوسی مدح و صفت
حور و غلمان کو ہوا نغمۂ ناہید سے وجد — رقص سے اوسکی ملایک پہ ہے طاری حالت
پرتو مہر سے ظلمات تلک ہے روشن — لامکان مین بھی نہین نام کو باقی ظلمت
ترک کی ترک فلک نے نہ فقط سفاکی — بلکہ منظور ہے اب اہل جہان سے خلت
مشتری پر نہین موقوف سعادت اب کچھ — ہر ستارے کو سعادت کی ملی ہے دولت
دفع اب ہو گئی کہتے ہین یہ اہل تنجیم — تھی جو کیوان مین ہمیشہ سی نحوست کی صفت
اور مطلع مین لکھون کتنی ہے طبع روشن — گرد جو مطلع خورشید کی کر دی طلعت
کس مسرت نے بنایا ہے جہان کو جنت — ذکر خیر آج یہ کسکا ہے بخیر و برکت
دن اگر صبح سعادت ہے تو شب ہے شب قدر — ہے سحر صبح وطن شام ہے شام وصلت
آمد مژدۂ جان بخش سے آتا ہے سرور — ملک دل سے ہوئی یکبخت الم کی رحلت
الغرض دل کو جو حاصل ہوئی ہے تسکین — آتی ہے خواب سے اک حور کی دیکھی صورت
شکل یوسف کی مگر وضع مثال رستم — خو فرشتے کی مگر دیو قوی کی طاقت
اوسکی پیشانی خندان سے ہے روشن تھا صفا — کہ یہ خالق کی مقرب کی ہے الحق صورت
رعب سے یہ تھا کہ بدن کانپ گیا دہشت سے — پوچھتا نام و نشان پاسے نہ اتنی جرأت
اہل دل لطف کی فرماتی ہین جسطرح نگاہ — مجھسے ارشاد کیا دیکھ کے میری حالت
شکر کر شکر ہے تجھے دولت بیدار ملی — دن بھلے آئے ترے سے طے ہوی روز بخت

باندہ کر دست ادب اوسکی مین نے عرض
پھر پڑھا مطلع ثالث کو بصد عجز و ادب
مرحبا یا اقف عیسی نفس و خضر صفت
تھا زیارت کا تری دل مرا از حد مشتاق
ہے منور ترے انوار جمال رخ سے
لعل تیرے لب جان بخش پہ سو جان سے نثار
اک فقط بلبل شیراز کا دم بند نہین
الغرض مین نے کہا میری کہان ایسی نصیب
یہ تو فرمایئے کس وجہ کیا مجھپہ کرم
ہون مہاراجہ جمون کا مجسم اقبال
باعث خورمی عام ہین میرے مولا
مہر و مہ کی زر و نقرہ پہ کیا ہے سکہ
عرصۂ روے زمین اونکا ہی دیوان خانہ
عرش ایوان معلے ہے تو کرسی کوشک
مہر و مہ کو یہ شرف ہی کہ ہی اوسکی قندیل
وہ سلیمان ہے کہ ہی مور سلیمان اوسکا
جسم اور جان کا جو اک ہاتہ مین ہی زنگ اور ائے
پشہ شاہین سی ہم پنجہ ہو کب یارا ہے
مہر کے سامنے کب شپرہ پرواز کرے
دست بر قبضہ عدو پر ہو اگر وہ دم رزم
عرصۂ جنگ مقرر ہو جو تیرا مقام
غربا پروری اونکو ہی ہیاں تک منظور
شیر و بز پیتے ہین اک گہاٹ پہ ملک پانی

بندہ ہو آپ پہ سو جان سے قربان خدمت
دور کی طبع پریشان سے تمامی کلفت
آپ کا ہون مین بسبب شکر رہین منت
شکر خالق کہ میسر ہوئی تیری صحبت
عرصۂ عالم امکان تلک اے مہ طلعت
اور تصدق تری دندان پہ در بیر زینت
طوطی ہند کو بھی ہی ترے آگے لکنت
مجھسے ناکام جگر خستہ پہ اور یہ رحمت
مجھسے گویا ہوا تب لطف سے وہ مہ طلعت
ہون مین کشمیر کی والی کی مقرر دولت
ہے یہ سب لطف خدا داد کی اونکی برکت
اور سلیمان سے ہی زیر نگین اک خلقت
جو ثوابت کا فلک ہی سو ہرہ اوسکی ہی چھت
عرصۂ عالم امکان ہی اوسکی ساحت
اور زہرہ کو پرستاری ہی اوسکے عزت
خوان یغماے جہان اوسکا ہی خوان نعمت
چار سو چار دوان عناصر ہون عدو کی رخصت
شیر سے بز کو کہان ہمت جدل کی طاقت
روز روشن سی شب تار کو کیا ہے نسبت
خوف سی زرد ہو وہ برگ خزان کی صورت
ہو معائن فتح خدا داد کو اوسپہ سبقت
کہ سما کین کو قارون کی عطا کی دولت
عدل اور دادرسی عام یہ سب ہے نصفت

وہ خطا پوش عطا پاش ہے عالی ہمت
کھو دیا لفظِ خطا حرفِ غلط کے مانند
ہے کمال اُوسکو ہر اک فن مین خوشا شان کمال
فخرِ عالم کہے عالم نہ اوسے کیون جسکے
قد ہے وہ راست اوسی سرو کہون یا طوبیٰ
راستبازی کی دلالت ہے اسی قامت مین
شکل انسان کی ہے لیکن ہے ملک کی خو
ہے خمِ پشتِ فلک کا یہی باعث یعنی
راست آئی ہے اوسے قد پہ قبائے اقبال
سر سلامت ہو وہ سر ہے نہین جسکا ہمسر
سر جھکائین سے پئے تسلیم ہزارون سردار
سربلندی اوسے زیبندہ ہے مانندِ علم
چشمِ بد دور لپیٹیہ ہین وہ آنکھین حق بین
مہربانی کی نظر مین ہین خواصِ عیسیٰ
وہ بلاغت ہے بیان مین وہ فصاحت جسنے
گوش کو گوش کہون یا اوسے کانِ اسرار
سینہ ہے مخزنِ معنی تو زبان اوسکی کلید
حق تو یہ ہے وہ نہین عرش سی کچھ کم جسمین
وہ دل صاف جو معمور ہے یادِ حق سے
نام کینہ کا نہین اور نہ کدورت کا نشان
ہے وہ دل کعبہ ایمان کہ ہے عرشِ اعظم
مظہرِ لطف و عطا مصدرِ اخلاق و حیا
دستگیری کا ہے ہمیشہ اگر نہ ان ہاتھون

دوست ہو خواہ عدو عام ہے اوسکی رحمت
دھو دیا کلمۂ تقصیر بآبِ رحمت
اور ہر علم مین کامل ہے زہے علمیت
زیبِ افلاک کو ہے اور زمین کو زینت
قدرتِ حق ہے عیان جس سے یہ ہے وہ قامت
سر بسر راست روی کی ہے اسی قد مین صفت
یا فرشتہ مین بھری کوٹ کے انسانیت
راستی سے ہے اوسے قد کی فلک کو خجلت
سلطنت کا اوسی قامت پہ ہے زیبا خلعت
سر بسر عقل سے معمور ہے پر ہے حکمت
تا قیامت رہے اس سر کو سرا سر رفعت
سرِ میدانِ وغا سایہ مین جسکے نصرت
اولو الابصار کو ہے رعب سے اونکی عبرت
نگہِ گرم مین ہے صاعقہ کی خاصیت
ساری پستانون کی ڈالی ہے زبان مین لکنت
غیر اوصاف سنا جسنے نہ حرفِ غیبت
دل مین وسعت ہے تو گویا ہے زیادہ جنت
عرصۂ کون و مکان سے ہے زیادہ وسعت
زندہ دل ہے وہی جس دل مین ہے حقانیت
پاک باطن کو ہے ان باتون سے بالکل نفرت
اہلِ دل کے لئے واجب ہے اوسکی طاعت
منبعِ جود و سخا مطلعِ مہرِ رحمت
شیر سے پنجہ کرین ہاتھ وہ آئی طاقت

دست پر قبضہ سر دست ہے گر دست شمشیر — اوسکے ہاتھوں سے نہ رستم کو ملے پھر مہلت
[illegible] — اوسکے پنجہ کی نہیں پنجۂ خورشید میں طاقت
دستگیری [illegible] — دم قوت سے ہے عیان اوس سے خدا کی قدرت
دست میں پاؤن کے دریا ہے ثابت [illegible] — اسپ قدمبوسی سے بر آسکے یقیناً حسرت
ہر قدم پر سر اقبال [illegible] ہے یہ دعا — پاؤن پر اوسکے پڑے آکے جہان کی دولت
دوست آیا [illegible] — اوسکے بدخواہوں کو دائم ہو جہان میں ذلت
سلسلہ اونکی حکومت کا [illegible] — دم بدم لحظہ بلحظہ بڑھے ساعت ساعت
جیسے رعنا کو خلوص آپکی سرکار سے ہے — ہو یونہیں آپکی الطاف و کرم میں وسعت

قصیدہ بہاریہ

چلی ہے گلشن عالم میں ایسی باد بہار — کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہے گلزار
زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم میں — بتون کے سبزۂ خط کو ہے جسکے رشک سے خار
چمن کی خاک ہے خاک شفا سے [illegible] — کہ باغ دہر میں نرگس تلک نہیں بیمار
برنگ خاک شفا ہو کے صاف ہے تریاق — چمن میں گھاس کی جا اوگتی ہے جو سم مار
ہے سرو ابر بہاری سے [illegible] — نظر میں سب کے ہیں انگشت صورت گلنار
[illegible] — عیان ہے سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
جو راستی کے نہالات خلد ہوں [illegible] — تو سرو باغ جہان اونکی حق میں ہون سب دار
[illegible] — ہے جسکے سامنے کافور نافۂ تاتار
[illegible] — کہ جس طرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
[illegible] — شگوفون کے سر پہ جوانان باغ کی دستار
ہیں ہر شجر پہ [illegible] — سنیان چمن سے یعنی عندلیب ہزار
گہر [illegible] گل میں قطرۂ شبنم — اوگے ہے موتیا نیسان ہے اب یہ گوہر بار
[illegible] — چمک ہے اونکی برنگ صدائے موسیقار

قرار و ہوش و خرد کو ہے وجد مین خفت
یہ خوشنما ہے رخِ گل پہ قطرۂ شبنم
سوادِ گلشنِ عالم مین اب یہ ہے تنویر
چمن مین فوق مکان ہین وہ دلنشین رشک
روش روش ہین جوانانِ باغ بیخود و مست
سوا ہین غل عنادل مین گل سے غنچۂ گل
نہ باغبان کا ڈر ہے نہ خوف گلچین سے
جوانِ باغ اوڑاتے ہین گل کی گلچھرے
موافقت کا ہے دور اور مخالفت ہے دور
زمین باغ جہان مصدرِ نمو ہے آج
روا ہے پھول سیر کی اگر ہری ہوجائین
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے پیدا ہون
جو باغبان نہ تراشے تو برگِ کاہ چمن
دکان چمن کا ہے تختہ بفرطِ بیمِ نمو
اوگے ہین بے مددِ آب گل ظروف مین اب
حلاوت ایسی ہے اب آب و گل مین گلشن کے
تمام روے زمین صاف فرشِ مخمل ہے
نمو یہ ہے تو یقین ہے کہ فرش قالی ہے
کیا جو گلشنِ ہستی کا مین نے نظارہ
یہ پھولی سرسون نظارت ہے میری نظرون مین
یہ سوچا دل مین کہ خواب و خیال ہے یا سحر
نہ آنکھون دیکھی نہ کانون سنی کہین یہ فضا
چمن چمن ہے بہارِ ریاض رشکِ ارم

الاپتے ہین عنادل جو سُر کعب گندھار
کہ دیکھکر اوسے غرقِ عرق ہے روی نگار
بیاضِ صبح کی صورت ہر مطلع انوار
کہ جسکی شان مین نازل ہے تحتہا الانہار
گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
ہین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گذار
چمن کا آج زرِ گل سے گرم ہے بازار
گلے کا ہار عنادل کا ہے گل بچنار
کہ صرف نشو و نما سے ہین خشب اشجار
بجا ہے سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
قوا ہے نامیہ کا مین کرون اگر اظہار
اثر سے ٹیرہ کے ہو بر دمیدگی کی شاخ خیار
گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزۂ عطار
بنفشہ گاو زبان کاسنی و تخم خیار
کہ تخم ترش سے شاخ نبات کا ہو ابھار
گلون سے غیرت قالین ہے صفحۂ گلزار
اوگین درخت پھلین پھل تو پھر ہین نقش و نگار
تو فرط بو العجبی سے ہوا بہت ناچار
کہ سبز زار نظر تھا زمین سے تا کہسار
یہ ہے طلسم کہ نیرنگ یا کوئی اسرار
کہ جیسے پھولون سے ہے ہر طرف زمین پہ بہار
سرو عیش کا گرم ہے عجب تختہ گل بزار

کہا مجھے چمن شش جہت نے شش‌در — تو ملتجی مین ہوا پیش حضرت دادار
کہ اسکے علم سے ہے وسے تو مجھے اب آگاہی — اور اوسکا راز عیان مجھپہ کردے باستار
یکایک اسکے اسی فکر مین براہ کرم — یہ ایک خضر طریقت نے مجھسے کی گفتار
وہ نظم لکھہ خط فردوسیہ مین اک رنگین — کہین سب اوسکو یہ عنوان کا ہی خط گلزار
کلام تیرا ہے اک سحر سامری گویا — فصاحت اور بلاغت مین فرد ہین ہشیار
یہ تیری سیف زبانی کی صاف جوہر ہین — کہ بولا مانتی ہے اصفہان کی تلوار
کیا کلام سے تسخیر تو نے عالم کو — نکیون ہو مردمک دیدہ اولو الابصار
ہما سے فکر کا تیرے یہ آج رتبہ ہے — کہ آشیانہ سدرہ تلک وہ ہے طیار
عنان خامہ کو اب پھیر خود ستائی سے — اگرچہ کفر نہین نقل کفر کا اظہار
کہا نظارت عالم کا خضر نے یہ سبب — ہے ایک ابر کرم بحر جود خود مختار
وہ حق پسند ہین حق پرور اور حقوق شناس — خدا شناس رسول خدا کے عاشق زار
یہ صلح کل ہے طبیعت مین اور خوش خلقی — کہ قبلہ کہتے ہین مومن اونہین ہنود اوتار
سخاوت اونکی ہے عالم مین ایسی عالمگیر — کہ اونکے عہد مین درویش تک نہین ہین خوار
پھرا نہین در دولت سے بے‌نصیب کوئی — اگرچہ لاکھہ ہو کم بخت بد نصیب ہزار
کرے سوال گرسنہ جو نان کا جاکر — تو نانکار ملے اوسکو ایک استمرار
اگر فلوس کا سائل ہوا کوئی مفلس — تو پائے کیسۂ زر اور صرۂ دینار
کرے سوال سواری کا گر کوئی معذور — یہ اسپ و فیل و شتر دین کہ ہو سکے نہ شمار
گدا ہین مال سے قارون کی آج مالامال — ہین اہلکارون سے خوشحال آج کل بیکار
ہے اشرفی کا چلن آج کل سجا ہے فلوس — وہ کوڑیان ہین جو آگے تھی درہم و دینار
جہان مین ڈھونڈھے اگر لیکے ماہ کی مشعل — تو پائے نام کو مفلس فلک نہ اب زنہار
سنا ہو نام جو اہل جہان نے عنقا کا — وہ مفلسی ہی نہین ملتی جسکے اب آثار
مہوس اوسکو ہی کہتے ہین نسخۂ اکسیر — اوسیکو کہتے ہین شاید نقش حب جفار
خریدے دولت جاوید دیکے بھی اوسکو — تو ایک جو بھی میسر نہو سر بازار

شب برات ہین راتین تو روز ہین نوروز / جہانیون کو ہے عیش نشاط لیل و نہار
ہوا الیقین مجھے اوصاف فیض شش بشکر / کہ مقدرت سے مرا دور ہوگا سب ادبار
تمام دور ہوئی بخت بد کی ناسازی / یقین ہے طالع خوابیدہ ہوگئے بیدار
مین کیا کہون کہ ہون کون اور مرا ہی کیا احوال / ہون نامراد جگر خستہ سخت سینہ فگار
ہزار چھینکے ہین ترک فلک نے تیر الم / ہوئی وہ جسم کے جان کو دل و جگر سے پار

مطلع ثانی

کمان الم سی ہون اور دل ہی تو دہ افکار / کھچے ہین ناوک غم دلمین میرے تا سوفار
بتنگ زیست سے کم بخت بخت سی مجبور / نصیب کی ہے نحوست کا خود مجھے اقرار
کرون نگاہ گہر پر تو صاف ہو تقصیر / اوٹھاؤن زر کو تو ہو ذرہ مشت غبار
کہین جو زانہ دکھا دے خدا جو قسمت سے / تو اوسکو چھونے نپاؤن کہ نیش مارے مار
نصیب ہے جو میسر ہون مجکو لعل و عقیق / نگاہ کرتے ہی جل اوٹھے مثل اخگر نار
نظر ہی آتا ہی گر مجکو خواب مین پارس / تو مشت خاک اوسے پاتا ہون ہوتی ہی بیدار

مطلع ثالث

جو باندھون تھان پہ کوئی خرید کر رہوار / تو سر وہ مری افلاک سے معا ہو کنار
کبھی جو اسپ ملے بھی تو لنگ ہو جائے / گرائے دیو جو چاہون کہ اوسپہ ہوبین سوار
گرائے صاعقہ گردون اگر یہ ہو بالعکس / پڑے ہون اگر و قنا ربنا عذاب النار
ہے زر کی دید تلک مشکل اب معاذ اللہ / بغیر حشر ہے جسطرح دید حق دشوار
جو مجھسے پوچھے کوئی زر کی وضع اور صورت / بتاؤن شکل مثلث کہ اوسکو مثل شمار
کرے نہ قول کو سائل مرے اگر تسلیم / اور اوسکے زر کہون یہ بھی ہے مرغ موسیقار
جو شرط باندھ کے مجھسے کوئی بشر پوچھے / دکھاؤن لاکے مین کافور جا سے سنگ عیار
نہ مانے پھر بھی تو آخر کہون قسم کھا کر / کہ ہوگا کوئی شتر راہوار فیل و حمار
جو پوچھے مجھسے کوئی جنس زرگری ہو کیا / کہون مین وجہ یہ اوسے ملے جو کوئی سنار
ضرور باندھ دے عطار سکے مغز فلوس / لکھے طبیب جو نسخہ مین شربت دینار
کرون جو قصد سوے آستانہ حاتم / تو لیچلے مجھے قارون کی سمت کو رہوار
پئے فلاح جو کرتا ہون ورد یا باسط / زبان پہ آتا ہے یا قابض اور یا قہار

کبھی روان ہون اگر سوئے دشت تفرقہ گا
سگا ہوا سے بگولا اوڑا کے گرد وغبار

ہے جان غمزدہ اک عالم کا سو طرف سے ہجوم
یہ وہ مثل ہے کہ ہے اک انار صد بیمار

ہوئے ہیں مرے لیے رنج و غم و قلق پیدا
ہین آسیا سے مجھے ارض و سپہر کج رفتار

اور اک زمانہ تھا لطف خدا سے وہ میرا
کہ ایک بوند کے سائل کو بخشتا تھا قطار

ہے یہ چرخ تو دشمن عدو ہے مادر دہر
نہ اسمین مہر نہ اوسمین ہین لطف کے آثار

غریب و بیکس و حیران و مضطر و ششدر
کہون تو سنگ بھی پانی ہو سنکے حالت زار

عدو بھی دیکھے تو افسوس کرکے کھائی قسم
بہائے اشک مجھے دیکھکر جو ہو جبار

کہان مین اور کہان غم خدا کی قدرت ہے
ترا کرم ہے یہ سب مجھپہ چنبر دوار

محال خوف ہے دیکھو مقام عبرت ہے
یہ حال فاعتبروا یا اولی الابصار

مین اپنے وقت کا محمود کیا سلیمان تھا
غلام ایاز سے بلقیس سی کنیز ہزار

فلک سے ترک نے کی میری چاکری اک عمر
کیا ہے طائر سدرہ کا مین نے برسون شکار

ہمیشہ مجھسے موافق تھا دور ہفت اختر
مری مراد پہ رہتی تھی چرخ کی رفتار

نہ تھی کچھ آگے کی شادی نہ کچھ گئے کا غم
نشاط و عیش مین کٹتے تھے میرے لیل و نہار

یہ انقلاب زمانہ کا بل بے گردش چرخ
دنون کا پھیر یہ قسمت ہی توبہ یا قہار

پڑے ہیں یون دن تو ہو تیزاب مرہم کافور
بھلے ہون دن تو ہو زیر افلاک ہم زنگار

الٰہی پھر کبھی پھرے مرا بخت برگشتہ
کہین ہو طالع بیدار آسکے پھر بھی دوچار

نہین ہے کوکب ناساز کا گلہ مجھکو
نہ ہے شکایت بازی چرخ شعبدہ کار

خدا کا شکر ہے یاد ہے جسے وہ دو سخا
کہ جسکی موج سے اک آئنہ ہو بحر اپار

ہے چشم لازم رحمت نگاہ کشتی ہے
وہ عین نوح کی کشتی ہے گر ہو دوچار

شکست اب ہوئی دولت یہ تجھسے مجھکو نگاہ
بہت کیا ہے مجھے تو نے ایک عمر سے خوار

نگاہ کرم کھول کے دیکھ چشم غور سے آہ
کرم سے ہوتے ہین کس طرح سب لاچار

[illegible]
کرونگا جھک کے ادب سے تجھے سلام ہزار

[illegible] پشیمان
کہ یک نگاہ مین سب دور ہو مرا ادبار

نگاہ خاک پہ پڑ جائے تو وہ ہو اکسیر
زبان ہلائے تو پارس کے ہون عیان آثار

نظر ہے عین عنایت حیا ہے آنکھون مین
بسے ہے دل مین رحم توہمت کے بشرے پر آثار

ادھر سے نقد مراد دلی ہو مجھکو عطا
مری طرف سے گہرہائے نظم اونپہ نثار

ہون اونکے خیر طلب شاد و دست ہون خرم
حسود اونکے ہون پامال اور عدو فی النار

جہان و اہل جہان سب ہون اونکے دست نگر
ہمیشہ دولت و اقبال و بخت و نصرت یار

ہو سبز برگ نہال مراد و نخل حیات
ہین سبز گلشن عالم مین جب تلک اشجار

پھلین مراد کے پھل سے وہ باغ ہستی مین
جہان کے باغ مین پھلتے ہین جب تلک اثمار

الٰہی دھر کی صرصر سے رکھہ اونہین محفوظ
چمن مین دھر کے جب تک چلے نسیم بہار

خدا کا سایہ ہو رعنا کی ہے دعا آمین
کفیل کار دو عالم ہون احمد مختار

ناتمام قصیدہ مدحیہ ہند

آدم نے باغ عدن کو چھوڑا جبر آکے ہند
مقدم [illegible] ہند

بھولے سے پھر نہ جائے کبھی ہے یہ وہ جگہ
جنت کی راہ بھول گئے رضوان [illegible] آکے ہند

سایہ نہین ہے جرم قمر مین یہ مرد مو
[illegible] ہند

آتا ہے رشک نکہت گیسوئے حور کو
چلتی ہے جھوم جھوم کے جب [illegible] صبا ہند

یعقوب کو ہے مد نظر دید تو کہو
آنکھون مین جائے [illegible] ہند

سستا ہے نقد جان یہ بھی حسن ملیح ہند
زر سے [illegible] ہند

ہاروت کیا ہے کھینچ لے یوسف کو چاہ سے
اللہ رے رسائی [illegible] ہند

آبحیات آب ہے جان بخش ہے ہوا
کیونکر موافق آ گئے [illegible] ہند

ہر ملک مین جو وصف ہین وہ سب ہین بہ ہند
سب بادہ دل [illegible] خدا سے ہند

جان جہان ہے ہند اگر جسم ہے جہان
[illegible] ہند

حب الوطن کو چھوڑ بہت ظل ایزدی
آئے ہین کھیل جان یہ [illegible] ہوا سے ہند

گر کوس بھی کوئی لمن الملک کا بجائے
شایان شان ہے [illegible] فرمان روا ہند

تمہید قصیدہ ناتمام

گذشت دور کہن عہد راست نو آئین　　　شدست ثانی جسونت سنگہ تخت نشین
رخ عروس زمان رونق شباب آمد　　　گرفت بزم جہان بہر شاہ نو تزئین

دیگر

جور کم کن کہ نماندہ است مرا دولت و دین　　　ماہ باشد رخ تو از چہ دلت ہست سنگین
مہر را غیر تو ہرگز نہ شنیدم بے مہر　　　ماہ را جز تو ندیدم کہ شود چین بجبین
بگذر اینک ز سر جور و جفائے عاشق　　　تا خدا ہم بکند رحم بتو روز پسین

دیگر

بس نکر جور اب اتنا شہ خوبان چین　　　ناز کم کر تجھے کچھ خوف خدا ہی کہ نہیں
تیری ٹھوکر سے ہے ملک دل عالم پامال　　　اور برباد ترے ہاتھ سے ہی دولت و دین
میرے نالے سے خبر تو نہوا اے غافل　　　اور ہلے آہ سے وان کنگرۂ عرش بریں

قصیدہ ناتمام مدحیہ مارواڑ

چون سے خورد نمک ز کہسار مارواڑ　　　زین شد تمام ہند نمک خوار مارواڑ
سیم آہن مس و سرب آورد ہم ز جبال　　　ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مارواڑ

دیگر

ہیں مہاراجہ جسونت سنگہ اب تخت نشین　　　یہ اگر ظل الٰہی ہیں تو وہ عرش بریں
رشک گلزار بنی فصل بہاری سے زمین　　　عہد نوشاہ ہے اور فصل مہ فروردین
[illegible] خورشید ہے ذرہ کی شہ جا کرتی ہے　　　سنہ زر ہے جو ذرہ تو وہ خورشید زمین

بادشاہی کا اوسی سے ہے نقد نام و نشان | تخت ہے مہر سلیمان تو وہ ہین اوسکے نگین
وہ ہالہ مین ہے یا تاج شرف مین ہے مہر | تخت پر شاہ ہے اور سر پہ ہے چتر زرین

اول قصیدہ در صفت تار برقی لندن امریکہ گفتہ بایک مضمون شستہ و شگفتہ

شعر مین فکر کی ہے ریشہ دوانی درکار | تار ایک ہے مضامین کا باندھون کا تار
تار دل اسکا ہے نزدیک ہے یہ تار برقی | نظم عالم کا ہے اوس تار پہ اب اوسکے مدار
حق ... تار ... رشتۂ تسبیح کی ... | برہمن کے لیے ... تار ... زنار
رشتۂ سوزن عیسی سے گنہگارون کو | دست ... [illegible] ... گریبان ...
[illegible] ... تار ... | ... [illegible] ... سینہ فگار
تار باران بہاری ہے برائے دہقان | تشنہ لب کے لیے ہے ... کی اک دھار
شعرا کے لیے ہے فکر رسا کا رشتہ | طبع کی گرمی بازار کو ہے صورت نار
نغمہ سنجون کے لیے ہے نہ فقط سحر کی طرح | تار طنبور ہے قوال کو یا تار ستار
نام ہے ٹیلی گرام اوسکا نہین لیک گرام | نہ وہ سنباک ہے نہ کچھ رج رکھب اور گندھار
قول قوالہ گردون یہ بجا ہے یعنے | تار برقی ہے مغنی کے لیے موسیقار
راز دل بھیجتے ہین پردہ نشین در پردہ | واہ رے عصمت اطفال کریم ستار
جو ہر کور از ظلمات مین بھی روشن ہو | ہے عمس کے لیے یہ بہر سیاست شب تار
ساتھ بسمل کے رہا کرتا ہے مثل شہ رگ | دشمن جان عدو مثل قضا ہے یہ تار
جان اعدا پہ گرا کرتا ہے بجلی کی طرح | خرمن ہستی ناری ہے اسی سے فی النار
کھوٹی کھوٹی ہو کھری صاف کھری ہو جائے | تار برقی ہے غرض محک خبر مین معیار
جامۂ تن مین گل آسا نہ سمائی پھولے | تار برقی تو ہوا خواہ کو ہے باد بہار
باغ عالم مین ہر اک ملک ہے رنگ گل ہے | تار برقی ہے ہر اک گل مین رگ گل کا تار
تار سے چیز نہین کوئی جہان مین خالی | بلکہ ہے نام خدا تار سے نام ستار
مہر مین صبح و مسا تار شعاعی دیکھیے | چاندنی جاری ہی دن کی ہے وہ ہے ... شب تار

گر زمانہ کو کرو غور تو بس ہے شب و روز | ہے یہی روشنی روز و سواد شب تار
تار باتون مین بھی ہوتا ہے سنا کرتے ہین | پیرہن اوس سے نہ خالی ہے نہ کوئی دستار
تار و پود اس سے ہوا پیرہن ہستی کا | رشتہ جان کا اسی تار پہ ہے دار و مدار
حق نے بخشا ہے اگر تار نظر عاشق کو | بہر معشوق ہے موئے کمر او زلف کا تار
تار سے نور ہوا بزم جہان مین معمور | تار شعاعون مین نہوے تو مکان ہو تی تار
تار مین گوہر و گل دونون نہ پہنا کرتے ہین | سر کا سہرہ وہ ہوا اوس گلے کا یہ ہار
رشتہ ہوتا ہے محبت کا جہان مین دلکش | خاص وہ پاسے جو باہین دو سرکار قرار
جب سے امریکہ و لندن مین یہ تار برقی | شکل اک جان دو قالب ہے بنام غفار
متصل تار سے ایسے ہوے یہ دونون ملک | جیسے دو آنکھون مین ہوتا ہے نظر کا اک تار
وہ اگر گل ہے تو یہ رنگ ہے یہ رنگ وہ بو | وہ چمن ہے یہ فضا وہ ہے فضا تو یہ بہار
وہ ثمر ہے یہ مزا یہ ہے مزا تو وہ ثمر | موج وہ بحر یہ وہ بحر یہ موج انہار
جیسے دو بحرون کو اک نہر ملا دیتی ہے | جیسے ہون متفق الراے دو مرد ہشیار
ملک تو دو ہین مگر قوم تو در اصل ہے ایک | نہین امریکہ و لندن مین تفاوت زنہار
دونون ہی قند مکرر ہین مگر ذائقہ ایک | ایک تاریخ ہے دو نام کہو مین لیل و نہار
قطع ہوتا ہی نہین جب سے یہ رشتہ ہو اگر | لیکہ قاصد ہی سخن سنج مقرر درکار
تار برقی نہ کہو جو ہے ملا دونون سے | ملک ہے قاصد مستعجل و گرم رفتار
اب خدا سے یہ دعا ہے کہ رہی وہ الفت | جسکی شہرت ہے عجم و ہند سے ہوتا تا تار
تار ہی نام کو در اصل ہے لیکن وہ قول | وہ علاقہ دو تار کے ملنے سے ہے وفا ہر اقرار
قائم امریکہ و لندن مین رہے تا رشتہ | ایسا کہ گوہر مین رہا کرتا ہے ہمیشہ تار
تار برقی ہو گئے لندن و امریکہ بحال | آج کل نظم کا رشتہ نہ یہ باندھا ہے تار

قصیدہ جواب در قصیدہ انگریزی لٹن در ان ایام فرمودند بہ انگلستان

اے گل گلشن شاہنشہ ہند و لندن | آب رنگ چمن ہند و فضا سے چمن

خاکِ لندن کو اگر سمجھیں تو تو ہے طوبیٰ
گر ولیعہد بہادر ہیں قبائے اقبال
فرطِ شادی سے کبھی جامہ تن میں نہ سمائے
ہند و لندن جو حقیقت میں ہیں مانند صدف
تو اگر زمرہ اطفال میں ہے شاہنشاہ
شاہ مردون میں ہیں بے شبہہ پرنس و ملیز
دستِ قدرت ہیں جو شاہی کی جنابِ ملکہ
تو ہے خورد کلیدِ درِ دولت ہے مگر
ہیں ولیعہد فلکِ عرش جنابِ ملکہ
مہرِ شاہی ہیں ولیعہد مگر تو ہے نگین
وسعتِ ملک میں گر روس و حبش ہیں بڑھکر
شاہ کا ہوتا ہے جس شکل سے زبان فصیح
کیا بزرگی ہے ہوا کوہ جو رفعت میں رفیع
شکلِ ہلال جسم میں تو اپنے گھرانے میں ہے
کسرِ شان اسمیں جنابِ ملکہ کی کیا ہے
پہلے تو ایک تھیں اب سو ہیں جنابِ ملکہ
گود میں تخت نشینوں کی تری جا ہے آج
تو جو سویا تو خبر کون جہان کی لیگا
ناز کا خواب بلاشبہہ ہے خوابِ شیرین
پر نہ سو ایک منٹ اور نہ کہا مان کا مان
چشم بد دور ترا جیسے ہے بختِ بیدار
تہنیت اب تجھے دیتا ہے زمانہ شاہا
چشمِ انصاف سے دیکھو اور اک کا سلام

تجھکو سدرہ کہیں گر ہند ہو رضوان کا چمن
تو بھی پیراہن شاہی کا ہے شاہا دامن
آپ کے جدہ شاہنشہ ہند و لندن
اوسکا تو ہو دُرِ یکتا کہ نہیں ہے جسکے ثمن
شاہ نسوان تری مادر بھی ہے اور شاہ زمن
شاہ شاہان تری جدہ ملکہ یعنے کوئین
قوتِ بازوے شاہی ہیں ولیعہد زمن
عقدے حل ہوتے ہیں ناخن سے جو کھولو تو معاً
مہرِ تابندہ ہے تو نام ہے جس سے روشن
تو انگوٹھی ہے سلیمان ہے جو شاہ برٹن
قوتِ علم و ہنر میں ہے پر افضل لندن
مہر ہو خرد مگر نام ہے اوس سے روشن
حاصل کوہ یہی ہے کہ ہوا اوسمیں معدن
اسلیے تیری بزرگی میں نہیں جائے سخن
نکتہ چین ایسی مثالون سے نہونگے بدظن
بیٹے اور پوتے ہیں در صغر تو حضرت ہیں فزون
تجھسے ہو رشک سلیمان کو تو ہے مستحسن
پاسبان سوتی ہے ہرگز نہیں یکچشم زدن
مان سلاسکے تجھے زانو پہ جو رکھکر دامن
لاکھ سونے کو کہے شاعرِ شہرِ لندن
میں بیداری کا لازم ہے تجھے بھی قدغن
چین و امریکہ و ہند و حبش و روم و ختن
طالبِ دید ہیں دم بھرکو اوٹھا دو چلمن

کوئی دیتا ہے تجھے عمر درازی کی دعا — کوئی کہتا ہے کہ دنیا کا ملے تجھ کو دھن
علم کی کوئی شجاعت کی دعا کرتا ہے — میں یہ کہتا ہوں کہ اے افسر شاہان زمن
جال ہو کاہکشان آپکا اور کرچ ہلال — ہو کمان قوس سپہر مہ نو بجلی توسن
سپر شہا تیرے عدو کو کبھی ڈھونڈھے نہ ملے — خانۂ مور تلک کون و مکان میں امن
تو جو ہے ظل خدا سایہ ہما ہے تیرا — شاہ ہو جائے گدا تو ہو اگر سایہ فگن
سفرۂ عام ترا ایسا ہو خوان یغما — ہو رہے تا بہ سلیمان رہیں مہمان [illegible]
دایم اقبال ترا جوش کو افلاک سے لائے — جدی و ثور و حمل آ جائیں کہ جا ہے [illegible]
شش جہت ڈوبے وہ کا د زمین کا خسرو — دودہ کا دودہ ہو آپ پہ ہو [illegible]
کھینچ لائے ملک خوشہ پروین سے شراب — مائدہ عیسی و موسی کا ہو سلوے اور من
تیری رگ رگ میں ہو سرایت کی دولت کا اثر — رنگ گل گلبن میں نازک و شہد و [illegible]
گو صبا بھرتی ہے سر گل سے دم [illegible] — باغ میں گل ہوں ہزار ایک سے پیرہن [illegible]
جنگ ہفتاد و دو ملت سے تجھے کیا مطلب — صانع کل نے بھی تیرے عہد میں ہے اوسکا [illegible]
کام رکھ معنی سے اور چھوڑ ترا اپنے [illegible] — [illegible] تو شاہ بدل ڈال [illegible]
[illegible] — [illegible] سے شاہ رہا [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — دل ما شاد [illegible] چشم [illegible]
تو شہنشاہ ہے [illegible] نظام دنیا — کچھ نہیں [illegible] تجھ کو ہو دین کا [illegible]
بادشاہ ہو [illegible] عدل کا [illegible] — انبیا کے لیے اور ان کا [illegible]
کام ہے تجھ کو شہنشاہ شہنشاہی سے — نہ ابھی خیر سے تیرا ہی ابھی تو بچپن
پیار سے دادی کے فرصت نہیں پاؤ دم کو — ہو وہ جو مہلت تو یہ گو دیتے ہیں معا
اور نیند وقعہ ہو تو پھر لاڈ ہے مادر کا — کہ جدا کر نہیں گو ہے یک چشم زدن
شوق سے کھیل ابھی گود میں انکا کے — فلک سے تمکو ابھی چاہیے رہنا ایمن
پاس لئے میں تجھے بلقیس جھلاتے [illegible] — لائے جنت سے تری حور [illegible] ایک نہر لبن

دم مسیحا کر رہا تھا چشم فلک زخم نہ لاسکے — دامن حضرت مریم رہے سایہ افگن
خضر کی عمر ملے تجھکو خدا سے آمین — شکر و شیر رہے واسطہ جان اور تن
خیر سے بیاہ کا دن آئے تو لکھوں سہرا — تجھکو نوشاہ کہوں تیری پرنسس کو دولہن
عہد میں آپ کی بادی کے ہوئی ہے بیداد — خسروا یاد رہے آج کا میرا یہ سخن
خیر سے ہو گئے جوان آپ مری داد دلائیں — میں نے پکڑا ہے شہا تیری کرم کا دامن
والدین آپکے ساعی ہوں مرا ہو انصاف — تب میں جانوں کہ ملا میری قصیدے کا ثمن
یوں مری دادرسانی کے لیے کافی ہیں — نائب سلطنت ہند جناب لارن

پوچھیہ وہ حال نہ رعنا یہ جو کچھ گذرا ہے
دل من داند و من دانم و داند دل من

قصیدہ در مدح صاحب نواب خاص محل [illegible] عالم تخلص بیگم حضرت شاہ اودھ

سحر [illegible] شکر کہ [illegible] دیکھا خواب — وہ نواب [illegible] کی خواب [illegible]
کہ چشم [illegible] — زوال [illegible] عشرت میں ہے چشم پر آب
[illegible] — کہ جیسے [illegible] دریا میں جیسے گرداب
[illegible] چشم [illegible] — کہ ستارہ حیات جہاں ہے میں حباب
نبات عالم امکان [illegible] — طلسم ہستی انسان ہے جیسا نقش برآب
ملا یا فلک میں دیکھو تماشا [illegible] — کہاں ہیں آج سلیمان سکندر و داراب
ال کا [illegible] — برابر شاہ و گدا ہم برابر شیخ اور شاب
کسی نے جان کی حسرت [illegible] ملک و دولت — کوئی [illegible] کے ہوا شکل ماہیے بر آب
بقا ہے ہستی عالم کا یہ جہان نشان — کہ جیسے دیکھے کوئی عین تشنگی میں سراب
جو نام پوچھو تو ہے اسقدر زمیں پہ نشان — کہ یہ مزار گدا ہے یہ مرقد نواب
اسی ملال میں دیکھا فلک پہ کی جو نظر — کہ گرم سیر ہے طائر عجیب شکل عقاب
سراپا آکے کہا میں ہما ہے عالم ہوں — کہ میرے سامنے عنقا [illegible]

یہ دن وہ دن ہے کہ بیکسو غم جہان ہے آج
ہین جمع آج مسرت کے جابجا اسباب

ہین محض فیض ہون روح القدس ہے میرا نام
سواے لطف نہین میرا کام زجر و عتاب

کمال لطف سی رکھکر مرے دہن پہ دہن
کیا زبان کو عنایت مذاق شہد لعاب

کہون عقیق ہین یا بزنگ لعل اوسے
وہ سرخ و صاف کہ ہو آب آب رنگ شہاب

مزے مین قند نکر کہ لطف مین وہ مثل
سرور بخش ہی کہ ہو مثل نشۂ مے ناب

کہا جو مین نے کہ اس لطف کا سبب کیا ہے
دیا براہ عنایت یہ اونی مجکو جواب

جہان مین ہے زبان زد ترا کلام بلیغ
ملا ازل سے فصیح البیان کا تجکو خطاب

نہ سال حزن نہ شہر الم نہ روز قلق
نہ وقت رنج کا ساعت نہ غم کی ہے یہ جناب

زمانہ عیش و طرب کا ہے روز شادی ہے
یہ وقت لطف و مسرت کا ہے سے پے احباب

ہجوم رنج کی ہے بعد بالیقین راحت
پس الم ہین خوشی کے جہان مین بکثر اسباب

طلوع شمس و قمر کا ہے جیسے ظلمت سے
نزول بارش باران کا یا سبب ہے سحاب

جناب حق سی تری حق مین ہے یہی فرمن
یہی ہے تیرے لیے حکم حضرت وہاب

خزائن در مضمون کو کھول دون تجھپر
کرون مین وا تری خاطر سخن کے سب ابواب

کہون مین وحی کہ الہام اوسکو یا القا
کہ صاف اوٹھ گیا یکبخت میرے دل سی حجاب

کھلی جو آنکھ تو دیکھا عجیب اک سامان
کہ ایک نور ہی جس طرح چادر مہتاب

وہ اہتمام تھا فرش زمین سی تا بفلک
کہ جسکو دیکھ کے ہوتا تھا مجکو استعجاب

شب برات شب قدر یا شب معراج
تمام تھے متردد ملک شتاب شتاب

پڑی ہی تھی چادر مہتاب کی فلک پہ نقاب
سرور سے اہل فلک چھا رہا تھا خوب سحاب

تھی سد راہ پے ساکنان عرش برین
ہزار جا پہ سدرہ کے پر پرا سے حجاب

جدا تھا عالم علوی سے عالم سفلی
یہ حکم دیدۂ انجم کو تھا بصد آداب

نگاہ بھول کے ڈالی کوئی نہ سوے زمین
حیا سے آنکھ رکھی اپنی بند مثل حباب

ہین ماہتابی پہ مانند ماہ جلوہ فروز
عروس پردہ نشین نوشۂ سپہر جناب

وہ ماہتابی کہ کرسی پہ جسکی ہے بنیاد
وہ ماہتابی کہ جلوے سے ہے غیرت مہتاب

بلندی اوسکی ہی اس درجہ آج بشہرۂ خلق ... کہ ہو سکے اوڑ کے کبھی فکر کا نہ اوسپہ عقاب
جو سلسبیل جنان اونکا رودخانہ ہے ... تو رشک چشمۂ کوثر ہے صحن کا تالاب
نجوم چرخ ہین اوس سے سعادت اندوز آج ... سعید ہو جو زحل آکے چومے اوسکی رکاب
ہے مشتری کی سعادت بھی کوڑیون کی مول ... قرین ہوئی ہین یہ سعدین یا اولو الالباب
ہے مشتری کو یہ حسرت یا رشک زہرہ کو ... کنیز ہوتی جو اونکی نہ پھرتی خانہ خراب
عجب نہین ہی جو بیت الشرف ہی آج محل ... فلک نہین ہی کہ فرش زمین ہوا کمخواب
وہ شامیانہ ہے کہتے ہین جسکو عرش برین ... فلک ہی خیمۂ اطلس تو کہکشان ہی طناب
بچھا ہی مخمل و قالی کی جا تمامی فرش ... سمور و قندز و دیبا و قاقم و سنجاب
ہے اونکی جلوہ گری سے یہ دھوم فرش تا بعرش ... اور اونکی فیض سی عالم کا ہے چمن شاداب
یہ کہدو واسطے در فیض نقد انجم لے ... ثنا سے آکے مغنی چرخ چنگ و رباب
وہ لوح جسکو کہ محفوظ لوگ کہتے ہین ... ہے اونکی فیض کے دفتر کے ایک فرد حساب
کیا ہی چرخ پہ زہرہ نے کار مشاطہ ... زمین پہ کرتی ہے بلقیس جمع کل اسباب
ارم مین آج حسینون کی ہی حنابندی ... لگا کے پھرتا ہی پیر فلک شفق کا خضاب
فروغ حسن خداداد کا یہ عالم ہے ... کہ لیکے حور سے پریون تلک ہی استعجاب
ہے وہ وجود مقدس بصورت معصوم ... خطا کا نام نہین ہی جہان سوائے صواب
وہ حسن ہین فلک حسن ہی تو مہر مین مہر ... ہی وہ جو مہر تو ذرہ ہے مہر عالمتاب
زبان پہ حور و پری کی یہ ذکر خیر ہے آج ... زبان پہ کون سی ہم منہ سی لائین نام جناب
چہ ذکر نام مبارک کمال بے ادبیست ... ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہے اونکی عفت و عصمت کا اک جہان شاہد ... تمام ہند ہی واقف گواہ ہے پنجاب
ردا ہے عصمت والا ہی چادر تطہیر ... کہوں جو دامن مریم نہین کچہ استعجاب
وہ عندلیب خوش الحان ہین باغ عالم مین ... کہ جنکو بلبل شیراز دے سکے نہ جواب
سخن ہے اونکا فصاحت مین غنچہ گویا ہی ... سفینہ دل آگاہ ہے خدا کی کتاب
قیاس اونکا ہی مقیاس کارخانہ دہر ... اور اونکے دیدۂ حق بین ہین عین ام الکتاب

نگاہ زور کی غضب پہ چشم بد دور آسے ہو چشم کوہ تو مانند کاہ ہو بیتاب

فلک پہ نور کا اور حوت کا جگر ہو چاک زمین میں گاو زمین اور سمک ہو جا کے کباب

نگاہ لطف میں اکسیر کی ہے خاصیت پڑے سے تو سیم کی صورت ہو منجمد سیماب

حسود و دست کے اور شاہ ہیں جو سیری [illegible] فلک گلو کہ انجم کا بھر کے مارے گراب

نگاہ مہر سے [illegible] کی [illegible] سے زمیں قہر خدا سے ہو نازل اس پہ عذاب

ہو ملک دولت و اقبال و حکم و جاہ و حشم مدام تا ابد ان کو نصیب یا و تاب

ہمیشہ باغ جہاں میں [illegible] نسیم مراد [illegible]

مدام دامن [illegible] و دامن شفقت ہمیشہ [illegible]

سایہ اوس کی ذرہ [illegible] [illegible]

قصیدہ ناتمام

گوش شادی کی صدا کا یہ جو دم تھا وفور نفخۂ صور کا تھا صاف گمان روز نشور

خفتۂ خواب عدم معجز عیسیٰ سے جگے خوف ناک اور [illegible] سننے ہی [illegible]

نازنین چونک پڑی بھول گئے ناز کا خواب ہو گئے [illegible] ہوش میں آئے مخمور

بخت خوابیدہ جو جاگے تو تعجب کیا ہے کور باطن بھی تو بینا ہوئے چشم بد دور

بالش نرم سے میں نے جو اٹھایا سر کو گر گیا [illegible] آنکھ شکر خواب کی آنکھ سے دور

دیکھتا کیا ہوں سلیمان کی ہے آمد آمد لشکر مور کے مانند ہے لشکر کا وفور

دیکھ کر جاہ و حشم تھا نہ فقط میں ششدر رعب میں آ گئے جمشید و سکندر فغفور

سارے لشکر کی تزک کا جو کروں کچھ میں بیان [illegible] کا شب [illegible] تاب نہ لائی [illegible]

ظلمت شب کو کیا نور و ضیا سے زائل صبح جیسے ہو کوئی مطلع نور

ایضاً ناتمام

سحر [illegible] گلشن سے آئی باد صبا شگفتہ رنگ کا غنچہ ہوا یہ گل [illegible]

دماغ ہے گل مضمون کے عطر سے معمور
علی وہ روضۂ رضوان کی عطر بیز ہوا

ہے صحن صفحہ پہ اب گرم رقص کبک قلم
صریر ہے کہ کسی عندلیب کی ہے صدا

ہے آج سبزۂ طبع روان مین ایسا نمو
کہ ہو بہار مین سبزہ جسطرح صحرا

ہوا ہے رشک سے لوح و قلم پہ عرصہ تنگ
ہر عندلیب قلم اس ادا سے نغمہ سرا

زمین قصیدہ کی رکھتی ہے آسمان پہ قدم
گل سخن مین ہے انجم سے بڑھ کے نور و ضیا

کرون رقم جو مین احوال نرگس بیمار
خط غبار ہو نرگس کو حق مین خاک شفا

ہر ایک سطر مسلسل ہے صورت سنبل
ہر ایک بیت ہو مانند سدرہ رفعت علی

ہے سلسبیل وہ بین السطور رشحۂ سیاہ
کہ جسکو خضر بھی کہتے ہین نہر آب بقا

کہون مین حاشیۂ صفحۂ قصیدہ کو
سواد باغ ارم تو نہین ہے نازیبا

اگر ہے مثل گل اشرفی گل مضمون
تو موتیا ہے ہر اک گوہر سخن میرا

یہ سال سال مسرت ہے ماہ ماہ مراد
یہ دن ہے عید کا دن وقت خرمی ہے دلا

یہ روز روز ہے نوروز کا جو عالم مین
سرور و عیش کا گھر گھر اسی سے ہے چرچا

لکھون قصیدہ کا مین ایسا مطلع روشن
کہ جس سے مطلع خورشید کی ہو ماند ضیا

مقابل اوسکے چراغ سحر ہے طور کی شمع
فق اوسکے سامنے ہو صبح کا ید بیضا

جہان مین آج جو سرکار سے ہے سر آرا
یہ جشن اور یہ نوروز واہ وصل علی

نثار فرق مبارک ہوے نجوم فلک
فدا ہے پا سے مبارک گہر ہین سر تا پا

یہ دھوم دھام ہے شادی کی عرش سے تا فرش
کہ تہنیت کا ہے کروبیون تلک غوغا

کہا یہ دل نے دکھاؤن تجھے قران دو سعد
فلک پہ جلکی بصد صدق دیکھ لے رعنا

قران وہ جس سے سعادت قرین ہو تا ابد
وہ اجتماع کہ ہون جمع مشتری زہرا

ایضاً ناتمام

بہار تازہ سے ہے عالم مین نور کا ہے ظہور
چمن چمن ہے جہان مین جہانیون کو سرور

یہ روز آج جو نوروز کا ہے عالم مین
ہوے ہین لذت شادی سے کام جان معمور

بڑھا ہے نشۂ جام بہار اس درجہ
کہ سارے حور و ملک جن و انس تک ہیں چور

بہار باغ جہان کو ہے تحفۂ جنت ہے
فضائے گلشن گیتی میں ہو ہوا ہے سرور

ہوئی بہار یہ باغ جہان میں رحمت عام
کہ تا نجار و خسک سبز ہے بہ رب غفور

جہان کی باغ میں گلزار کا یہ شہرہ ہے
بلند عالم علوی تلک ہے اوسکا شور

دعا یہ داعی صادق کی ہے بصدق و صفا
کہ رکھے آپکو خالق مراد سے بھرپور

تری طرف سے کدورت جو دل میں کچھ رکھیں
مثال شیشۂ ساعت ہوں گر کے چکنا چور

ایضاً

سب میں مکھ چیرا سے کافر ہے مکر و دغل
باز آ ظلم سے غافل تنگ اودیان و ملل

جان و مال و دل و دین کرتے ہیں عشاق فدا
جیف ہے جا سے وفا اوسنے دغا اور دغل

کیا ہوا شکل فرشتے کی بجا سر سے
باطنا کوٹ کے رگ رگ میں بھرا ہے چھل بل

دلربائی سے زمانہ میں کمال دلدار
سخت معیوب ہے محبوب میں یہ مکر و دغل

تہنیت جشن شادی ولیعہد بہادر مدار قوار

کیا شادی کا مبارک ہے تیرے سر سہرا
راج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا

تیری شادی سے ہیں سب شاد مہاراج کنور
تیرے سہرے سے زمانہ میں ہے گھر گھر سہرا

گل کرتے ہیں مضامین کو سہرے کیلیے
رشتۂ فکر میں گوندھیں گے سخنور سہرا

موتیا میں ہے کہیں آب ہوا موتی سے
اشرفی کی ہے کہیں پھول سے ہے زر سہرا

صرف آرائش عاشق صادق جو کرون
دل سے دین وار سے مجھے دیکھکر دلبر سہرا

کہکشان سے نہ مجھے عقد ثریا سے غرض
ایسے سہروں سے میں گوندھوں ترا خوشتر سہرا

پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
گوندھوں پھر سوزن عیسی سے مقرر سہرا

حسن یوسف کی چمن میں ہو زلیخا گل چین
کبھی ایسا نہ ہو پہ اوسکو میسر سہرا

گل جنت کہوں نعماؤن سے الا مکت فی کا الفؤاد
عرق حور میں کر لائیں معطر سہرا

کم نہین مردمک چشم عنادل سی گہر
رگ گل تار ہی کیا خوب ہے بہتر سہرا

رشتۂ کاہکشان مین ہین پرو کی انجم
پیر گردون نے یہ گوندھا ہی منور سہرا

روی روشن پہ جو خورشید تو سہرہ ہی شعاع
باندھ کر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا

عرش پر قدسیون نے گوندہ کی تیار کیا
عقد پروین نہین قدرت کا ہی مظہر سہرا

لعل و یعقوت ہین الماس و عقیق و گوہر
کیا انمول ہی شاہا ترا پر زر سہرا

حور و غلمان ملک و جن و بشر ہین حاضر
دیکھیے کرتا ہی عالم کو مسخر سہرا

ہفت اقلیم کا رکھتا ہی تماشا یہ طلسم
شکل آئینہ ہے لے دیکھ سکندر سہرا

آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
دیکھ پایا ہی جو پھولون کا سراسر سہرا

اہل محفل کے دماغ آج ہے خوشبو سے
عطر سے مشک سے گل سے ہی معطر سہرا

کہتے ہین بید کے واقف تجھے دھرماوتار
تار زنار ہین اب گوندھین مقرر سہرا

قدردان پھولین گے پھولونکی طرح محفل مین
داد دینگے تجھے سب سن کے سخنور سہرا

سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین
گائے تو اہل افلاک یہ گھر گھر سہرا

دل سے دیتا ہے نظام آپکو سہرے کی دعا
تیرے سر پہ رہے تاج کا تا ساعت محشر سہرا

سہرا در شان سید صاحب

تمکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا
لعل و یاقوت سے ہی صاحب تزئین سہرا

انجمن حلقۂ انجم ہی مکان چرخ برین
چاند سا آپ کا چہرا ہی تو پروین سہرا

نکہت گل سی بسی محفل جشن شادی
گوندھکر لایا ہی گلزار سے گلچین سہرا

سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہی
سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا

مصحف پاک پہ تفسیر ہی جسے صورت
چہرہ سہرے کی جلا چہرہ کی تزئین سہرا

صبح تک شام سے اوٹھے نہ حیا کا پردہ
کان مین کرتا ہی نوشاہ کے تلقین سہرا

آپ سرتاج ہین امت کی تعجب کیا ہی
گنگنا جبرئیل امین باندھین سلاطین سہرا

گل ... [illegible] ... بھی تھا ... کی تعجب کیا تھا
ہمہ تن شکل زبان ہو کے تحسین سہرا

تہنیت جشن بسم اللہ شاہزادی

کہو زہرہ سے گائے آج بسم اللہ کا سہرا
ہے محفل ثنائی آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن ہے شاہزادی کہدو جا کر رستی کوئی
ارم سے گوندھ لائے آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن کا عطر اگر پیرایش بسم اللہ سے پائی
پری لاکر بسائی آج بسم اللہ کا سہرا

یقین ہے موتیوں کو بھی ہو اسد رجھباری
کہ سر سے پانو تک سئے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھیگا پاک دامن کی یہ سر آب گوہر میں
کہو جا کر نہائے آج بسم اللہ کا سہرا

عروج سربلندی کہکشان و عقد پروین ہے
بھلا کیونکر بنائے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھا ہے روے پاک گلبن گلزار زہرا ہے
کہاں پھولا سمائے آج بسم اللہ کا سہرا

لکھون کل سب بہا کہدے دوسرا سہرا عروسی کا
اگر یہ تنکو دکھائے آج بسم اللہ کا سہرا

مبارک باد سے بھی ہو زیادہ شور تحسین کا
وہ رعنا لکھکے لائے آج بسم اللہ کا سہرا

تہنیت تیوہار راکھی سرکار بہادر

ہو مہاراج بہادر کو مبارک کنگن
آئے ہر سال مع الخیر یہ رکھشا بندھن

زیب راکھی کو ہوئی ہاتھ سے ماشاء اللہ
ہاتھ کا دست نگیں اوسنے بڑھایا جوبن

ہاتھ اور راکھی کا کیا خوب ملا ہے جوڑا
دولہ گردست حنائی ہے تو راکھی ہے دولہن

عقد سے اوسکے کہلین اہل جہاں کے عقدے
یہ سما بھی نہوگا کبھی ایسا روشن

ہاتھ سے پنجۂ خورشید تو راکھی ہے شعاع
عقد پروین ہے جو دیکھے تو بجا ہے یہ سخن

کہ عجب تاب ہے راکھی کی زر و گوہر سے
ماہ کی قدر و باقی ہے تو سورج کی کرن

اوسکی نگینی پہ ہے رنگ جہان کا یہ گمان
اوڑ گیا دیکھتے ہی طائر رنگ گلشن

تہنیت کا جو گیا چرخ بریں پر شہرہ
ہو گیا خم پئے تسلیم سے چرخ کہن

ہے یہ دربار کہ اندر کا اکھاڑا یارب
جس طرف دیکھیے پریون کا عیان ہے جوبن

اک طرف گاتی ہے راکھی کا بدھاوا زہرہ
خلد سے ناچنے کو آئی ہین حورین بن ٹھن

سحر گانے نے کیا ناچ نے از خود رفتہ
دل اوڑا لے گئی بیجا بی ہے ہوا انچی دامن

پیر گردون نے عجب لے کا سما باندھا ہے
مہ و خورشید کی طبلون پہ اوڑاتا ہے پرن

دیجیے دل سے مہاراج بہادر کو دعا
مدح کے بعد مری طبع کو یہ ہی قدغن

خیر سے آئے یہ دن آپکو ہر سال آمین
جب تلک ہند مین جاری ہے راکھی کا چلن

مبارکباد شرح سلطانیہ

ہوا پر نور سلطانِ جہان بیگم کا کاشانہ
کیا شاہ جہان بیگم نے کیا جشن شاہانہ

سکندر بیگم عالیہ نے کی وہ آئینہ بندی
ہوا دیوانخانہ سے سکندر مثلِ دیوانہ

نظر خیرہ ہوئی تھی شیشہ آلات اسقدر روشن
پری شیشے مین اوتری ہو گئی محفل پریخانہ

کیا دربار مین زہرہ نے آکر جب گھڑی مجرا
ہوئے مبہوت مسیحا دیکھکر نازِ عروسانہ

ہزارون بزم مین جمشید سے ناخواندہ مہمان تھے
نکل خم خانہ سے دخت رز آئی بیحجابانہ

عیان تھی وہ جو دور اونکا دورِ ساغر مے سے
سکندر کا بنا آئینہ دیکھو جم کا پیمانہ

یہان تھی عام دعوت خوان یغما خوان نعمت تھا
وہ جنت تھی کہ آدم نے جہان پایا نہین دانہ

ہزارون طائفے تھے بزم کا یہ قرینہ تھا
زنانہ مین زنانہ اور مردانہ مین مردانہ

زلیخا مریم و بلقیس حور و لیلی و شیرین
یہ سب مہمان بزم جشن تھین ہم صاحبخانہ

دل ابنائے جہان کے مطمئن ہین اعجاز سے
تمہارے عدل کا مشہور ہے عالم مین افسانہ

تمہارے عہد مین ہو خاطرون کو اب یہ جمعیت
خیالِ زلف مین خوابِ پریشان اب ہے افسانہ

نہین پڑتی نگاہِ گرمِ عاشق شعلہ رویون پر
شرر چلمن بنی ہے اونکی حق مین مثلِ خس خانہ

تمہارے عہد مین اب بیکسی یہ ہو گئی عنقا
یتیم آتا نہین درج صدف سے کوئی دردانہ

تم ایسی پاک دامن ہو تمہارے عہدِ عفت مین
نہ آیا شمع کے دامن تلک بھی اوڑ کے پروانہ

پڑین آنکھون مین چلتی ہو سلائی آنکھ کا ڈورا
عنادل کی جو پڑ جائے نظر نرگس پہ مستانہ

نہین تارے فلک پر نقدِ انجم لیکے آیا ہے
ہوا ہے آپکی سرکار سے گردون پہ جرمانہ

امیر ابن امیر و وزیر [illegible]	غریبوں نے بھی پایا فیض سے خلعت امیرانہ
[illegible] جود و سخا کا نام [illegible]	در دولت پہ حاتم سائل آیا ہے فقیرانہ
[illegible]	سخاوت آپ کی مشہور عالم ہے کریمانہ
[illegible]	زمانے میں یہی باقی رہا کرتا ہے فسانہ
[illegible] کی [illegible]	قمر کا آئینہ ہو نیچہ خورشید کا شانہ
[illegible]	کئی دن سے جیب ہی اکثر پھرا کرتا ہے مرا شانہ
[illegible]	مجھے فریاد آتا ہے کوئی شقہ نہ پروانہ

قلم ہے دست [illegible] مبارکباد [illegible] نے
کیا [illegible] مرداں علیخان نے یہ مردانہ

مثنوی آمد ان در لطف باران

شور باراں کا ہے ہر سمت مچا	رحمت حق کی چلی ایسی ہوا
جس طرف دیکھو برستا ہے مینہ	جھڑ لگی ہے نہیں رکتا جھالا
لطف برسات کا بڑھ جاتا ہے	جھوم کر آتی ہے جسوقت گھٹا
دل گھرے رہتے ہیں جو بادل کے	کھل گیا صاف محال اب ہے خلا
شامیانہ ہوا ابر رحمت	ہو گیا ابر کرم فضل خدا
ابر میں گرمی کا مطلع ہے صاف	دارہ ہے فرط کرم صل علی
عیش سے کٹتی ہے [illegible]	[illegible] کا فور ہے تابش عنقا
[illegible] بیٹھے ہوئے بیٹھی ہے [illegible]	دیکھنے کو بھی نہیں ہے سایا
لوگ جلے [illegible]	[illegible] مجھے اسکی نہیں ہے پروا
خوف مرنے کا نہیں [illegible]	[illegible] ہے چار طرف راہ قضا
مطلقاً خوف نکیرین نہیں [illegible]	کب ہے عاصی کو غم روز جزا
[illegible]	[illegible]

تام ستار سے ثنا کرتے تھے
دھو دیا حسرت بادہ کو صاف
بل بے فرط کرم ابر کرم
اور یہ بادل کے گرجنے کا شور
شش جہت کی نہیں چھکے چھوٹے
ٹوٹ جائے نہ طلسم افلاک
ہے گرج شورش نوبت خانہ
اپنے مرکز سے نکل جائے کہیں
جا چھپیں چھوڑ کے گھر شیر اعظم
شورش رعد سے جی چھوٹا ہے
ہے یہ خیرہ نظر چشم خیال
ڈر کے محبوب چمٹ جاتے ہیں
مینہ برستا رہے بجلی چمکے
دن کو تارے نظر آجاتے ہیں
پر فرشتوں کے جلے جاتے ہیں
نفخۂ صور سمجھ بجلی کو
جنبش ابرو سے شعلہ رو سے
خرمن ہستی قحط باران
اہل عالم کو ہے گلزار خلیل
نار ناری ہے حقیقت میں بھی
گرم جوشی میں ہے معشوقوں کے
سب جلے نور نظر عاشق ہے
یا مزا دیتی ہے جس صورت سے

آج کل ابر میں ہنگامہ ہے دیکھا
آج عالم میں ہے یہ دور ہوا
دود بنتا ہے دھواں دھار گھٹا
جس سے ہے پیر فلک کو غشا
کرہیں کروبی بھی سنکر غوغا
ہے یہی اہل سما کو دھڑکا
کون سن سکتا ہے طوطی کی صدا
چرخ نیلی کا ہر اک سیارا
لامکان میں نہ کہیں اہل سما
اور یہ بجلی کی چمک سے ڈرنا
خواب میں آنکھ کا کھل جو پایا
وصل کا رہتا ہے ہر بار مزا
ہے یہ عشاق کی دن رات دعا
ہے شب تار کا دن پر دھوکا
اور ہے کافور پری کا سایا
رعد کے شور سے ہے حشر بپا
کام اس برق نے ہے یہ کیا
جل گیا جنگل ہوا جل سارا
آتش برق [illegible]
[illegible]
اب اٹھے [illegible] کا دوری کا
آتش مشتعل رنگ حنا
شعر میں گرمی طبع شعرا

له بروزن [illegible] ۱۲

ایسی ہے برق کی گرما گرمی　　ابر مین صاف ہے اعجاز نما
طور کی شمع اگر بجلی ہے　　ابر ہے صورت طور سینا
کانگڑہ کا ہے گمان بادل پر　　برق جوالا مکھی کہیے تو بجا
شامیانہ ہے اگر ابر کرم　　صاف اندر کا اکھاڑا ہے خلا
رعد کا شور ہے طبلہ کی پرن　　مینہ سے زنگولہ کی آتی ہے صدا
رقص سے کم نہین بجلی کی دمک　　ذرا سنی کہیے کہ اوسکو زہرا
بیقراری سے ہے بہ رنگ سیماب　　ہے چہک رقص کا جیسے توڑا
دامن برق کی ہے قوس دھنک　　پیشواز ابر شفق سے ہے ٹپکا
برق کی ابر مین اس شکل نمود　　جیسے محمل مین مقام لیلا
جیسے خیمہ سے اوٹھا کر چلمن　　جلوہ دیتے ہین پریرو ڈھلا
چاند بدلی سے نکل آتا ہے　　جیسے رخ زلف سے ہو جلوہ نما
نظر آجاتا ہے کاٹے کا من　　دانت یا اودے لبون سی پیدا
نظر مردمک چشم پری　　یا خیالات دل اہل صفا
شب یلدا مین براق معراج　　نائل عرش ہے یا اہل علا
ریل کے دود سے اوٹھتا ہے شرر　　یا شب تار مین جگنو پیدا
برق کے جلوون کو زنہار نہ پوچھ　　گہہ فلک پر ہین کبھی تحت ثری
صاف شیشہ مین اوتاری ہے پری　　حور ہے خلد مین یا جلوہ نما
ہے دماغ اوسکا بھی گردون پر　　اور مزاج اوسکا ہے بالائے ہوا
عرش والون کی ٹپکتی ہے رال　　کون کہتا ہے اوسے مینہ کا جھالا
بزم عالم مین ہے گر ابر عروس　　چشم بد دور ہے مشاطہ ہوا
گھیر لاتی ہے اوسے سر سوئے　　یہ جو شانہ ہے تو وہ زلف رسا
صاف اوڑ اسکے لیے پھرتی ہے وہ　　خوب باندھی ہے ہوا نے بھی ہوا
ہو ہوا خواہ جو لاسکے دم مین　　[illegible] بادل کیا کیا

کسی عاشق کا کہون کیا دم سرد
دم عیسی سے نہین کم جھوکا

خفتۂ کنج عدم چونک پڑے
سخن سے آیا جو کہین سناتا

کیا بیان کیجیے برسات کا لطف
دل اوڑا سے لیے جاتی ہے ہوا

باد و باران جو موافق ہین آج
کیسی دلچسپ ہے یہ آب و ہوا

ابھرے ہو گئے سب نقش برآب
بوٹون کو باران نے بنایا ہے صبا

کیا ہو باران کا بیان شان نزول
شان باری کی ہین بادل آیا

فیض باران سے ہین اشجار نہال
واہ رے لطف عمیم مولا

مہربان ہون تو برس جاتی ہین
دشت مین ہوتے ہین جاری دریا

رشتۂ سوزن عیسی سے نہین
تار باران مین کم اعجاز ذرا

رشتۂ الفت عاشق کیسے
خواہ تار نظر چشم حیا

فرط بارش سے ہے پانی پانی
بہہ گئے کوہ سے ہر سو دریا

صورت گریۂ عشاق کہین
خضر کا دل تو نہین پھوٹ بہا

چشمۂ آبرو ان صورت چشم
قطرہ قطرہ ہوا دریا دریا

بخت بیدار ہوے دہقان کی
کیا بہا جاتا ہے ہر سو تا

مردہ دل فصل خزان کے مارے
زندہ درگور تھے اب تک گویا

قطرۂ بارش باران سے جیے
خضر نے آب حیات اونکو دیا

عالم آب روان ہے یہ صاف
صورت طبع روان رعنا

دیکھ دریا دلیے باران کو
شعر کی بحر کا ہی اب دھوکا

تار باران کا جو دیکھے تیز از
صاف ہو آب روان کا دھوکا

آگ پانی نے جو ٹھنڈی کر دی
آج زر دشتی ہین سا ہم ترسا

آگئی جان زمین مین مینہ سے
سے ہے یہ گل مین اثر خاک شفا

ہے طبیعت مین یہ موسم کی نمو
دوب ڈالو تو شجر ہو پیدا

صورت چشمۂ حیوان ہے دوات
شاخسانہ قلم سے نے سے اوگا

ہو گیا ہے فلک نیلوفری — سبزہ رہ صاف سے بڑھے کیا سدرا
سبزہ ریشہ دوانی تو خیال — سبز باغ اوسکو دکھائے کیا کیا
گائے دیپک تو سنے گونڈ ملار — شمع ہو برق سنے دو د گھٹا
طرفہ آزادی نے دکھلائے رنگ — بید پھولا ہوا ہے سرو چلا
اشرفی سکے نہ کہیں گل پھولیں — زر قارون سے بھی صحرا صحرا
شجر و گل ہوے سب نقش و نگار — فرش قالی سے نیا گل پھولا
قیس کی قبر سے بید مجنون — خاک لیلی سے بنفشہ نکلا
خون فرہاد سے برگ ساوش — قبر شیرین سے ہے چل نیم اوگا
طائر رنگ چمن اوڑ نہ سکے — تار بارش کا بندھا ہے ایسا
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی — عام ہے گلشن ہستی کی فضا
پھول بھی پھولے سماتے نہیں آج — غنچے خوبون کے دہن ہیں گویا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہے — ہے عجب رنگ کی باخوبین فضا
جل ترنگ آب روان کا ہے شور — خار ہیں چوب تو گل نقارا
جھانجھ سے کم نہیں گل کے اوراق — غنچۂ گل ہے مثال شہنا
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج — کوس شادی کی چمن میں ہے صدا
بلبلیں مست ہیں صیاد خموش — ہمصفیروں کی یہ دلکش ہے صدا
کہیں غنچوں کی صبا سے صحبت — شاخ ہے دست و گریبان صبا
گل کہیں جامہ سے اپنے باہر — چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
کیسی ٹھٹھی سے دبوچے گل کو — کچھ بھی بلبل کو نہیں پاس حیا
گل عنادل کے گلے کے ہیں ہار — باغ عالم میں نیا گل پھولا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین — باغبان معجز باران دیکھا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے — باغ میں ناز سے بن بن کے صبا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے — نکہت گل کہیں لاتی ہے اڑا

کھولے بیٹھی ہین عنادل منقار
کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا

لا دیا ہے کہین دم بھر مین
بید مجنون کو پیام لیلی

نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
شاخ ہے پھل کے لیے اک جھولا

نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
حقۂ عطر ہے باغ دنیا

صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
جا بجا مرغ غزلخوان کی صدا

کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
قمریون کا وہ لب جو نالا

رقص طاؤس نچاتا ہے ناچ
بہر تفریح جو جاؤ صحرا

ہے نضارت سے ہر اک تہ نظر
بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا

فرش قالی ہوا گلکاری سے
نقش ارژنگ ہے اک اک تختا

چمن دیر کی ہے سرسبزی
زور جوبن پہ جو ہے سبزہ

واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
عام ہے عیش جہان مین ہر جا

کشت امید ہے دہقان کی سبز
فارغ البال ہین عیال ہر جا

عاشقون کو ہے وصال معشوق
گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا

دور عالم مین ہے دختر رز کا
جیسے چکر مین ہے چرخ مینا

ہے یہ دریا دلی پیر مغان
مے کے ساقی نے بہائے دریا

دیکھکر رندون کی بدمستی کو
یہ دل حور و ملک للچایا

خوب کوثر پہ چلے جام طہور
جا سے تسبیح مچا یا غوغا

پر جبرئیل بنے موجہ سے
جام سے صور سرافیل بنا

سبب عمر درازی جہان
ملک الموت کا نشہ ٹھہرا

جتنی میکال نے پی دل بھر کر
خوب دل کھول کے اوتنا برسا

پائے تب حورون نے خالی میدان
دیکھکر دیون کو متوالا

فارغ البال مچلے بالطبع
آسکے یکجا ہوئین زیر طوبے

واہ رے رحمت عام باری
کس زبان سے مین کرون شکر ادا

حوریان ساغر مستانہ زدند
با من خاک نشین رعنا

مثنوی سرد مہر

گرم سردی کا خوب ہے بازار — چھائی ہے نوریوں کو بھی اب نار
گرم ہر ایک گھر میں ہے مجمر — تاپنے کا ہے شغل لیل و نہار
مرد مومن بنے ہیں زردشتی — حیف آتش پرست ہیں دیندار
اہل کشمیر ہو گئے زنگی — کینگڑی اونکے ہے گلے کا ہار
حلہ جاڑے کا تاپ کر کاٹا — وقنا ربنا عذاب النار
نوری ناری بنے ہیں دنیا میں — کیا عجب بخشدے جو اب غفار
آنچ ہو آتش سقر کی حرام — گذرا سرما عذاب سے اس بار
ایسی سردی کبھی نہ دیکھی تھی — نہ سنی کان سے کبھی زنہار
ہو گئی ہے دوات یخ بستہ — دم تحریر خامہ ہے بیکار
بید کی طرح کانپتا ہے قلم — ایک لکھوں تو ہوں حروف ہزار
ہاتھ میں بھی ہے اسقدر رعشہ — تھامنا تک قلم کا ہے دشوار
سرد مہری سے فصل سرما کی — گرمی طبع ہو گئی فی النار
نفس سرد بھرتے ہیں شاعر — اب ہے کافور گرمیٔ اشعار
کرۂ زمہریر ہے عالم — اسکے جاڑے کی ایسی آئی بہار
نیلا سردی سے ہو کے چرخ برین — چرخ نیلی مثل ہے آخرکار
برف کے ٹکڑے ہیں نہیں انجم — چشمۂ مہر جمگیا اس بار
باغ جنت میں آ گئی ہے خزان — لیک دوزخ میں آج کل ہے بہار
صاف یخ بستہ نہر کوثر ہے — پل بنی جمکے سلسبیل کی دھار
زندہ ہیں دیکھ لیں گے گرما میں — خالداً فیہ تحتہا الانہار

خرمنِ عیش لٹ گیا ہیہات
ہے یہ تشویش ہو نہ انتشار

ہوں بہشتی اگر بہشت نصیب
کیا عجب ہے جو ہیں یہی آثار

آئیں دوزخ میں تاپنے حوریں
پھر کے دل سے دوزخ سے اس بار

ہے جو شانِ جلال زوروں پر
انقلاب اب یہ ہے بروئے کار

ناز ہے ناریوں کو نوری پر
واہ رے جوشِ رحمتِ غفار

رحمتِ عام ہو گیا دوزخ
ناری ناجی ہوئے جو تھے فی النار

دوزخی لطفِ حق سے بھول گئے
وقنا ربنا عذاب النار

جوش پر آگئی جو رحمتِ حق
ہے جہنم خلیل کا گلزار

جو ہوئے ہیں وہ جیتے جیتوں سے
زندہ در گور ہم ہیں یا غفار

گر پئیں چائے گرم یا قہوہ
صاف تبرید کا کرے وہ کار

کرۂ زمہریر ہے حمام
صورتِ نور ہو گئی ہے نار

قطرہ گرتے ہیں مثل شبنم سرد
ہیں موج صبا میں اور ہیں بخار

دود لوبان سے ہے جو چھینک چھینک
آج نار دھواں ہے نہ الحار

جل جلاتا ہے پانی پانی ہو دل
غسل میت ہے غسل آخر کار

باہر آنے لگی جو سن سے ہوا
ہو گیا تیر سا جگر کے پار

پہنو ہر چند قاقم و سنجاب
مارے جاڑے کے ہے کپکپی بیکار

دن گذاریں اگر عذابوں سے
رات کا کٹنا سخت ہے دشوار

دھوپ کافور دن کو ہے دیکھو
شمع مہتاب شب کو ہے فی النار

سنگ مرمر ہے چاندنی کا فرش
پھول قالی کے بن گئے ہیں خار

شمع ٹھنڈک سے ٹھنڈی ہوتی ہے
شام سے صبح تک یہی ہے تار

جاڑا اسباب کو ہوا اکسیر
پارہ مقیاس میں ہے قائم نار

نہیں ملتا مزاج جاڑے کا
بارد اب ہو گئے مزاج حار

اولے مینہ کی جگہ برستے ہیں
ابرِ نیساں ہو جیسے گوہر بار

بجلی کا نون کی ہو گئی بجلی ۔ دامنی مین دمک نہین زنہار
نفس سرد اب ہے نفخۂ صور ۔ جاڑا محشر سے کم نہین زنہار
امرا کا ہے پشم پر جاڑا ۔ غربا کو نہین میسر تار
آہ سرد آہ منہ سے آئی ہے ۔ پیٹ دوزخ نہین ہے اب زنہار
سنہ مین ہو گئی روئی عنقا ۔ ہے یہ پنبہ کی گرمی بازار
لکھنؤ چھوڑ جائین جان بچے ۔ دیوین سرما کو آگرہ مین گذار
گھوڑا گاڑی مین کا بیفور کیا جاتین ۔ یہ سفر بھی سقر ہے اور دشوار
ترکی گھوڑون کی بھی تمام ہوئی ۔ اونکو جاڑے سے ہو گئی ہے کنار
خیر مر کر جو ریل تک پہونچین ۔ اور قسمت سے اوسمین ہون سوار
آگ گاڑی کا اب یہ عالم ہے ۔ نہین چلتی ہے ایک دم زنہار
بردسے یہ دھوین اوڑاتے ہین ۔ یک قلم شور و شر ہوا فی النار
آگ کی بجھ گئی طبیعت گرم ۔ چوب ہے سنگ سنگ ہے مردار
ہے غلط سنگ مین نہان آتش ۔ توڑ کر دیکھ لو تو ہوا قرار
لاٹ جو لالٹھی کا ہے دم سرد ۔ نور ہے صاف تھی جو پہلے نار
طور کی لن ترانیان دیکھین ۔ کہدو موسیٰ سے آپ ہون ہشیار
برق کی ہے جو سرد بازاری ۔ تار برقی کہین نہو بیکار +
دھونکنی پھو سکتے ہین آہنگر ۔ آگ کی جا ہے بھٹیون مین غبار
آگ کا اسقدر ہے اب توڑا ۔ نالی بندوق کی ہوئی ہے نار
جاڑے جاتے ہین جانور رنجک ۔ جنکا جا جا کے کھیلتے تھے شکار
چلّہ اب ہے کمان کا چلّہ ۔ نکلے گوشہ سے کیونکہ اب سوفار
جب سمندر کو آگ مین ڈھونڈا ۔ دیکھا عنقا اوسے و یا فی النار
شب برات آئی اب کے سر پہ ہین ۔ قحط آتش سے سب عبث ہین انار
جھاڑ اپنے سر تو اوس پہ ہے پھول گرے ۔ طور پر کو سے لے حل سے گئے دو چار

پایا نار خلیل کو بھی سرد — جا کے مالک سے پھر کیا اصرار
یہ وہان سے جواب صاف ملا — آگ ہے ایک انار و صد بیمار
مے ہے شیشہ مین بند مثل پری — پنبہ قاضی کی بن گئی دستار
ہو گئے نشۂ اب ہرن اونکے — جوش پے ورنہ روز رہتے تھے سرشار
اسم اعظم ہوسے معاذ اللہ — بلکہ عنقا ہوئی جہان مین نار
ہے تو کوئی نہین تپاتا ہے — اور مانگو تو آگ دین نہ اودھار
نقد جان خواہ نقد ایمان دو — بخششو لاکھہ اونکو یا دینار
مثل قارون دبا کے رکھی ہے — کم نہین زر سے آگ یا ستار
لاکھہ رگڑو دیا سلائی کو — بو ہے کافور کی سی اوسکے شرار
آب حیوان سے لکھین استعفا — خضر سمجھین لین جو آگ ہے درکار
گر رہی یونہین آگ ناپیدا — اور سردی کا گرم یون بازار
تو مقرر ہین اب کے جاڑے مین — پڑھ کے اسم جلالی ستار
دیکھیو سردی کو اب کی برسات مین — گرم تا کے بماند این بازار
گرمیان ساری شعلہ رویون کی — ہو گئین سرد کیسی یا غفار
آتشک کا مرض ہوا کافور — اور سوزاک بھی ہوا فی النار
آتشین رخ کا اب ہوا یہ رنگ — لالہ مرجھا سے جیسے بعد بہار
رکھتے ہین بردۂ قبا مین ہاتھہ — مثل موسے بغل مین لیل و نہار
مارسے جاڑے کے جبکہ یہ گت ہو — کہیے کیونکر بچائین ہین ستار
قافیہ تنگ ہے گو تیتون کا — گنگری ہے صدا کی اب تکرار
دم پریکا ہوا ہے اوڑنے سے — اپنو ناری تلک ہوسے بیزار
ساتھہ سایہ ہے اونکا دھوپ کی جا — زندگی کیون نہ ہو اونہین دشوار
مردم چشم کو ہے قید فرنگ — باہر آتی نہین نظر زنہار
صف مژگان نہین ہی چلمن سے — نہین ہوتی ہے اب نظر بھی دوچار

آنکھین ٹھہرائین سرد مہری کی
ہے ادا بگڑی رنگتِ رو فق ہے
مارے جاڑے کے اکڑی ٹھٹھری ہین
باغ مین ہو گئی صبا آندھی
گوشِ گل کر ہین غنچے ہین خاموش
کیا اداسی چمن مین چھائی ہے
ستیاناس ایسی سردی کا
بو ہوا ہو گئی ہے پھولون کی
ٹھہر آبِ روان پہ کیون نہ پڑین
وصل کا خاک یان سجھے نقشہ
پاؤن باہر نہین نکلتے ہین
آج گوشہ نشین وہ کافر ہین
ہین نہین قائل اونکی عصمت کا
اونکی خلقت مین ہے دل آزاری
کاٹتا ہے پلنگ مثلِ پلنگ
پہلوون مین ہزار ہون معشوق
بات بنتی نہین کوئی ہرگز
جی کی رہتی ہے جی مین ہی حسرت
سرد مہری سے عین ہجر ہے وصل
ٹھنڈ سے ہاتھ پاؤن لکڑی ہین
پاکبازی کا یہ رواج ہوا
اب تمیز کا نہین کچھ کام
حسرتِ وصلِ یار ہے سرد ہم

ڈور آنکھون کا ہے نظر کا تار
اور پریشان ہین گیسوِ خمدار
نہ مسی ہے نہ سرمہ ہے نہ سنگار
مرغ ترکِ چمن پہ ہین طیار
بند اب بلبلون کی ہے منقار
شاخ مین گل نہ نخل مین اثمار
اسنے گل کو بنایا صورتِ خار
شاخ گل مین نہ برگ ہے نہ بار
جم کے پتھر ہوئے ہین صاف نہار
آئے گلگشت کو نہ جب دلدار
بھولے کجرو سب اپنی اب رفتار
بیٹھا کرتے تھے جو سرِ بازار
ہین وہ بیچادری سے اب ناچار
پاس ہین لیک رات بھر بیکار
مائلِ خواب ہون جو وقتِ خمار
گرم ہوتی نہین بغل زنہار
تھرتھری ہے عجب دمِ گفتار
مارے جاڑے کی بات ہے دشوار
ایسی سردی پہ ہے خدا کی مار
کانپتا دل ہے ہر گھڑی ہر بار
معصیت کے رہے نہین آثار
کہدو رہنا ہے آپ کا بیکار
ٹھنڈی لیتے ہین سانس لیل و نہار

سرد مہری سے تیرے اے سرما — سو گئے بخت چشم ہے بیدار
تو بھی میرے لیے رقیب ہوا — دل مین حسرت ہو یاس ہو دلدار
خیر چلہ اگر گذر جائے — خیر سے اب کے آئے فصل بہار
سرد مہرون کو تونے مات کیا — مٹ گئی اونکی گرمی بازار
مین ترے حال سے نہین غافل — تو بھی میری طرف سے رہ ہشیار
زندگی قہر ہو گئی کمبخت — ایسے جاڑے سے توبہ استغفار
لعنت اس تیری سرد مہری پر — ہو گیا اب حلال بھی مردار
خوب گرمی مین تجھسے سمجھون گا — دیکھ کیسا تجھے بناؤن یار
تو بھی میری طرح سے اوموذی — جلکے گرما مین اب کے ہو فی النار
نام کو بھی نہو نشان باقی — سرد ہو تیری گرمی بازار

گرم صحبت ہو یار سے رعنا
عیش ہو صبح و شام لیل و نہار

مثنوی ناتمام

ہوا اس سال سردی سے جہان سرد — زمین و آسمان کون و مکان سرد
ہے اس درجہ فلک کی سرد مہری — زمین ٹھنڈی ہوئی ہے آسمان سرد
ہوا سردی کا ایسا گرم بازار — ہوئی گرمی بازار دکان سرد
فقط باقی ہے فکر گرم رعنا — گمان کرتے ہین لیکن بدگمان سرد

ظرافت یعنی ہجو ملیح عباسی پیر نابالغہ لکھنو

نفس امارہ مین ہے ولولۂ فعل حرام — اسلیے کرتے ہین مردان خدا اوسکو ملام
جو بشر ہے وہ نہین نفس کے شر سے خالی — حیف ہے پنجۂ ابلیس مین ہیں خاص و عام
وسوسہ جو ہے وہ اس نفس کا شیطانی ہے — سبکو معلوم ہے آغاز اور اوسکا انجام

دیدۂ عقل پہ غفلت کا پڑا ہے پردہ
نفس کے لوگ ہین در پردہ جو پوچھو تو غلام

قدر ابلیس فرشتہ سے سوا ہے توبہ
کم نہین جانتے ہین وحی سے اوسکے احکام

سارے نیرنگ اسی کے ہین خیال فاسد
خواب مین بھی یہی ابلیس کو کرتا ہے رام

پھر جو پوچھو تو کسوٹی ہے یہ انسانکے لیے
یہ نہوتا تو ملک کرتے نہ آدم کو سلام

فخر انسان کو اسی سے ہے ملک پر الحق
اشرف الخلق اسی وجہ سے بشر کا ہے نام

نفس ہوتا نہ اگر پھر تو ملک تھا انسان
آدمی دہر مین لی نفس کے ہے کا انعام

خاکساری سے جو نفس ہے مشتاق ملک ہے
بندۂ نفس ہے جو رکھتا ہے شیطان سے کام

الغرض ساری شرافت ہے جبھی انسان کی
نفس امّارہ کو اپنے جو کرے ضبط سے رام

خاص خاص ایسے بھی ہوتے ہین جہانمین اشخاص
عام جو لوگ ہین وہ نفس شقی کے ہین غلام

اونہین مخصوص جو پوچھو تو مین کرتا ہون فکر
قوم کسبی کی ہے اس فرقۂ بد مین بدنام

نفس ہے اونکی غذا نفس ہے اونکا ایمان
نفس ہے اونکا خدا نفس کی کسبی ہے رام

نفس کا پڑھتی ہین دن رات وہ کافر کلمہ
نفس سے اونکو سروکار ہے ہر صبح و شام

بندۂ نفس ہین اور نفس کی ہین پیر مرید
نفس امّارہ ہے پیر اونکا وہ اوسکی خدام

نفس آئے اونپہ سوار اور وہ ہین اوسکی مطیع
دست قدرت مین اسی نفس کی ہے اونکی لگام

کسب اوقات ہے اور فحش معیشت اونکی
اونکا پیشہ ہے جو ارذال (فرومایگان ۱۲) کو بھی ہے دشنام

ہین تو اس قدرت خالق کا ہون یارو مداح
کہ ولی کرتا ہے ابلیس کو رب علّام

تار سے نور کرے رات سے دن کو پیدا
یخرج الحی من المیت آیا ہے کلام

حق وہی کرتا ہے باطل سے یقیناً پیدا
روشن اسلام ہو چھا جائے جہان کفر و ظلام

خیر کی فرقۂ بیدین کو عطا ہو توفیق
ہو حلال اوسکی عنایات سے اکدم مین حرام

ہے یہ منکر کو یقین دیکھ کے عبّاسی کو
خیر کا شر مین ہوا دیکھیے کیسا ادغام

نام کسبی کا ہے خوبو سے مگر حورون کی
اور پری کہتی ہین دیوانی جنھین ہے سرسام

پر فرشتون کے جلین ہو نہ دعا اونکی قبول
التجا لاکھ کرین لین نہ کبھی اونکا سلام

آنکھ ہاروت کی تھی جسسے لڑی
تھی وہ زہرہ ہے یہان لی تو کوئی عشق کا نام

ناچ مجرے کی یہاں گرمیٔ بازار ہے بس
بات کھوٹی ہے کہ چلتی ہین فقط جام کے دام

دولتِ حسن لٹائی وہ لٹا دیتی ہے
مالزادی کو میسر ہو اگر ایک چھدام

قول ہاری ہوئی بیٹھی ہے یہاں دولتِ مفت
زر بنے ذرہ جو وہ ہاتہ مین لے اوسکو تھام

لائے گر نذر کو تو منہ وہین کالا ہو جائے
رونما کے لیے کچھ حاصلِ اقلیمِ سیام

جیبین آتا ہی نہین اوسکی گمانِ فاسد
پختہ مغز ایسی کہ ہین خواب خیالات حرام

غنچہ مرجھاتا ہے صرصر سے جہاں ہین جس تک
اوسکی نکہت سے معطر کہین ہوتی ہین مشام

سن چل و شمش ہے مگر ہے وہی عالم اب تک
جیسے غنچہ کا ہو محفوظ صبا سے اندام

ذکر کیا دخل کرے نام کو کچھ نفسِ نفیس
تل کے رکھنے کا نہ ہو نام کو جس جا پہ مقام

پاک نفس ایسی بھی دیکھی ہے کسی نے کسی
ہو خرابات مین اور نیک کرے خیر سے کام

تعزیہ داری شیعہ ہے مخیر بھی ہے
جان سے مال سے ہے عاشقِ شیدائی امام

ایک سے لاکھ تلک بخشش دیے لاکھون کو
مالزادی کو بھلا داد و دہش سے کیا کام

پیر فرتوت ہے فرزانش ہین خرد مین لقمان
عورتین گو کہ ہین نقصانِ خرد مین بدنام

بیسوا سے نہ دو عیار نہ مکارہ ہے
خلق ایسا کہ ہنود اور مسلمان ہین رام

ہے وہ بلقیس سلیمان کا ہے لیکن پایا
کسبیان اوسکے مقابل مین کنیزی کے دام

لکھنو مصر زلیخا ہے یہان عنقا ہی
خیر سے چاہ مین یوسف ہین مگر اوسکی غلام

سردمہری یہ جو آجائی تو دل کانپ اوٹھے
گر مجوسی مین دکھا جاتی ہے لطفِ حمام

اوسکے کوچہ کو جو عشاق حرم کہتے ہین
سر سے پھرتے ہین کفن باندھی بجائی احرام

حسن پردہ نشینِ خوبان ہے یہان تک مغرور
ہے زلیخائی مین یوسف کو نہ زنہار وہ دام

شاہبازِ نگہ ناز کو کر دے جو رہا
زندہ درگور ہوا اور گور مین ... بہرام

برشِ خنجرِ ابرو سے بچانا یارب
ننگی شمشیر ہے جسکا نہ غلاف اور نہ نیام

رشتۂ تارِ نظر سوزنِ مژگانِ پری
ہو میسر تو سیئے گھاؤ کو اوسکے حجام

مڑ کے دیکھا بھی نہ اوسنے کبھی ہدہد کیطرف
لاکھ لاکھ اوسکو سلیمان نے بھیجے پیغام

سال خوردہ ہوئی ہر چند وہ چشم بد دور
خورد سال اوسکو ابھی جانتے ہین خاص و عام

حسن پیری مین ہی آتش گل ہی اب جوبن پر
صبح کا پھولا ہوا آتا ہے جیسے سر شام

اب بھی سب مانتے ہین سیف زبان کا لوہا
کہنہ ہو کر نئی دکھلاتی ہے جوہر صمصام

جوبن آجاتا ہے ہر سال مین بی ماہ الجبین
جس طرح لائے صبا فصل بہاری کا پیام

آخر انسان کا ہوجاتا ہی پیری مین شباب
پیر فرمائیے ہوتی ہین کہین بھی اصنام

وہ نزاکت ہی کہ پھولون مین نہین تل سکتی
نکہت گل کو اگر سونگھی تو ہوجائے زکام

خواب مین بھی نہین آتا ہی کثافت کا خیال
کٹتے ہین لطف خدا داد سے ماہ و ایام

حور کی دوست نہ وہ یار فرشتہ خان کی
گرچہ عباسی مین عیاشی مین تجنیس ہی تام

جھوٹھ سمجھو نہین سچی ہی کمر بند کی وہ
نہ تو اوباش کی طالب ہی نہ عیاش سے کام

نہ تو کچھ عصمت بی بی کے بیہان سے چادر
غوش غلافون کی طرح بھی نہین گھر گھر بدنام

جھوٹھ طوفان غلط نام جو لے مرتی ہین
اپنی شیخی کے لیے رکھتی ہین اوس پر الزام

کس سلیقے کی ہی دیکھو تو نشست و برخاست
بیٹھنا ناز سے آفت ہی قیامت ہی قیام

کسبیان دانۂ تسبیح ہین رشتے سے شہر
ہے وہ ان دانۂ تسبیح مین جس طرح امام

جب کہ داروغۂ ارباب نشاط اوسکو کیا
کسبیان شہر کی تھین اوسکی کنیزین بیدام

دست بستہ اوسے سب نذر دیا کرتی تھین
صبح و شام اوسکو کیا کرتی تھین جھک جھک کے سلام

اب بھی سچ پوچھو تو اوسکا ہی وہی جاہ و جلال
روبرو اوسکے کوئی کر نہین سکتی ہی کلام

نام پاک اوسکا ہی وہ نام خدا اصل علی
قدسی اس نام پہ پڑھتی ہین درود اور سلام

بات ہی اوسکی نبات ایسی ہی شیرین سخنی
گالیان اوسکی ہین گلقند ہو دی شیرین کام

مردم دیدۂ عاشق کو یہی ہے قد بخت
خواب مین وصل کی ہو بھی سو نہ لائین ای نام

رقص کے سامنے پریگاس کو کیا رتبہ ہی
تان مین اوس کی کرشمہ گانی مین ممکن ہی کلام

ایسی باریک ہی گلا بانگ سے گلرو کی صدا
آشنا صورت سے ہوتی نہین گوش گلفام

رقص کا اوسکے یہ عالم ہی کہ دل لیتی ہین
ناز کہتا ہی کہ آہستہ مناسب ہی خرام

دیکھ پو چال یہ دیوانہ تماشا بین ہین
سایہ کرتا ہی درم رقص پری سے نکلے خرام

ناز کی پاؤن پہ سر رکھ کے یہ بولا اوٹھتی ہے
دیکھنا غش کہین آجائی نہ اوٹھتی ہے یہ گام

گانا سن پائی جو بس سنتی ہی سن ہو جائے
دل تڑپنے لگے رہ جائے کلیجے کو تھام

تان لیجاتی ہے جب تان کے کوئی ناگاہ
عرش اعظم کو فرشتے وہیں لیتے ہیں تھام

بھاؤ کا بھاؤ جو پوچھو تو بہت ارزان ہے
ایک کیا لاکھ دکھا دیتی ہے وہ سحر کلام

لب کسیوقت ہیں خندان کبھی آنکھیں گریان
شور تحسین ہے کہیں اور کہیں ہے کہرام

ناموری ایسی ہے وہ صورت و سیر میں آج
کلمہ پڑھتے ہیں سب ہند سے لیکر تا شام

یا الٰہی رہے دنیا میں یہی اوج و عروج
شب کٹے عیش میں ہوں اوسکی موافق ایام

آئینہ دار سکندر رہے ساقی جمشید
ہو ثریا جو صراحی تو ہلال اوسکا جام

عشق میں اوسکی پھنسیں طائر جان عالم
خال رخ دانہ ہو اور گیسوی مشکین ہو دام

بول بالا رہے آفاق میں عباسی کا
کلمہ دل سے پڑھیں ہند و مسلمان ہو رام

قافیہ تنگ نہ ہو جائے کہیں مدحت کا
ایک ہی نکتہ میں کرتا ہوں میں اوسکو اعلام

کر دیا ذکر فقط تذکرہ میں سنے بھی
مدحت و ذم سے مجھے ورنہ دلی کو کیا کام

جسکا مداح زمانہ ہو اوسے کیا پروا
گو مری مدح سرائی بھی ہو مشہور انام

طول مدحت سے کہیں ہو دل نازک نہ ملول
کلمۂ خیر پہ قصہ ہے قصیدیکا تمام

دوست آباد رہیں اوسکے عدو ہوں برباد
اونپہ لطف اپنے ہو یون سب میں اکرام

توسن ناز شب و روز رہے گرم عنان
جب تلک مہر میں ہے جنبش لیل و ایام

مدح ممدوح میں تب تک ہو قلم فرسائی
روشنائی سے ہوں جب تک کہ سیہ رو اقلام

سایۂ حضرت عباس ہو عباسی پہ
بہتر آغاز سے ہو دونوں جہانمیں انجام

حشر تک عباسی کا دیدار ندیکھا ہوگا
ہوگا دیدار [illegible] قیامت میں [illegible]

واہ کیا خوب لکھا تمنے قصیدہ رعنا
مدح و ذم صورت و معنی کا ہے [illegible]

ایضاً

آپ جیسے تھا ہزاروں میں ہوئے [illegible]
مدح میں ذم نہیں مداح کا ہرگز آئے [illegible]

زود رنجی سے مجھے آپ کی ہے استعجاب — ہے کہ ارباب نشاط آپ ہوں مغموم و حزین
جب کہ اک موت کا دن ایک ولادت کا ہے روز — کہ شادی کا ہے اس عمر دو روزہ پہ یقین
ذم یہ کچھ خانہ برانداز نہ تھی در پردہ — ہوتی ہے پردہ دری اوسکی جو ہو پردہ نشین
یار لوگوں نے فقط آپ کو بھڑکایا ہے — آگیا تمکو دراندازوں کے کہنے کا یقین
قدردان آپ جو ہوتیں تو مجھے ملتی داد — ہیں سخن سنج یہیں تو بہت کوئی سخن فہم نہیں
ہیں خوبی ہے قصیدے میں اگر بد تمہید — عرش سے رتبہ نہیں ہوتی ہے بلند اوسکی زمین
نقل امارہ میں ہے ولولۂ فعل حرام — اس قصیدے پہ چڑھی حاشیہ کیا خوب متین
فتنہ انگیز ہوئی راستی الحق ورنہ — تھی خوشامد نہ درآمد نہ خیان اور نہ جنین
خشک و تر پوچھو تو یوں آیا ہے قرآن میں بھی — رطب و یابس سے ہے معرا نہیں قرآن مبین
کوئی دنیا میں تر و خشک نہیں ہے بیکار — فائدہ آپکا دیتی ہے تیمم میں طین
کون بے عیب ہے جز ذات خدائے اکبر — چشم بد دور اگر رکھتی ہو چشم حق بین
حسن ظن سے جو کہو عیب تو ہو جائے ہنر — حسن کو قبح کہا کرتے ہیں لیکن بدبین
فرق فرقان کی بھی معنی و صورت میں کیا — اختلافات سے آرا کے ہوا برہم دین
جب کلام ازلی خطا کو ہے کلام حق میں — حرفگیری سخن بندہ میں کچھ بات نہیں
مدح جو کچھ ہے قصیدہ میں تمہاری ہے بس — تمکو تمہید سے تمثیل سے کیا کام نہیں
بے صفا چھوڑ گذر ہے جو عمل اسپہ نہیں — کس لیے آپ ہیں فرمائیے پھر اب غمگین
اور اسپر بھی نہو آپکا گر دور ملال — ضد سے لیجیے تنسیخ قصیدہ کے نہو کچھ تسکین
نسخ خدا نے کیے منسوخ صحائف اپنے — ہو نہیں تنسیخ پہ کب ایک قصیدے کی غمین
فیض روح القدس آخر ازلی ہے حاصل — وہ نہیں اور سہی اور سہی گر وہ نہیں
نخل کیوں مدح سرائی میں مجھے ہو یعنی — نہ مجھے کبر نہ نخوت ہے نہ پندار نہ کین
خلق خلقت میں ہے اور ربط مری عادت میں — خود پسندی ہے نہ خودرائی نہ ہوں خوش بین
دوست کا دوست ہوں اور یار ہوں یار شاطر — میرا دشمن نہیں زنہار جز ابلیس لعین
حرز جان ہے مجھے صورت تری او نام ہے ورد — تا دم نزع نہ بھولوں گا مثال یٰسین

حسن صورت سی بھلا آپ کے کب ہی انکار — حسن سیرت کا بھی سو جان سی ہی مجکو یقین

شکل وہ پاک کہ پڑھتی ہین درود اوسپہ ملک — سورۂ مصحف ایمان ہی پے صاحب دین

جعد کا نافہ تبت کے سے ہے سر مین سودا — چین پیشانی سے ہین لعبت چین چین بجبین

اوز مطلع ہی تری شان مین ای ماہ جبین — مطلع — جیسے جوزا مین کہین جمع ہون ماہ و پروین

رنگ گورا ہی بڑی آنکھہ سیہ چوٹی ہے — جنتی جو ہین سمجھتے ہین تجھے حور العین

تیری سفاکی سے مریخ نے مانگی ہے پناہ — قاتل ابرو نہین تیری ہین یہ ہین خنجر کین

طائر سدرہ کا منظور نظر ہو جو شکار — نگہ ناز تری اوسکے لیے ہو شاہین

ہے وہ شیرین سخنی جس پہ ٹپکتی ہی رال — چاٹتے لب ہین تری حسن کو شکر نمکین

تیرے جوبن کی بہار ایسی ہی ای رشک چمن — تنگ ہی دامن نظارۂ شوق گلچین

حسن سیرت جو کسی مین ہی تو صورت معلوم — اور صورت ہی تو سیرت کا کہین نام نہین

تیری اک ذات مین دو وصف ہین لیکن توام — سچ تو یہ ہی کہ نہین تجسا زمانے مین حسین

پیاری بد قد ہے تو جادی ہی بہت چیچک رو — کالی جیدر ہی تو اک ہونٹھ ہی بینگن کا نہین

ناز سندر کو عبث حسن دو روزہ پر ہے — ماہ سے کر تک شب تاب برابر ہے کہین

پوچھہ لے تجھسے ذرا لطف لطافت کو لطیف — سیکھہ لے تجھسے اسیر آ کے وقار و تمکین

نوک کی لیتی ہی پاپوش سے تیری بولن — جیٹھی گر گالی کی ہوتی ہے بھلا ہو کہین

رقص پر تیرے نثار کر گئی رفتار چکور — جو کڑی بھول گئی رم پہ ترے آہوی چین

تیرے گانے پہ مسیحا بھی ہے از خود رفتہ — محو قدسی ہین گرے ہاتہ سی زہرہ کے بین

شہر کی کسبیون مین تم ہو فقط لب لباب — بالیقین علت و آخر مین باقی ہیں

عیب بین عیب تری نام مین تب بتلاتا — جب کہ ہوتا نہ الف اور نہ تری نام مین

تو وہ عاقل ہے جسے کہتے ہین عقل فتین — طفل مکتب ہی ترے سامنے جبریل امین

تو فرشتہ کو جو چاہے تو ابھی چاہ جھکا دے — پاکبازی کی ترے دھوم ہے تا علیین

یوسف مصر زلیخا کا اگر تھا معشوق — تیرا عاشق ہے پری یوسف خیر آباد مین

تیسرے مطلع خوش آب کا جاری ہو جو ذکر — تشنہ کشتہ محبت و صلت کو ملے تسکین

شکل کا کوہ کے مانند وہ ہے تیری ہین شیرین | مطلع | کوہکن لایا تھا جس کوہ سے جوئے شیرین
سکہ تیرا یہی رہا اور رہیگا جاری | کسبیان شہر کی خاتم ہین تو تو اونکا نگین
ایک تو نے نکری بات تلک تارون سے | اور سرداریں نفر تک نہین کرتے نفرین
تو وہ ہے صاحب شوکت کہ کنیزین ہین تری | لیلی و زہرہ و بلقیس و زلیخا شیرین
تو وہ ہے غارتگر دین و ایمان عاشق | ہو ترے عشق مین برباد دل و دولت دین
[illegible] تو آنا مشکل | کوچہ تیرا در خیبر ہے تو گھر ہے خیبر
[illegible] تیرا نام [illegible] سی ہے | اسلیے شعر لکھے وصف مین تیرے رنگین
قصیدہ [illegible] | فلک الشمس ہے [illegible]
[illegible] شب تار ہے جبین مشکین | مطلع | کہکشان مانگ ہے سو بافت زری ہے سر دین
صبح اک اور ہوا قصد کہ ہو جاوے | آپ تھین پہلے قصیدی پہ [illegible]
شاباش آپ کو یہ مدح ہے تو راضی ہو | منتقل مدحت اول ہے برائے تحسین
رخ نہ بدلین گے صلہ کے لیے گر چہ مجھسے | چال مین آپ ہین شطرنج جہان کی فرزین
جب تلک نام ہے عنقا کا جہان مین باقی | تیر رہے تیرا پری بال ہما سے بالین
قلم عفو کھینچے تیرے معاصی پر صاف | بے اثر جائے نہ یارب یہ دعائے مسکین
تیرا ہو جائے سیہ نامہ اعمال سفید | کوئی پوچھے نہ تجھے روز قیامت آمین
انکسار آدمیون کو ہے بجائے معراج | پیر و مرشد کی ہے بندہ کو ہمیشہ تلقین
خاکساری ہو سمجھے تمکو مبارک نخوت | بوریا جائے مرے جاسے تو نگر قالین

ہجو ملیح حیدری سوم بعصای موسوی بفرمایش دوست لی ریا

حق نے جس مرد خدا کو ہے دیا خلق حسن | نسبت اشعث سے مقرر ہے وہ مومن بدظن
حیدر کو سانپ سے نسبت شعرا دیتے ہین | کم نہین رنگ مین کالے سے یہ حیدری پرفن
مرد کہ [illegible] رشد اکی جو بڑے | آستین کا ہے جب ہی سانپ یہ جانی دشمن
آیا قرآن مین ہے کید عظیم عورات | فہم کج رکھتی ہے اور نام ہے مردی کا زنان

حرف علت جو بڑھاؤ تو بنے لفظ زنا
زن مریدی نکری جو ہے وہی مرد خدا
جعدہ گر زن ہے تو مادہ ہے اوسکی جعدی
کالی کالی ہے وہ صورت کہ بھرا جسمین ہو زہر
لاکھ ظاہر مین زبان اوسکی ہو شیرین گویا
زہر خندہ ہے ہنسی جیسے جراحت پہ نمک
ہمنے منظور کیا قد ہے عصائے موسیٰ
مانگ سے صاف یہ پیدا ہو کہ ہو سانپ کی راہ
مار لپٹا ہوا بیٹھا ہے نہین یہ جوڑا
سامنے کالے کے جلتا نہین سنتی ہین چراغ
کجروی صاف ہو رفتار سے موذی کی عیان
دم فسونگر نے دیے ایک بھی منتر نہ چلا
مالزادی اوسے جو کہتی ہین کہتے ہین بجا
مار صورت مین ہو سیرت مین ہو شیطان کی پیر
اب یہ آفاق مین ہو قالب ہی مین عیان
جو کوئی مار گزیدہ ہے ڈرا کرتا ہے
زندگی شاق ہو عشاق ہین زندہ درگور
آتش عشق مین ناری سے کے جلے جان و جگر
چاک ہوتا نہ کبھی دامن یوسف ہیہات
کج ادائی ہمگی خاک مین ملجاتی آہ
نامبارک ہے قدم باد خزان کی صورت
اسکا افسون نہین دنیا مین بغیر لاحول
مرد کی دشمن و قاتل ہین بہر دو لعنت
قلب سے ناز ہے عادت سے عیان مکر و فن
دوست کا دوست ہو اور دشمن دین کا دشمن
جان کی وہ ہو تو ایمان کی یہ ہے دشمن
جسکا کاٹا نہ جیے یہ وہ بلا ہے ناگن
زہر مار اوسکا ہے تاثیر مین ہر ایک سخن
ہو وہ ضحاک کہ ہے جو اوسے زیب گردن
اژدھا ایک دم غیظ وہ جاتا ہو بن
بیٹھے سو بار لکیر اور نہ پاسے ناگن
کینچلی سانپ کے چھالے ہین تو گیسو ناگن
ماند ہے زلف کے آگے جب ہی وہ روشن
معتبر کیا ہے جو سوراخ مین سیدھا ہو چلن
کھیلتا ہی نہین وہ جسکو ڈسے یہ ناگن
یعنی ہے سانپ خزانہ کی یہ قوم کنجن
خلد مین آدم و حوا کا تھا جانی دشمن
اس سے لازم ہے حذر ہو یہ وہی اہرمن
اتفاقاً نظر آجائے اگر اوسکو رسن
سر پہ باندھی ہوی پھرتے ہین شب و روز کفن
خاک ہو جائے معاً ننگ و حیا کا خرمن
لوث سے پاک زلیخا کا جو ہوتا دامن
چال سیدھی نہین چلتا ہو مگر چرخ کہن
خاک اوڑ جائے اگر جا کے سیر چمن
توبہ تریاق ہو کیا ڈر جو وہ ہو توبہ شکن
بنت اشعث ہو وہ جعدہ تو ہو جعدی الفتن

قطعات روز کلان

یہ تہنیت اب ہے بعالم ایجاد　　جناب عیسیٰ مریم کا آج ہے میلاد
ہے سال خرمی و ماہ عیش و روز طرب　　فرح جہان مین ہر گھر جہانیان ہین شاد
فلک پہ رونق تازہ ہے خلد مین زینت　　زمین پہ گرم مسرت ہین آج سارے عباد
ہے آسمان چہارم عروج مین وہ گھر　　کہ جسمین حضرت عیسیٰ مسیح کی ہے یاد
اوسی وجود مقدس کا ہے یہ اک اعجاز　　پدر بغیر ہوئی ہے نہو کبھی اولاد
رہے نہ نام کو نام خدا کوئی ناکام　　یہ دن ہے یمن ولادت سے اونکے روز مراد
کرسمس ڈی کی دیتا ہے آپ کو رعنا　　خوشی سے شوق سے اور لطف سے مبارکباد

ایضاً

یہ عید کا دن کرسمس ڈی　　ہے روز سعید خیر سے آج
ہے یوم ولادت مسیحا　　آج اس سے ہے انبیا کو معراج
گرجا سے ہے بہتر کعبہ　　ذاکر نام خدا ہین محتاج
اہل قدس آپکو خوشی سے　　دین کیون نہ مبارک اے مہاراج
لیتے ہین خراج ارض سے آپ　　گردون سے لیا ہے آپ نے باج
اے مالک ملک و دولت و دین　　اے صاحب بخت و تخت و ہم تاج
اونکے ہے یہ داد و بخشش و جود　　کون آپکے عہد مین ہے محتاج
داعی کی یہی دعا ہے آمین　　قائم رہے تا بحشر یہ راج

ایضاً

وہ یوم اب ہے کرسمس ڈی کی　　جابجا عیش ہے سرور ہے آج
ہے جو روز ولادت عیسیٰ　　اور مہر فلک مین نور ہے آج

حور و غلمان ہین شاد جنت مین
جوش پر بادۂ طہور ہے آج

صرف نغمہ ارم مین ہین غلمان
خلد مین گرم رقص حور ہے آج

بھول جائے کلیم کو ارنی
شمع گر جاوہ شمع طور ہے آج

مشکلین ہر بشر کی آسان ہین
رحمت حضرت غفور ہے آج

مدح ممدوح سے تمہین رعنا
شاعری مین بڑا غرور ہے آج

قطعۂ تہنیت جشن دسہرہ مہاراجہ کپورتھلہ

جناب مہاراجہ رندھیر سنگھ
سر راجۂ راجگان جہان

سلامت رہین با جلال و حشم
فلک پر ہے انجم مین جب تک قران

عدو اونکے پامال ہون شاد دوست
رعیت خوش اور شفیق خاندان

دسہرا کا دن ہو ہر اک روز عیش
دیوانی ہون راتین باامن و امان

فلک عقد پروین کرے لا کے نذر
رہین تحت فرمان زمین و زمان

دسہرا جو ہے روز جشن و خوشی
نہ کیونکر ہون خوش اوسمین اہل جہان

خوشی سے نہو فرش کیونکر زمین
کہ پھولا سماتا نہین آسمان

خدایا ہے جب تک قیام زمین
مہاراجہ اوس پر رہین حکمران

ہے رعنا جو گرم صفیر دعا
ہما ہے کہ طوطی ہندوستان

قطعہ دیگر حسب استدعای اکبری مرحوم وقت آشتی گفتہ شد

دیوان با وقار امرنا تھ اکبری
نام خداست فرد بخلق و کمال علم

چشم فلک ندید چو رعنا بعالمی
مثلش کریم و مرد خدا با وقار و حلم

ایضاً

اکبر نگوتہ اکبری سے
ہے نام خدا جہان مین مشہور

لاہور سے ہے آبروئے پنجاب
اور اکبری آبروئے لاہور

دیگر

خاک پر آئے ملک جای فلک پیران
عشق اعجاز نہ دکھلاتا یہ کچھ بات نہ تھی

جذبۂ عشق مجازی سے زمین پر آیا
ورنہ ہاروت کی زہرہ سے ملاقات نہ تھی

لیگئی عشق حقیقی کی کشش گردون پر
ورنہ زہرہ مین کوئی ایسی کرامات نہ تھی

بشکایت سرما و طلب لباس گرم از تحویل میر صاحب

ہے اب کے برس یہ سرد مہری فلک
ہے صاف زمین برف سے مثل بلور

کس طرح نہ آفتاب ہو کوزۂ برف
چشمہ خورشید کا ہے یخ بستہ ضرور

سردی سے ہوا ہے زمہریر اب عالم
ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

ہے مہروشون مین سرد مہری نہ فقط
عشاق بھی ٹھنڈھی سانسین لیتے ہین ضرور

گرتا ہے کبھی جو آنکھ سے دانۂ اشک
ہوتا ہے مثال آبگینہ وہ چور

یخ صردم چشم پر ہوا قید فرنگ
نکلے در چشم سے نظر کیا مقدور

ناری بھی سبنے ہین ابتو نوری توبہ
ارنی پہ ہے شعلہ نار کا صورت نور

سردی سے یہ انقلاب دیکھا صدیون
دوزخ مین جنان سے تاپنے آئین حور

سردی سے خداپرست ہین زردشتی
آتے ہین شبانہ روز آتش کے حضور

چلہ مین ہین مچھلیان کہ یخ بستہ ہے
کرتی ہین پیادہ اب سمندر سے عبور

بجلی بھی جو گرتی ہے تو ٹھنڈھی ہوکر
مرطوب مزاج کیون نہون اب محرور

گوشہ مین کمان کے تیر ہین چلہ نشین
ہین خانۂ مور مین نہان سارے طیور

سمجھونگا مین اگلے سال تجکو سرما
خیر اسکے برس اور ہون زندہ درگور

گنجینہ اونی نہ اشتہ اسے سرما ہی ابھی
اے حضرت دل ہنوز دلی ہے دور

جب قطع ہوئی امید تب آخر کار
لکھا ہے یہ قطعہ مین نے ہوکر مجبور

اے میر اگر زیست ہے رعنا کی غرض
تو بھیجے جادر خت سنجاب و سمور

فی الحال یہ دورِ دختِ رز ہے تو بہ
نشۂ مین شراب کے ہین صوفی تاک چور

جو گوشہ گزین و خم نشین تھی وہ بھی
دیکھو سرِ بازار ہین سارے مخمور

دستار ہے قاضی کی گروے کی عوض
مینخواری کا اب جہان مین ہے یہ دستور

زاہد مسجد کو جانکر خم خانہ
ترجون کو خمِ شراب کہتے ہین حضور

سمجھے وہ عصا کو تاڑ لا حول و لا
اور دانۂ تسبیح کو تاکِ انگور

باران کی جگہ ہے اب تو بارانِ شراب
دیکھین رعنا خدا کو کیا ہے منظور

دیگر

خانِ عالی منش مصاحب خان
کرم و خلق و لطف عادت اوست

چہ عجب گر نواخت رعنا را
کار ہر کس بقدرِ ہمت اوست

دیگر

چو جم در جاہ و لقمان در خرد در عدل نوشیروان
بطالع چون سکندر در دلیری رستمِ دستان

بزر پاشی توئی حاتم بجان بخشی مسیحا دم
مثالِ خضر دریا دل بفیضِ عام چون باران

بلطف و خلق و عدل و عقل و جود و ہیبت و ہمت
نہ تنہا فخرِ کابل بلکہ فخرِ ہند و راجستان

الٰہی تا جہان باقیست تو ہم در جہان باشی
جہان باشد مثالِ جسم تو اندر تنش چون جان

بود در جود و پور دائم چو بختِ تختِ بنگاہ آئین
مجتبی خان بہادر پسرِ حاجی محمد خان

بختم وصف تضمین کرد رعنا مصرع سعدی
چہ غم قصرِ ریاست را کہ باشد چون تو پشتیبان

دیگر حالیہ سفر ماروار در ۱۸۶۵ء کہ از بی امنی راہ ناہموار در منازل عیسر آباد وغیرہ پیش آمدہ

حالِ رعنا مپرس ای منعم
کز اودہ چون بہ ماڑواڑ آمد

قائم اللیل ماند در شب ہا | روز ہا صائم النہار آمد

وصف پردلہ

کیا خوب یہ پردلہ ہے دیکھو زر کا | تلوار ہے بجلی تو وہ ہے ابر بہار
ہے پردلہ گر کمند تو اژدر تیغ | یا بنگی ہوا نظر گلی کا وہ ہار
ہے پردلہ یوسف کا کمر بند اگر | شمشیر دو دم ہے ذوالفقار کرار
تان کی کام مین زبان ہے گویا | ستیاغ مسکے پردلہ مین یا ہے تلوار

قطعات

افلاک کی ہے یہ سرد مہری | اکڑا ہوا پیر اور جوان ہے
یخ بستہ ہے صاف چشمۂ نور | کافور سا دھوپ کا نشان ہے

دیگر

کھینچی ہے کسی نے آہ سرد آہ | یا ہے کسی بت کی سرد مہری
سردی سے اکڑ گیا ہے عالم | اب ہوگئی زمہریر ہستی

دیگر

برسات مین جود و پور دیکھو | ہے باغ ارم حضور دیکھو
سب کر دیے تشنہ کام سیراب | دریا دلی حضور دیکھو

دیگر

تھا نظام الدولہ آگیا اب نظام الرای ہے | تھا ارسطو پہلے لیکن آج وہ لقمان ہوا
بندہ سے آزاد ہے محکوم سے حاکم نظام | پیشتر دیوان تھا اب صاحب دیوان ہوا

رباعیات

ہون خانہ نشین نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پیر
نے سعی و تلاش نے سفر اور نہ سیر
من و سلوا و مائدہ سے کیا کام نظام
دیتا ہے کریم رزق بے منت غیر

دیگر ہجو یہ بہلی

رستے مین پڑی جو کچھ مصیبت بہلی
سب بھول گیا سفر کی کلفت بہلی
کچھ پوچھیے نے عذاب تکلیف سفر
بہلی مین نہ ایک دن طبیعت بہلی

دیگر

ہمدم کی طرف سے نذر تمنا کو ہے
گو مشک نہین ہے مشک کی خوشبو ہے
کھانے کی عوض یہ ناشتا ہو مقبول
برفی ہے پیڑا ہے لو ز لڈو ہے

رسید خربزہ

جڑوان ہین خربزہ جو تمنے بھیجا
ہم پا گئے آپ کا دلی منصوبا
یہ وصل مجسم ہے پیام وصلت
یا نخل ملاقات مین پھل ہے آیا

ایضاً

دو پھل یہ جڑے ہوے مری جان نہین
یہ فال ہے نیک جسکا ہوتا ہے یقین
رعنا کو دکھائی شکل جمعیت خوب
یکجا ہین جمع مثل شکل پروین

رباعی

الفت نہ دلبرون سے نے رسم وراہ
نے سوے بتان مری بھٹکتی ہے نگاہ

توبہ کرے کے گا رعنا پھر عشق	لاحول و لا قوۃ الا باللہ

دیگر

مومن ہے تو ہو نہ تو کسی بت کا رام	کافر ہے تو کعبہ مین نہ باندہ اب احرام
ہے ستر حقیقت سے جو بہرہ رعنا	تو کعبہ سے رکھہ غرض نہ کچہ دیر سے کام

دیگر

اے قبر پرست قبر سے سود نہین	ہے خاک عباد کچہ یہ معبود نہین
کرتا ہے عبث سجدۂ تعظیم ولی	درگاہ درِ کعبۂ مقصود نہین

دیگر

ہے زلف رخ یار اگر شام محن	پیشانی ہے پر مراد کی صبح وطن
ہے سورۂ واللیل وہ جعد شکین	اور سورۂ والشمس ہے چہرہ روشن

دیگر

اس سال جہان برف سے ہی پر معمور	کشمیر سے ہے سوا ہر اک جا مشہور
بلّور کا تختہ ہے جہان اے رعنا	برسا نہین برف نور کا ہے یہ ظہور

دیگر

تا مد نظر ہے صاف مانند بلور	موسم خنک اور برف کا اوسپہ وفور
اللہ رے زمہریر بھی سرد کیا	اس چلّے مین کھینچین چلہ سورۂ نور

دیگر

ہے کوہ صری برف سے اب کوہ نور	تا مد نظر برف سے ہے مثل بلّور

آتش سکے دھوئین اوڑگئی تھرائی ہے	ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

دیگر

سیماب وہ سیم تن ہے چالاکی مین	ہمسر نہین اوسکا کوئی بیباکی مین
کیا حسن خداداد ہے ماشاء اللہ	کیا نور ہے اوسکے بدنِ خاکی مین

دیگر

تھا روے زمین پہ ہند باغ رضوان	اب جتنا کہ دہر ہے ہے تاراج خزان
اس سال تو غدر سے ہے درخاک وخون	اور سالگذشتہ مین رہے ہیضہ خان

رباعی ہجو یہ آگرہ

نے شام اودہ ہے نہ بنارس کی بہور	ہے آب وہوا سارے جہان کی آخور
اعداد سے آگرہ کے ہے گور عیان	رہنا بھی ہے آگرہ مین زندہ درگور

دیگر

کافر نہ رہے اب مسلمان ہوا	بعد اسلام اب کرستان ہوا
تا زیست رہا یون ہی رکابی مذہب	جتنے انسان ہوسے یہ شیطان ہوا

ہجو یہ کوہ آبو

ناساز ہے آبو کی اب ہسدرجہ ہوا	بیمار ہوا سو ہیچ اچھا نہ ہوا
گر جان بچی جان غنیمت ورنہ	موجود ہے دیکھو قلب آبو مین وبا

گلگشت باغ سکولاسی

برسات شباب پر ہے جولانی ہے	رو پڑتی ہے خوب آب جولانی ہے

ساؤن کی گھٹا سے لطف برسات بڑھا
گلگشت سے آقا ہین بجرائی ہے
نام تاریخ ۱۲۷۶

دیگر

بارش سے ہے مارواڑ مین عالم آب
دریا دل ہو کے بہ رہے ہین تالاب
فوارہ قلم ہے بحر ظلمات دوات
کاغذ آبی ہے حرف ہین نقش برآب

دیگر

کیا غم ہے جو ہوگئے محیط اسلام
ہوتے ہین شب تار سے پیدا ایام
ہے مردمک سیہ مین یہ نور نظر
یاکفر مین اسلام کا جلوہ ہے نظام

بر آمد کانہای تشخص شدہ در مارواڑ

ہر کس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت
چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
تحقیق بہ مارواڑ چون کرد نظام
سیم و مس و آہن و سرب از دریافت

ایضاً

آب حیوان بظلمت اسکندر یافت
جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوہ کہ برآید لیکن
اقبال نظام بین کہ کان زر یافت

دیگر

کیا اسلیے تو نا سمجھ اسکم سن ہین
سب سلیو غائب آپ رات اور دن ہین
رعنا سے جو راز دل نہین فرماتے
کیا خیر سے آپ بھی فرشتہ ہین

رباعی تبدیل تخلص خود

آغاز سخنوری مین مضطر تھا نام
رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام

ہے زیر نگین جو کشور نظم نواب ۔ نواب خطاب اور تخلص ہے نظام

۸۶ **شکریہ قطعہ دیوان صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر شاہ اودھ** ۱۷

اے وارث ملک و افسر و چتر و سریر ۔ اے کوکب برج فلک دولت و دین
دیوان حضور سے ہوا لطف مجھے ۔ آباد رہے خانۂ احسان آئین

دیگر

فقط گندم تلک تھا آب و دانہ ۔ نہیں تقدیر کی اس میں شکایت
ہوئی گندم نمائی جو فروشی ۔ یہی تھی آدم و حوا کی قسمت

شکایت

محنت بباد داد و عنایت زیاد رفت ۔ داد از تغافلش ہمہ کارم ز داد رفت
رعنا چو بگذری ہمہ آخر برابر است ۔ ناشاد رفتہ باش کہ زین دہر شاد رفت

قطعات بصنعت اشتقاق بنام مشفقی کرپا رام دیوان جموں کشمیر

اے دل برکت چو در جہان میخواہی ۔ کن ورد بہ اسم اعظم کرپا رام
تخلیص حروف نام کن بے تکرار ۔ پیدا است ازین لفظ مبارک از نام

دیگر

دیوان سخی ابن سخی کرپا رام ۔ مشہور شد از داد و سخاوت حاتم
از نام دو حرف اول و یک آخر ۔ دال آمدہ بر جود ہمین لفظ کرم

ایضاً

حقا کہ بنزکیش خدا داد آمد ۔ پیدا است کہ ہست محترم کرپا رام

سوگند ربار خوری ز نامش رعنا
مانند ز نقدم الف لبس اکرام

ایضاً

اعداد کہ شد چار صد و شصت و چہار
آحاد وہ ہیں چار دہ آید بہ شمار

دست غنیم مرا بود کرپا رام
پیداست ز چار دہ جو دید آخر کار

دیگر

خاک ہے ہر آدم خاکی کی یہ وجہ
تا رہے اوسکو ہمیشہ اصل کا اپنے خیال

پھر دوبارہ خاک ہو اسی کھلا عنا پہ راز
ہر زوالے را کمال و ہر کمالے را زوال

قطعہ پرکالۂ آتش بمقام آگرہ سنہ ۶۴ عیسوی
کہ در گرما آگرہ اسم باسمی آمدہ

سخت گرمی کی ہے گرما گرمی
آج عالم ہے جہنم سے سوا

چرخ نیلی کا طبق گلشن ہے
خاک بھوبھل سے نہیں کم ذرا

آب دریا نہیں تیزاب سے کم
آبلے ہیں کہ حباب دریا

سیپ چونا ہوئی ہے جل جل کر
آب موتی ہیں نہیں خاک ذرا

سیمیں آگ سے اب باد ہوئی
مشتعل یہ کرۂ نار ہوا

اسلیے خاک سیہ ہے تا رزن
جل گیا کشتہ ہے خزانہ سارا

سنگ پا گل سکے [illegible]
لینے ٹکسال میں جو تھا سکّا

[illegible]
اسقدر عام ہے منّ و سلوا

شورہ [illegible] آتش
کہ جلے جاتے ہیں ہم تحت ثری

شورہ گل سے یہ نکلا ہیں شرر
کہ ہر اک کوہ ہے طور سینا

ناریل پھل ہیں [illegible] لگا [illegible]
ہیں درخت آگ کے اشجار کی جا

چھوڑ دی نار پرستی آخر
ایک دل دوسرا دوزخ ہے شکم
جتنی باتیں ہیں جبلی اور کہی
انجروں سے تہ و بالا ہے بخار
کچھ نہ گایا کبھی دیپک کے بغیر
نظم بھی لکھیں تو لکھیں واسوخت
خاک پر ذرے فلک پر تارے
مہر ہے مہر تو تھا ہی مجمر
ماہ نو سے یہ نمایاں ہے صاف
پر فرشتوں کے جلے جاتے ہیں
ہے جو آتشکدہ دوزخ تو ضرور
پر سے اب لیتی ہے نیکی کا کام
خلد میں خشک پڑی ہیں نہریں
سرد خانے ہوئے سارے تمام
ڈھونڈتی پھرتی ہیں پانی حوریں
کھا گئے ماہ کو دلسوزی سے
موج کی جا نظر آتی ہے گرد
ریگ ماہی ہوئی ماہی بے آب
شعلہ رویوں کا عجب عالم ہے
تار برقی ہوئی تار گیسو
آگ ہیں طیش کے مارے گلرو
تل کے دانے کا نکلتا ہے تیل
دست دریا کو نہ جلائے کیونکر

سارے زردشتیوں میں شکر خدا
ایسا دو آتشہ دیکھا نہ سنا
یہ زباں ہے کہ زبانہ گویا
تپ زدہ جتنے ست ہیں ارض و سما
چرخ سے آئی جو گانے زہرا
واہ رے گرمی شب شعرا
کم شراروں سے نہیں صبح و مسا
ماہ مشعل ہے فلک گرم توا
چرخ ہے نعل در آتش گویا
کو بلا ہو گیا جل کر طوبا
دھونکنی صور ہے بجلی نفخا
نہیں ملتا ہے پری کو سایا
العطش کی ہے بہشتی کی صدا
برف خانے ہوئے مطبخ سے سوا
حوض کوثر میں نہیں اک قطرا
کبک سمجھی جو اوسے انگارا
خاک اوڑتی ہے جہاں تھا دریا
جوان بگولا ہے بھنور تھا جس جا
ہے لب آتش کا ہر اک پرکالا
کان میں ہو گئی بجلی شعلا
لال گرمی سے ہوا رخسارا
جا سے روغن سے پسینا گویا
آتش مشتعل رنگ حنا

کیسی بے لطف ہے گرما گرمی
قدر عشاق ہے معشوقوں کو
آتشیں رخ سے بھڑک اوٹھتا ہے
ایسی گرمی میں کہیں ممکن ہے
تاب کیا ہے جو کریں شعلہ رو
گرم جوشی کریں کیونکر عشاق
نفس گرم تو ہے گرم دھوان
ہے نسیم سحری باد سموم
آگرہ میں نہیں رہنا بہتر

دیگر قطعہ حالیہ مشعر صنعت

ہے عیاں تکبیر اور تحسین سے رعنا کی صفت
جو منافق ہیں مقرر اونسی میں عیار ہوں
خاکساری آب و گل ہیں ہم بنام بوتراب
امتحان نیک و بد کو سنگ اسود ہی محک
اور اگر رعنا کے معنی میں کسیکو ہو کلام
مجھکو خود اقرار ہے لاریب جن مردود ہیں
آئینہ ہے الغرض انسان انسانکے لیے
ورنہ من آنم کہ من دانم جو پوچھو تو بس
نام مرداں علیخان ہے اور آتا ہیں مرے
ہاتھ میں میری جو کلاک امتحان یوں جسطرح
قول میرا فعل ہے اور فعل میرا قول ہے
لفظ میں اور قول میں میرا بہ تحقیق نہ کا ہے فرق

آبرو دنیا مین ہو ایمان عقبیٰ مین رہے
بس یہی ہے دولتِ دارین کافی کردگار

شکریہ شبیہ موصولہ

صورت کی ہے نواب کی وہ صورتِ پاک
جسنے دیکھا یہی کہا صلِّ علیٰ

بشرہ سے عیان ہے آئینۂ رحمتِ حق
ہے سورۂ یوسف کا بعینہ نقشا

خطِ آیۂ سجدہ ہے جو پیشانی پر
سجدہ کرتے ہین اوسکو سب اہلِ صفا

والشمس ہے والقمر ہے سب کی نزدیک
اخلاص سے ہاتف نے کہا صلِّ علیٰ

لیئے ہے مجاز بھی حقیقت دراصل
ہے عین مناسب جو کہون ظلِ خدا

مصداق تھا یوسفِ ثانی کا مین
اب مصحفِ رو کا مجکو دیدار ہوا

جسوقت مرقع وہ صورت رکھی
سب بولے ہوئے اہلِ کتاب اپنا

دیگر جشن نشرہ

بزمِ عالم مین ہے عجب رونق
جشن گھر گھر ہے عیش ہے ہر جا

مادرِ دہر شاد شاد ہے آج
پیرِ گردون پہ ہے شباب آیا

ہے نظیرِ حسن کا نشرہ آج
برکت نے یہ روز دکھلایا

بزم مین رات تھا وہ صدر نشین
جمع تھے لکھنؤ کے سب امرا

کہا رعنا نے دیکھ کر محفل
رفعتِ شانِ جشن صلِّ علیٰ

دیگر

مہاراج الور ہین شیودان سنگھ
وہ ہین فخرِ راجہائے ہندوستان

سخاوت مین وہ حاتمِ وقت ہین
شجاعت مین ہین رستمِ داستان

مہاراج میراث اجداد مین
خدا داد ہے عدل نوشیروان

بڑی سیر چشم اور عالی ہمم
شریف و ہنر مند کے قدردان

سکندر پہ شوکت میں جم جاہ میں | سہے اقبال جم اور وہ اوسکے جان
وہ ہمپایۂ صاحب تخت ہیں | رہے ہے قوت بازوئے خسروان
کرشن اور اندر ہیں وہ بزم میں | مہادیو تا رزم میں پہلوان

تاریخات اقسام

تہنیت جشن شادی سرمہاراجہ پٹیالہ کہ بعد شادی چیچک عارض شدہ غسل فرمودند

سرکار کی شادی کی نہ کیونکر ہو دھوم | شاہانہ تجمل تھا نہیں شبہہ و شک
تھا ایک جہان محو تماشا ہر سو | انسان کا کیا ذکر ہے تا جن و ملک
نوشاہ کی شادی کا یہ عالم دیکھا | تھا محو جمال چشم انجم سے فلک
مشتاق تھے دریا میں ہر اک چشم حباب | جھپکی نہیں گلزار میں نرگس کی پلک
لیلی محمل سے اور محمل سے شیرین | خلوت سے نکل آئی زلیخا در تک
اشتر سے جذب شوق دیا نوشاہ | آ بیٹھی ہے زہرہ بھی لب بام فلک
دیکھی ہے لگاکر سہرا شادی کی | پیر گردون نے ماہ و خور کی عینک
تھا غلغلۂ عیش کا جو عالم میں | چشم بد دور از سما تا بسمک
دیکھے ہے نظر چشم ہر اک سہرا [illegible] | دیدار کی خاطر نکل آئی چیچک
ریختا سے برائے فال غسل صحت | سلیم بولا فراغ بے شبہہ و شک
۱۲۸۱ھ

دیگر

آیتہ [illegible] | یا بباغ جہان رسید بہار
شخص [illegible] باز [illegible] | شاخ گل شد بیاز گل بے خار
چو گہر گشتہ باز [illegible] | ابر نیسان چو گشت گوہر بار

بدر آمد ز ابر بدر منیر
مہر تابان ز مطلع الانوار
پئے معراج سوئے عرش عظیم
گوئیا رفت احمد مختار
ز احمد آباد آمده اینک
ہمچنان با عروج عز و وقار
میرزا صاحب محمد خان
نائب جود بود از سرکار
شاد را ماند این چنین دستور
مخزن ہیبت و ولایت و دربار
مخزن عدل و داد و خلق حسن
معدن عقل رحمت و ہشیار
نام حاتم شد از سخائش سطحی
شد گدا ہم بعہد او زردار
تا جہان ہست در جہان باشد
این چنین مرد با خدا دیندار
سال تاریخ گفت ملہم غیب
دو و ہشتاد و ہم دو صد بہ ہزار
۱۲۸۲ھ

قطعہ دیگر در شان مہاراجہ

کہوں اونکو گر میں عالم فروز
تو ظاہر میں اشمس سے ہے مہربان
کہ ہے ہاتھ میں اونکے میزان عدل
عدالت سے ہین روز وہ حکمران
ہین یہ صلح کل جنکے ثناگر مدام
ہنود اور مسلمان ہین باصد زبان
بدل حق سے کرتا ہے رعنا دعا
مہاراج ذیجاہ کا مدح خوان
رہین تا قیامت وہ فرمانروا
بزیر نگین ہون زمین و زمان
رعیت ہو شاد اور آباد ملک
سلامت ہین جب تک کہ ہین آسمان
وہ عقل اور فرہنگ مین پیر ہین
مگر بخت اور عمر مین ہین جوان
عدالت سخاوت شجاعت مین آج
وہ ہین فخر اسلاف ہم خاندان
چرا تا ہے اب گلہ گوسفند
فقط رعب سے اونکے شیر ژیان
وہ نام خدا ایسے ہین نامور
کہ نام آور اونکے ہین نام و نشان

دیگر

جگت گرو اسواسطے کرتے ہین برہمن سجدہ
پتلا آدم کا ہوا روز ازل مین مسجود

سجدہ آدم کا ادا سیطا فرشتون نے کیا
ورنہ انسان کا انسان کہین ہی معبود

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود در ایام وبای ہیضہ سنہ ۱۲۹۳ھ مقام لکھنؤ جسکے بعد بعالم رویا بشارت صادقہ سلامتی ہوئی

دور دورا ہے وبا کا گھر گھر
شہر آشوب ہے ہیضہ ہر جا

ہیضہ حد درجہ ہوا عالم گیر
اس سے ہے قحط رجال اب گویا

خاک مردہ ہو بدست زندہ
جان سے ہاتھ جہان نے دھویا

عشق کو بھول گئے عاشق زار
لاے جانون کے پڑی ہین بخدا

جان سے تنگ آگئی ہین جانان جہان
غم جان یاد ہے بھولے غمزا

سانس کیا لیجیے دم رکتا ہے
متعفن ہوئی اس درجہ ہوا

مادّہ کا ہے نہ موسم کا فتور
عمل زشت سے پھیلی ہے وبا

معصیت سے جو ہو توبہ تو ابھی
سایہ کی طرح پلٹ جاے قضا

اب بھی غفلت سے ہے تو میرا ہی سلام
آپ کردار کی پاؤ گے سزا

زندگی خواب ہوئی عمر خیال
عافیت اور ہے خیر اب عنقا

شہر مین شہر خموشان سارے
خوب آباد ہوا ملک بقا

زندہ درگور ہین اتنا مقصد
ملک الموت کا یہ ہے دھڑکا

پاؤن لٹکاے ہوئے بیٹھے ہین
قبر مین تابع تسلیم و رضا

ملک الموت بھی جاتا ہے سہم
پاس آتے ہوے ڈرتی ہی قضا

اب حسابون سے بھی منکر ہی نکیر
غرق ہے خواب عدم مین ہوتا

کوشش زور نالہ و شیون ہے آہ
ماتم عام ہے گھر گھر برپا

سہل مرنا ہوا جینا مشکل
کیا قیامت ہے یہ رب دوسرا

رحم اے ہیضہ بس اے عزرائیل
ہے خدا سے یہ کیا قہر خدا

کام تیزاب کا کرتا ہے گلاب
زہر مہرہ سے ہے ہلاہل سے سوا

نار جل اور لگاتا ہے آگ
قادر زہرا و سپیہ معین صفرا

خطرۂ جان ہوں نکیوں نیم حکیم
نام کو بھی نہیں ہوتی ہے شفا

تھا مسیحائی کا دعوے اونہیں
عیسے دم دیتے ہیں ترسا ترسا

خضر لاتے ہیں جواب حیوان
کارگر خاک نہیں ہے اصلا

سنتے نہیں تھوکتے ہیں جنپر یہ
تف ہے اس ہیضہ پہ لاحول ولا

دست و قے ہو گئے پیغام اجل
پیٹ چلتے ہی مریض آپ چلا

یون بھی مرنا ہے مسلم یارو
پیشیں از مرگ ہے کیون واویلا

ہم کفن باندھے ہوئے بیٹھے ہیں
شوق سے آئے جو آتی ہے قضا

مرگ انبوہ نہیں جشن سے کم
گرچہ ہے مرگ مفاجات وبا

وصل سے لاکھ غنیمت ہے وصال
موت آجائے تو ہے شکر خدا

جینا عزت سے با ایمان مرنا
ہے یہی عمر ابد صل علی

ورنہ بے اسکے تو جینا ہے ہیچ
خاک جینے پہ ہے لاحول ولا

موت کی دیکھ کے گرما گرمی
اپنے مرنے پہ نصیب اعدا

تھا غرض حفظ تقدم مجکو
تا نہ تکلیف اوٹھائیں شعرا

بے کم و کاست لکھی یہ تاریخ
موت مردان علیخان رعنا
۱۸۹۴ع

دیگر

پڑا اکر دیوان میں شور رعنا
معاصی کا ہوا میرے یہ طومار

سیہ نامہ کا جب دیکھا سیاہہ
ہوئی اک لوح محفوظ اور بیکار

فرشتے آئے یان تک تنگ آخر
کہ لکھتے لکھتے سمجھے اوسکو بیگار

گنہ جب اسقدر میں نے کیے ہیں
ہوا مشہور جب سے میں گنہگار

تو میری مغفرت پھر کیوں ہی مشکل
حضور کبریا ہے جو کہ غفار

کرے جب محو خط سے میری عصیان
تو ہے حرف غلط وہ آخر کار

چھپا لیگا وہ داماں کرم میں — کہ ہے نام خدا نام اوسکا ستار
غم عصیاں نہیں اس سے کہ وہ ہے — گناہ آمرز رندان قدح خوار

قطعہ بنام مشفقی شیخ داؤد صاحب

ماشاء اللہ واہ چشم بد دور — کیا مجمع اوصاف ہے حضرت کا وجود
یعقوب کی الفت ہے جمال یوسف — ایوب کا صبر ہے سلیمان کا جود
موسیٰ کی جفاکشی ہے اعجاز مسیح — سن خضر کا ہے نوح کا حلم محمود
فولاد کے دل ہیں آپ سے موم — ہے خلق محمدی تو نام داؤد

تاریخات

قطعہ وفات ابوظفر بہادر شاہ معزول شاہ دہلی مقیم رنگون خاتم السلاطین چغتیہ تیموریہ

مپرس احوال این دنیا که چون ست — فنا باشد همه آغاز و انجام
بجز چرخ نیلگون رنگ وفا نیست — تهی چون شیشه وارژون صورت جام
کجا اسکندر و جمشید دارا — کجا اسفندیار و رستم و سام
بجز از نیک و بد باقیست نامی — کسی ماند ز نیک و هم ز بد نام
غنیمت دان دو روز عمر نادان — بسر گردت گرت با عیش و آرام
شه تیمور چنگیزی ز ترکان — شنیدستی که بودش عالمی رام
همه در سایه صیت جلالش — ز چین تا هند بود از روم تا شام
چه هندو هندوان بودند درامش — همه ترسا و گبر و اهل اسلام
سمند شاهی او در رهم شد — زده در هفتصد و هفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا ابوظفر ختم — بهند آمد شمار بست و یک نام
شمار سال عمر سلطنت گشت — ازین رو پنجصد ای نیک فرجام
ز ابراهیم لودی باز چون کرد — ظهیر الدین بابر هند را رام

هزار و پانصد و بیست و شش ز سال مسیح — چه سال از سال عیسی بود هنگام
غرض صد صد سی و یک سال دیگر — شمار کامرانی شد ز ایام
بعهد شاه عالم عهد شاهی — بعهد کمپنی چون کرد ادغام
هزار و یکصد و هفتاد و سه بود ۱۱۷۳ — ز هجرت آنکه آمد سال اسلام
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم — نشان باقی و از شاهی فقط نام
چو گشت غدر شد سر منبر از جور — رسید از دست اهل غدر آلام
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود ۱۲۷۳ — که گشته از بغاوت شاه بدنام
پس از یک سال شاه انگلستان — گرفت از کمپنی احکام حکام
هنوز آن شاه شاهان حکمران است — که حکمش باد در هر ملک تا دام
بگیر آمد بهادر شه چو در رزم — به رنگون رفت آخر با صد آلام
بعجب شور شد شوریده آخر — شده آغاز شورش را چه انجام
گرت داگوش فهم و چشم بیناست — شنو نظم و ببین احوال ناکام
من از آن روز دانستم که آخر — بود در دهر خورشید لب بام
شده طالع ز مغرب شد بمشرق — شود روز شهی را زود تر شام
مقام ترس و جای خوف و بیم است — که آغاز آن بود این باشد انجام
من و تو هر دو را کار از قضا است — دگر خواب و خیالات است و اوهام
دگر مهر و شش است رعنا که آمد — ز نجم شوم شور رنج و آلام
چه در رنگون شه بیکس قضا کرد — بهادر شاه غازی بوظفر نام
۱۲۷۹ھ

دیگر

شه بیکس چو رفت از دنیا — بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دست را خالی — گفت تاریخ او غزال ارم
۱۲۷۹ھ

دیگر

بہادر شاہ چون سوے ارم رفت — کہ بر او نام شاہی راست اتمام
پئے فوتِ بہادر شاہ غازی — چنین رعنا رقم زد خلد خدام
۱۲۷۹ھ

دیگر

رفت از دہلی سوی رنگون چو شاہ بوظفر — شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون بسوی خلد برین — گفت رعنا سالِ فوتِ او کہ مشرق بابِ خلد
۱۲۷۹ھ

دیگر

دار فانی مقام عبرت ہے — کیا کوئی اوس سے آہ دلکو لگاسے
شاہ بیکس سگئے جو دنیا سے — کہا رعنا نے رخت باندھا ہاسے
۱۲۷۹ھ

بجواب نذر محمود نامہ بخط ناخن جلی

مصطفٰے را ید بیضاست وزین صنعت اغر — بے قلم سکشد از ناخن خود صورت کن
گفت رعنا کہ عجب نامۂ محمود نوشت — ناخنِ عقدہ کشا خوب بخطِ ناخن

تہنیت ولادت فرزند مرزا حاجی محمد خان مرحوم کہ دوستنا۔ ہمراہ سابان ولازمہ چھٹی فرستادہ شد در ۱۲۹۳ھ ع

مژدہ ای دل راحتِ جانِ جہان پیدا ہوا — شاد ای جان قوتِ روح و روان پیدا ہوا
پیر گردون تو بلا گردان ہی ہر شام و سحر — مادرِ گیتی ہے قربان وہ جوان پیدا ہوا
کیون نہو فرطِ خوشی سے آج گھر گھر دھوم دھام — خیر مقدم رونق ہندوستان پیدا ہوا
نقدِ ایمان کا نہین ہی سالکون کو دغدغہ — کشتیِ اسلام کا وہ دیدبان پیدا ہوا

مطلعِ امید سے طالع ہوا ماہِ مراد
بنتِ مہر برجِ شرف اے مہربان پیدا ہوا

اے زلیخا سے تمنا رکھتو تیرے دن پھرے
جسمین یوسف تھا ترا وہ کاروان پیدا ہوا

نقدِ انجم کر دیا افلاک نے بالکل نثار
جو خزانہ جسکی زمین مین تھا نہان پیدا ہوا

بزمِ عالم مین جو شورِ تہنیت ہے ہمنشین
کون مہمان نواز و میزبان پیدا ہوا

عرش و کرسی سے زمین کا بڑھ گیا ہے اوج
افتخارِ رفعتِ ہفت آسمان پیدا ہوا

نکہتِ بستانِ رحمت نوبہارِ باغِ خلد
ثمرۂ نخلِ حیاتِ جاودان پیدا ہوا

ہمصفیر و گلشنِ ایجاد مین آئی بہار
دھوم ہے باغِ جہان کا باغبان پیدا ہوا

دیو بندی سنگی پریان کنیزین ہو گئین
کون اسے آصفِ سلیمانِ زمان پیدا ہوا

تشنۂ آبِ بقا کو مژدۂ عمرِ ابد
چشمۂ حیوان سے وہ آبِ روان پیدا ہوا

طوطیٔ ہندوستان کا بند ہے اب ناطقہ
بلبلِ شیراز گویا خوش بیان پیدا ہوا

آیۂ رحمت کا ہے نامِ خدا شانِ نزول
افتخارِ امتِ فخرِ جہان پیدا ہوا

حاتم ابن حاتمِ ثانی سخی ابنِ سخی
چارہ سازِ زمرۂ بیچارگان پیدا ہوا

قوتِ جان و دلِ مشتاق مہرِ والدین
طاقتِ روح و روانِ انس و جان پیدا ہوا

صبحدم جیسے سپیدہ ہو سحر کا نوربار
غازۂ روے زمین و آسمان پیدا ہوا

عدل کا پلہ نہ کیون بھاری ہوا انصاف ع
طالعِ میزان مین وہ نوشیروان پیدا ہوا

گوہرِ مقصود سے درجِ تمنا بھر لیے
قسمتِ دایہ سے ابرِ درفشان پیدا ہوا

میرزا حاجی محمد خان مبارک نورِ عین
دیکھیے چشم و چراغِ خانمان پیدا ہوا

نامور ہین آپ پر اب نامِ نامی آپ کا
تا ابد باقی رہیگا وہ نشان پیدا ہوا

صاحبِ اقبال و بخت و ثروت و جاہ و حشم
نامور ممتاز و فخرِ خاندان پیدا ہوا

تاریخِ سالِ ولادت کا جہان مین امتیاز
کہہ دلا ممتاز عبد اللہ خان پیدا ہوا
۱۲۸۱ھ

سالگرہ کوہ نور تہنیت تاریخ سنہ [illegible]

کوہ نور اختیار عمر او دراز
تا ابد باد الٰہی برقرار

کوه ذریکبین و نور اندر صفا
لوح محفوظ است لوح روشنش
چشم بد دور زان سویدای خطش
از سطور و نیز از بین السطور
مخبرش گشته چو جبریل امین
سنگ را در از طور سینا ساختند
دستکاران دست قدرت یافتند
طبع عالم را ازین مطبوع گشت
ساکن شد از مهر آن یوسف مدام
عاملان را گشت دستور العمل
مجلس مینو نسیل را رهنما
هست گورنمنت را بس خیرخواه
سکند تسخیر عالم گیر او
شد جهانی بنده احسان او
در وغا بر اهل ذمت سر قوی
شد مقابل هر که از خیره سری
آن ز رشکش میخورد خون جگر
ذم اگر فرسود کار بند گرد
سطوتش ملک جهان را در گرفت
از خریداران اخبار [illegible]
در شمار از سند و از پنجاب هم
لیک من در حقش ای بو العجب
آبروی پنجاب را بر خوان مرا

زین سبب شد با سیم نور بار
خط تقدیر است خط مشکبار
شهر هم چشم بصیر روزگار
آشکارا صورت لیل و نهار
در خبر آمد … سلم اخبار
زین سپید و هم سیه را شد عیار
کار را بشنید چو بنیاد استوار
شاد بادا نغمه چو طبعش بهر دوار
هر زلیخا سی تمنا انتظار
خسروان را هست چون آئین بکار
حاکمان عهد را هم خضر وار
هم رعایا را امیان و دل نثار
شرط ایشان … واقع را اشکار
یاور و یارش شده هر شهریار
در وفا لاهوریان را یار غار
رو بند آورد از سر اختر دمار
وان دگر سر در گریبان سوگوار
مدح گر بنوشت اعزو دافتخار
هیبتش را شد بعالم اشتهار
تا ابد هرگز نیاید در شمار
شاعران را وصف او باشد شعار
از ادم محسود هر ملک و دیار
خطه هندوستان را افتخار

نورا و بادا سنور اسے کریم ‌‌‌ ‌ ‌ کوہ باشد بر زمین تا برقرار

بخت و اقبال ست چون عمرش دراز ‌ ‌ ‌ روز افزون ست تا روز شمار

سال نو ہر سال نیکو میرسد ‌ ‌ ‌ در چمن تازہ چو ایام بہار

رنگ گل در دیدۂ احباب باد ‌ ‌ ‌ سخت در چشم حسودان نوک خار

گفت رعنا سال نو از عیسوی ‌ ‌ ‌ یک ہزار و ہشتصد شصت و چہار

طرح سازم گر ازین مصرع فقط ‌ ‌ ‌ باشد از سال مسیحی یادگار

قطعۂ تاریخ اودہ اخبار سنہ ۱۸۶۴ع

مژدہ اے ناظرین با تمکین ‌ ‌ ‌ خورمی کے جہان مین ہین آثار

ہے اب آغاز سال نو یعنے ‌ ‌ ‌ ہشتصد و یک ہزار و شصت و چہار

گلشن دہر رنگ لایا ہے ‌ ‌ ‌ کیسی دلکش چلی ہے باد بہار

ہر روش ہے گلون پہ اک جوبن ‌ ‌ ‌ گرم نغمہ ہے ہر چمن مین ہزار

نہر آب روان بعینہ ہے ‌ ‌ ‌ جیسے گلزار خلد مین انہار

چشم بد دور ایسی رونق ہے ‌ ‌ ‌ چشم رضوان مین رشک سے ہے خار

پھول پھولا نہین سماتا ہے ‌ ‌ ‌ گل سے لیتا ہے نوک کی ہر خار

آتش رشک سے جلا لالہ ‌ ‌ ‌ وقنا ربنا عذاب النار

رونق باغ عالم امکان ‌ ‌ ‌ ہے مگر صدقۂ اودہ اخبار

روشنائی ہے اوسکے حرفون کی ‌ ‌ ‌ سرمۂ دیدۂ اولو الابصار

صورت دہر کا مرقع ہے ‌ ‌ ‌ جس سے عالم کے ہین عیان اسرار

صفحہ آئینۂ سکندر ہے ‌ ‌ ‌ جام جمشید ہے اودہ اخبار

اسقدر اوسکی ہے خریداری ‌ ‌ ‌ گویا یک انار و صد بیمار

ہین خریدار لاکھہ یوسف سے ‌ ‌ ‌ مصر تک ہے یہ گرمی بازار

ہے ششش و پنج مین مہندس عقل ‌ ‌ ‌ کچہ خریدارون کا نہین ہے شمار

مہر تاریخ سال نو شعبہ بنا — شوق کرتی ہے تجھے استفسار
سبکہ ہم رستے ہیں نسال سخن — لکھ دیا خدمت اودھ اخبار

تاریخ نواب خاص محل صاحبہ بیگم شاہ اودھ تعمیہ داخلی خانم

خواستم سال ہجری از نواب — عالمش خواندہ است خاص محل
گفت ہاتف بگو درا عالم — تا کہ اعداد او شود اکمل
بحر جود و سخا و لطف و کرم — کان حلم و حیا و علم و عمل
سنگ محراب و خاک درگاہش — پارس کیمیاست ضرب مثل
چون بعالم شخاصش عالم — گشت مشہور آخر و اول
علم از عین عالمست عیان — الف از نام احمد مرسل
لام ہمشیں چو لا و بالی نیست — کہ باقرار اوست لیت و لعل
میم یعنی محبت مولے ست — صلح کل با جمیع دین و ملل
نام ثانی مخدرہ عظمی — وہ ہیچ نام خدا ز روز ازل
ست و نامش معنی گرے شود — وہ بینی از گلاب و از صندل
کہ وہ ہم دستہ این عروس رعنا — کہ بخوانم دگر بوصف غزل

تاریخ نام نامی تعمیہ داخلی لفظ جدا

نام نامی کہ جس کی ایک تاریخ — نقش خاطر ہے مجکو اسے رعنا
نقش دل ہے مثل نقش حجر — نام اس ناسور کا نام خدا
طرفہ مشہور ہے مثل ہے نام — نام و نامی ہے نام ہے گویا
الف نام ہستے گر بدلے — لفظ نامی سے یا الف ہو جدا
سوچ ہر ہر آنحضرت تقلیب — تین حرفوں سے نام ہو پیدا
ہے صورت ترمیم سے مفہوم — اور ہزار الف سے نون سے جلوہ نما

بالیقین بالیقین کی ہے یہ تیغ — نام تاریخ بھی اسی سے جدولِ تیغِ علی
یہ مثلث کیا جو نام سے نقش — یہ مثمن ہم از ہر اسم کے شفا
سالِ ہجری کہا یہ باللت سے — عدد اسما چار سو سے کر لکھا
جمعہ پیر اور سنگھ باندھ ہے تعویذ — سر سے موقوف تا شو اسفلا
حرزِ جان جوان ہو اس کا نام — وردِ اہلِ جہان ہو ہے یہ دعا
عاقبت عافیت سے کٹ جا کام — یا الٰہی بحق آلِ عبا

تاریخ فوت

حسن جان از فرط رنج و قلق — بمرگِ زن خویش چون غصہ خورد
سر و شم پئے سالِ فوتش گفت — کو رعنا بگو کوچ آغا بمرد
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت شاہزادہ اودھ بمقام کلکتہ

بسال و مہ و روز و وقت سعید — جو پیدا ہوا وارث تاج و تخت
پئے سال کی شہ سے رعنا نے عرض — مبارک ہو فرزند برجیس بخت
۱۲۷۷ھ

تاریخ کتاب میر وزیر علی بمقام لاہور

لکھا ہے میر وزیر علی نے اک نسخہ — کہ فہم و عقل میں یکتا ہے وہ زمانہ کا
لکھا ہے خامۂ رعنا نے طرفہ سالِ تاریخ — سفینہ خلاصہ ہدایت ہے ہفتگانہ کا
۱۲۸۵ھ

کرد تصنیف چون وزیر علی — نسخۂ با نخست سرفہ
گفت رعنا بسالِ تاریخش — ہفتگانہ بیست سرفہ
سنہ ۱۲۸۵ ہجری

قطعہ تاریخ والیہ بھوپال

یارب آباد ہے جب تک کہ بنی آدم سے ۔۔۔ راحت و عشرت و آرام سے سارا عالم
گلشن عالم امکان میں ہی جب تک شب و روز ۔۔۔ تیری رحمت سے برستا ہوا یہ ابر کرم
اپنے الطاف و عنایات سے ای رب کریم ۔۔۔ میرے ممدوح کو رکھ خیر سے شاد و خرم
سر ہمت سے یہ رعنا نے رقم کی تاریخ ۔۔۔ کارفرما رہیں نواب سکندر بیگم
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت ولیعہد نواب کوٹلہ

ہیں والی کوٹلہ بہادر ۔۔۔ نواب سکندر علیخان
وہ نام خدا یہ نامور ہیں ۔۔۔ پڑھتے کلمہ ہیں اونکا انسان
عالی نظر و بلند ہمت ۔۔۔ دیندار ہیں اور بڑے مسلمان
جم بزم میں رزم میں ہیں رستم ۔۔۔ ہیں دولت و ملک میں سلیمان
خالق نے دیا ہے اونکو فرزند ۔۔۔ تابان صفت مہ درخشان
اس مژدہ کی دھوم ہے جہان میں ۔۔۔ عالم میں سرور کا ہے سامان
ہر رات تو ہیں نثار انجم ۔۔۔ ہر روز ہے مہر بھی زرافشان
لو وا ہیں در خزانۂ غیب ۔۔۔ جاری ہے عطا کا آج فرمان
کی میں نے جو دل میں فکر تاریخ ۔۔۔ ملہم بولا بحکم یزدان
الف و مائتین و ہشت و ہفتاد ۔۔۔ کہہ سال ولادت ای سخندان
۱۲۷۰ھ

تاریخ تولد فرزند دیوان کپورتھلہ

چو بہ پیدا گشت نور چشم دیوان ۔۔۔ نوید شادمانی رفت ہر جا
بساط خرمی فرش زمین شد ۔۔۔ ز رقص زہرہ شد عشرت مہیا
ز شادی گفت ہاتف ہر سمت ۔۔۔ بگو رعنا کہ عمر خضر بادا
۱۹۱۶

قطعہ تاریخ نذر ظرف یادگار نذر مہاراجہ کپورتھلہ بمقام کلکتہ

بکرمان سنگہ بہادر سردار — فوج کی قبضے مین ہین اونکے کمان
افسر فوج نے ظرف نقرہ — پیشکش اونکو کیا بہر نشان
فکر درکار ہی نہین اے رعنا — ظرف صہبا سے ہے تاریخ عیان
۱۲۷۹ھ

تاریخ مظہر العجائب اخبار رڑکی

مطلوب سب ہے مظہر العجائب چھاپہ — مرغوب سب ہے مظہر العجائب چھاپہ
رڑکی مین جو مطبع ہے تو رعنا تاریخ — کیا خوب سب ہے مظہر العجائب چھاپہ
۱۲۷۹ھ

تاریخ فوت لارڈ کننگ ویسراے ہند

وہ اقبال مجسم تھا کننگ آہ — کہ تھا عالم مین اوسکا جابجا شور
خلیق و محسن و مونس مربی — شجاع و عاقل و فیاض و غمخور
ظفر کھاتے تھے الحق اوسکی سوگند — دبا تھا ہند سارا بازر و زور
سوئی داد و دہش بس ختم اوسپر — سلیمان کو نظر تھی تا بہ مور
عدم کو گھر سے جاتی ہی سدھارا — جہان ہے اس الم سے زندہ درگور
دل مغموم رعنا سے یہ سنکر — صدا آئی بصد غم ہاے غمخور
۱۸۶۲ع

قطعہ تاریخ باغ

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ — لالے کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
اب سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا — سچ پوچھیے تو عرش برین پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا — آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ فوت مولوی نهال الدین

آه آن مولوی نهال الدین	مالک دولت بهشت گلگشت
نونهال بهشت چرخ برین	رونق سبزه زمین گلگشت
برد از باغ دهر دهقان اجل جانش	چیدن گشته جبین گلگشت
گشت تاریخ نهال خلد ۱۲۹۰ه	اینها ساکنین گلگشت

تاریخ تولد فرزند مرزا آغا و سپیتانی — پور مغل ۱۲۷۸ه

تاریخ دریابردی باغ نواب علی رضا خان واقع لاهور بر کنار دریای راوی

آن باغ که در سواد لاهور	غیرت ده جنت است و رضوان
بر تخت گل ز رنگ و بویش	گلزار خلیل و عنبر افشان
گلگشت کننده در بهارش	حور و ملک و پری و انسان
الحال رود ستیز راوی است	کو رفت ز جا ز موج عمان
رعنا مسیح گفت سالش	تاراج شده چون گلستان
سیر بهشت روح پرور	یاد چمن علی رضا خان
ذکر و چرخ سال هجری	۱۲۸۲ تاریخ بگفت جوی بستان ۱۲۷۹ه

قطعهٔ تاریخ تعمیر مسجد نواب عبد المجید خان ملتانی در لاهور

خان والا نواب چون عبد المجید	گفته دریا تا بیان در با وفا
مسجدی تعمیر در لاهور کرد	گفت رعنا خانهٔ پاک خدا
	۱۲۶۲ هجری

تاریخ یادگار باغ کہ از نام باغ بیگم کردہ می آید

لفٹنٹ پنجاب ہے سر جان لارنس | ہے نیکنام بسکہ وہ صاحب دل و دماغ
باغ جہان میں نام رہے تا کہ تا بحشر | لاہور میں بنایا عجب یادگار باغ
رعنا نے نام باغ سے ڈیوڑھی کے عدد | روشن سن مسیح ہوا صورت چراغ

دیگر

لاہور میں بنا ہے یہ وہ یادگار باغ | لالہ کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
اس سر زمین باغ جہان کا فلک تو کیا | سچ پوچھیے تو عرش برین پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آ گیا | آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے
۱۲۷۶ھ

مادہ تاریخ واگذاری عمارت

خانۂ خدا داد آباد ۱۲۷۸ھ

تاریخ طبع قصۂ امیر حمزہ تصنیف شایان لکھنوی

قصص حمزہ کی جب شایان نے لکھی | ہوا مسرور سنکر ایک عالم
خرد سے جب کہ پوچھا سال تاریخ | کہا رعنا نے اوس سے سحر اعظم
۱۲۷۹ھ

تاریخ سفر ولایت کرنل ایبٹ صاحب کمشنر لکھنؤ

ہیں مخبر فرہنگ کرنل ایبٹ صاحب | گلگشت وطن کو جنہیں [illegible] گیا ہے
تھی قسمت لکھنؤ کی فرمان فرما | عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
باندھی ہے ہوا اسکے عدل نے [illegible] | کیا دخل ہوا [illegible] ایک [illegible]
ایسے ہیں وہ سب چشم [illegible] | حاتم کو رہا اونسے ہمیشہ سے حجاب
خلقت میں ہوا اونکو اسقدر [illegible] | مداح ہیں سب غریب [illegible]

اب اونکے فراق مین یہ ہی مردم چشم — دریا کو زہی مین ہی کر ہے چشم پرآب
دلسوز شفیق کی جدائی مین آج — دل آتش دوری سے ہے مثل سیماب
جب تک ہے جہان ہے کرم رحمت آمین — فرمائیہ خلق وہ رہین یا وہاب
رعنا کی دعائیہ ہے تاریخ سفر — بالخیر کہ لکھنؤ مین وہ آئین شتاب

۶۱۸ ۱۲

تاریخ فوت چھوٹے میان احمد علیخان عکاسی مصور لکھنؤ

جنھین لوگ کہتے تھے چھوٹے میان — وہ تھے لکھنؤ مین بڑے نامور
اور احمد علیخان بھی تھا اونکا نام — ہے اوصاف سے اونکے سب کو خبر
جو اخلاق پوچھو تو تھے احمدی — علی کی صفت تھی وہ سینہ سپر
رہے عمر بھر ایک انداز سے — مسرت سے کی زندگانی بسر
معزز رہے دور شاہی مین وہ — رہے انگلشیہ مین بھی معتبر
مصور تھے ایسے زمانے مین وہ — کہ بہزاد و مانی نہ تھا اسقدر
پری تک اوتر آئی شیشے مین صاف — یہ تھا سحر گویا کمال ہنر
اور اسپر تھی یہ سیر حبشی عیان — کسی سے نہ لیتے تھے کچھ سیم و زر
بشر تھے مگر شر سے وہ پاک تھے — کہ خیر مجسم تھے عالی گہر
وبا کا کہین ستیاناس ہو — قلم کار قم سے ہے شق اب جگر
وہ یوسف جو تھا آہ ہر دل عزیز — جہان سے گیا ایکدم مین گذر
بہشتی تھے اسواسطے خلد مین — معاً پہونچی شیشے مین جیسی نظر
مرقع مین عالم کے تھے منتخب — ہوئی جب یہ اہل بقا کو خبر
کیا جذب رحمت نے اونکو طلب — کہ نقشہ جمائین یہان بیٹھکر
جو نقش فنا تھا فنا ہوگیا — قضا کا بقا عکس باقی ہے پر
ملائک تو کہتے ہین یادش بخیر — دعا کرتے ہین مغفرت کی بشر
وہ مغفور ہے اسلیے سال فوت — کفایت ہے رعنا سے یعنی غفر

۱۲۸۰ھ

تاریخ تولد فرزند میر فضل حسن

ہین محمد حسین جو حافظ — یعنے اولاد سید الثقلین
اونکو برسون سے یہ تمنا تھی — دے خدا اونکو ایک نور العین
حق نے آخر دیا اونہین فرزند — جبکہ طالع مین آگئے سعدین
میر فضل حسن ہے نام خدا — ہے عیان جا و عین ور او غنین
۱۲۷۸ھ

دیگر

صاحب تقویم اور تنجیم بھی — بوالعجب ہین سنکے حال جنتری
ہے ستارہ اوج پہ طبع کا آج — کیون نہو رعنا کمال جنتری
مشتری زہرہ سے جاکر پوچھ لے — حسن معنی و جمال جنتری
مکدر مین تاریخ کے بولا سروش — مظہر قدرت ہے سال جنتری
۱۲۸۴

تاریخ باغ نواب عبد المجید خان

سرشت خلد ہے اس سر زمین مین — مثال خلد ہے لاہور کا باغ
مگر جس وقت دیکھا باغ نواب — کہا رعنا نے فوراً نور کا باغ

تاریخ تولد فرزند حاجی محمد خان

مژدۂ میلاد عبد اللہ خان عمرش دراز — میفزاید رنگ واز فرط شادی بر رخت
میرزا حاجی محمد خان بہادر بشنوی — سال فرزند شما آمد ز رعنا فرخت
۱۲۹۰ھ

دیگر

در سال نکو چو گشت مولود سعید — کشت امید سبز شد صورت باغ

چون فال نکوش در گلستان دیدم — آمد پئے آن شدہ نکو نفظ فزا
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت لارڈ ایلجن ویسرای ہند ہنگام یورش شیر و شور وغیرہ

در عہد جناب لارڈ ایلجن — چون گشت عیان قتال ہزبر
از سال وفات او سر و شم — فرمود بگو عبد ال معز
۱۲۸۰ھ

دیگر

تا دھرم سال رفت از شملہ — لارڈ ایلجن با حتشام و شکوہ
کرد بت راہ کثرت امراض — کرد ناگہ ز ہر طرف انبوہ
بہ دھرم سال چون رسید قضا — قلب سال او فتاد از اندوہ
سال تاریخ فوت او رعنا — گفت شد آفتاب زیر کوہ
۱۲۸۰ھ بعد تخرجہ قلب سال

تاریخ فوت ترمتی پاتر

مراد آباد میں تھی ایک پاتر — کہوں کیا تجھ سے انداز ترمتی
تپی گھر میں نکل آئی معاً وہ — وہ تھا انداز یہ ناز ترمتی
مسلمان ہو گئی تھی مدتوں سے — ہوا اب فاش یہ راز ترمتی
وہ ڈھونڈو تھی مگر اسے ہم صفیرو — ہوا نہ تجھے انداز ترمتی
شکر ریزیں کر کے دکھلاتی تھی جوبن — یہ تھی مشہور اعجاز ترمتی
اجل کا آپڑا جس وقت شہباز — نہ نکلی کچھ بھی آواز ترمتی
رو پڑا جب طائر جان ہم صفیرو — پڑا سب رنگیا ساز ترمتی
پئے تاریخ رعنا خود اجل نے — صدا دی ہے یہ پرواز ترمتی
۱۲۸۰ھ

تاریخ باغ میرزا صاحب ور اجمیر

[illegible] تماشا گر — آمد پئے سیر و چمن از قوس

اندا ختہ طرح باغ آن نیک نہاد — رعنا پئے سال گفت ظل فردوس

۱۲۸۰ھ

معجز نما کہ در ایام یورش فوج بطور تفاول گفتہ آخر کار حسب تاریخ مسخر شد

دل عساکر سرکار شادمان گردد — دمیکہ از ظفر کوہ صواٹ گرد رسید
شکوہ گشت مسخر براے فال ظفر — زفکر سال رعنا ستہانہ صواٹ تسخیر

۱۲۸۰ھ

فقرہ تاریخ مسجد + فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس

۱۲۸۰ھ

تاریخ مسجد حاجی محمد خان

ہت نام شدہ آنکہ باسم اعظم — نامیکہ ملک نام خدا خواند درود
تاریخ بناے مسجدش ہاتف غیب — تیار شدہ گشت خدا خانہ بزود

۱۲۸۰ھ

تاریخ فوت خود قبل از مرگ باتباع موتوا قبل ان تموتوا

کے از غم دنیا رسدم بر دل داغ — تا رسید ارم گشت خلد دماغ
میبرد اگر اسال نصیب اعدا — دارد رعنا زسال تاریخ فراغ

۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت خود مثل قبل از مرگ واویلا

سواے ذات یہان کسکو بقا ہے — نہیں کافر کو بھی مرنے سے انکار
پھر اسیر موت سے غفلت عجب ہے — کریگا ایک دن یہ خواب بیدار
کر اسکی فکر گر ہے عاقبت بین — تو مرنے سے غافل گر ہے ہشیار
خیال و خواب ہے عمر دو روزہ — قضا آئی ہے اک دن آخر کار
پیش از مرگ واویلا نہیں ہے — اجل کو بین نہیں بھولا ہوت زنہار
ہزار و دو صد و ہشتاد و یک بین — قضا آجاے گر سیری قضا کار

تو فکرِ سال فرما ہین نہ شاغر — تجھے ہے بارِ احسان سے بہت عار
بشارت مجکو دیتا ہے یہ ہاتف — نہ ڈر نا لاکھ ہے گو تو گنہگار
نصیبِ دشمنان امسال رعنا — ہوا تو حق کو ہے بخشش سے اقرار
عیان ہے نام سے نامِ خدا فال — کہ وہ غفار ہے غفارِ غفار

۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات ناظر وحید الدین

ناظر نے افسوس قضا کی — سب کی شکستہ کیون نہو خاطر
رعنا نے تاریخ رقم کی — آہ وحید الدین ناظر

۱۲۸۰ھ

نام تاریخی فرزند عبد العلیخان

پسر در خانۂ عبد العلیخان — عنایت کرد چون خلاق منان
براے نام تاریخش ہاتف — زِ رعنا گفت تمکینِ علیخان

۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت نواب عبد المجید خان

زانکہ رو نام خدا ہست مجید — گشت بیمار نصیب اعدا
یافت صحت چو زلطفِ شافی — فارغ آمد بزبان سال شفا

۱۲۸۱ھ

دیگر

مدرسہ در اٹاوہ شد تعمیر — در زمان سعید مسٹر ہیوم
گفت سال مسیح او رعنا — خانۂ فیض اہل فن و علوم

۱۲۹۹ھ

تاریخ فوت سیٹھہ سبحان مل اجمیری

ہمسر نہین جسکا سنے ہین کوئی آج — تھا سیٹھہ سبحان مل وہ ساہوکار زردار

اجمیر شریف مین جو کی تب سی قضا
تاریخ جب ہی نام خدا سے ہے غفار
۱۲۸۱ھ

ایضاً

تھا سیٹھہ سجان مل جو زردار
ہے سال وفات اوسکا شاہد
بیشک نکل آئی عیسوی سال
مفرد جو لکھون حروف واحد
۱۰۶۴ء

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود نصیب اعدا

موت ہر سال و مہ و ساعت و روز
گھات مین رہتی ہے سب کے بخدا
صورت سایہ قضا میرے ساتھ
دشمن جان ہے نصیب اعدا
جی کسی بات مین کسطرح سے لگے
کب بھروسا ہے یہان جینے کا
زندہ در گور ہین گو جیتے ہین
سامنا موت کا ہے صبح و مسا
نوح اور خضر کی ہر چند ہو عمر
عاقبت ایکدن آنی ہے قضا
سمجھتا مین نہین مرنا ہرگز
یاد رہتا ہے مجھے روز جزا
دیکھتا ہون جو دو حرف ہر اسم
نام مین مر ہے تو جینا کسکا
پھر سے مجھے موت کا ڈر کیا یعنے
شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مین تو مرتا ہون قضا سے پہلے
پیش از مرگ نہین واویلا
ہے رضا مجھکو قضا پر الحق
پر گنا ہون کا ذرا سے کھٹکا
جسم کہتا ہے نہ اب خاک اڑا
روح کہتی ہے کہ چل سوے بقا
نفس اور روح مین ہر دم ہے جنگ
دشمن جان ہے ادھر حرص و ہوا
ہے عجب چپقلش اس جینے مین
ایک جان لاکھہ عدو سو ایذا
خانۂ جسم ہوا دار الحرب
ہجرت اب تن سے روانکو ہے روا
اتفاقات سے شاید ہو سال
اسی کشاکش مین جو آجاسکے قضا
سال تاریخ تھا دل سے نزدیک
[illegible]

آیۂ فتح یہ پائی تاریخ — فتحِ مردانِ علیخان رعنا
۱۲۶۵ھ

تاریخ بنائے مسجد

مسجدے ساخت چون نگہ بانہ — خانِ رفتہ دریا محبِ خدا
سالِ تاریخ او چو رعنا خواست — گفت دل خانۂ خدا زیبا
۱۲۸۱ھ

نصیبِ اعدا پیشگی تاریخ فوت رعنا

چہ گویم ہمنشین احوالِ ویشب — عجائب واستانی ہست از جان
تجلی گاہ و انوارِ صورتِ طور — نشستم محو یادِ ربِّ سبحان
شدہ چون حاملِ بارِ امانت — چہ باشی گو عجب از فخرِ انسان
ملک چون از در آمد در حضورم — تو گوئی از برائے کسبِ عرفان
سوالِ مرگِ خود کردم درین سال — کہ ہشت الف و دو صد ہشتاد و اثنان
بعرض آورد عزرائیل با من — ندارد علمِ مرگت غیرِ یزدان
کنی ہجرت چو در اسال ہجری — ازین عالم سوئے گورِ غریبان
برائے سالِ تاریخت دمِ نزع — بگویم حیف مردان علیخان
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت سید باقر علی

حیف جوان مرگئے آن نوجوان — سید و دیندار و سخی و ولی
مردِ خداوان و ربحق آشنا — محرمِ اسرارِ خفی و جلی
صورتِ یوسف چو نبی حسن خلق — علم چو حیدر بخرد بو علی
سالِ قضا گفت ز رعنا ملک — سوئے جنان رفت چو باقر علی
۱۲۸۲ھ

ایضاً

گر بخواہی سالِ فوتِ سید باقر علی — سیزدہ با چار صد اعداد اسمش بر شمار

سنه سی و چهار و ده بهشت و چهار در سه ضرب کن	یکهزار و دو صد و هشتاد و دو شد آشکار ۱۲۸۲ھ

تاریخ مسندنشینی نواب حاجی کلب علیخان بهادر والی دارالسرور رامپور

خدیو عالم و عالم پناهی — جناب حضرت کلب علیخان
ندیده اینچنین نواب عادل — فلک با چشم ماه و مهر رخشان
ثبات عالم تکوین ازان ست — جهان باشد اگر تن او بود جان
ببین بالای چرخ اندیشش — مجسم عدل گشته برج میزان
قضای مبرم امر و نهی او هست — شد از روز ازل قدسی بفرمان
ز رعب او ز هم گردد حرف اینک — معانی گردد از الفاظ پنهان
ز جوهر خنجر و خنجر ز جوهر — جدا گردد چو جان از تن تن از جان
بعقلش چون نخوانم عقل اول — ارسطو پیش او طفل دبستان
ندیدم در جهان شاهنشهی را — بعدل و داد و خلق و لطف و احسان
بصورت یوسف و حیدر بصولت — بسیرت خضر و در شاهی سلیمان
جهان و هر چه باشد در جهان خوب — چو ملکش باد دائم زیر فرمان
بآغوشش عروس هفت کشور — بود چون جان به تن در دل چو ایمان
همای دولتش باد ا[illegible] — چو مرغ جان به دام زلف خوبان
بود مادام ملک رامپور رام — بملکش تا ولایت باد افغان
بتکبیر آمد امر از سما زمین رو — اولو الامر آمد او از حکم یزدان
بعمر خضر باد تا جهان ست — جهان زیر نگینش چون سلیمان
چو اکسیر صلح کل نواب آمد — مسلمان را هم و هندو [illegible] مسلمان
نبی حامی علی هم یار و یاور — خدا لیکن حافظ و ناصر نگهبان
[illegible] مداح او جبرئیل امین — [illegible] فرمان روا کلب علیخان

پے سالِ جلوسش گفت رعنا — پس شامی رسیده صبح خندان
۱۲۸۱ھ

تاریخ مطبع کانپور

نو بہارِ مطبع تازہ عجب لائی ہے رنگ — نکہتِ گل سے معطر ہے دماغِ کانپور
گوشِ گل میں مژدۂ تاریخ کو پہونچا دیا — قاصدِ بادِ بہاری نے کہ باغِ کانپور
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت نامی سردار مہتاب سنگھ مجیٹھہ

کرد مہتاب سنگھ چون رحلت — بود خوش خلق و نامور سردار
سالِ فوتش ز فرطِ درد و الم — گفت رعنا جدا شدہ غمخوار
۱۲۶۵ھ

تاریخ فوت میر ناصر احمد بین کار لاثانی

سیدی کو بہ تارِ بین و ستار — گوہرِ نغمہ را بیک جا سفت
در جہان مثلِ ناصر احمد کس — مردِ کامل نہ بین کار شگفت
حیف در بزم شد خاموشان — از اجل ہیچ بخت نغمہ بخفت
دفنش گشت در کیور تھلہ — گویا کنز نغمہ گشت نہفت
وہ منتئی چرخ از رعنا — واقف نغمہ سال فوتش گفت
۱۲۸۲ھ

تاریخ یافتن خلعت مسند نشینی نواب کلب علیخان بہادر جاجی الحرمین والی رامپور

مبارک ساعت و روز و مہ و سال — کہ در وے شد خلعِ شاہِ افغان
ندیدم مثلِ او شاہے بعالم — بعدل و داد و جود و لطف و احسان
بملک رامپور چون حکمران شد — بالف و دو صد و ہشتاد و اثنان ۱۲۸۳
نوید جشن عام او رسیدہ — ز شاہنشاہ ہند و انگلستان
خطاب و خلعتش امداد فرمود — بصد اعزاز و با صد ساز و سامان

بروز جشن در بار دُرر بار | چه پرسی همنشین از ساز و سامان
ز بس بهر ادای خدمت او | هزاران قیصر و فغفور و خاقان
بجاه آمد چو جم بر صدر بنشست | نثار گوهر و زر شد چو باران
مربع بر سر مسند نشسته | چنان نواب من کلب علیخان
برآید شاه خاور چون ز مشرق | درآید بدر یا در برج سرطان
سپهر از فلک شد صف آرا | منور طور شد با نور یزدان
مبارک دل چو حب یار جا کرد | درآمد بر سر پری یا سلیمان
برآمد سهیل اسعد با سعادت | درآمد یا بجسم مملکت جان
بپیش خاتمست و انگبینست | بود خلعت چو خاتم او سلیمان
بیاسے راست بر شمشیر کردند | که جیبه زلف بر خط جانان
تو گوئی شب ازین جامه پوشید | غلافے یا بگر پوشید قرآن
درآید یا بتن لب با شیرین | که جسمے هست گو آمد پئے جان
تامل کرد چون در سال خلعت | نظام الدوله مردان علیخان
ز رعنا هاتف غیبی چنین گفت | بگو زیب تن کلب علیخان
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت فتح محمد خان حکیم پٹیاله

اگر نامست تاریخی کز اعداد جمل رعنا | برآمد سال تولیدش هزار و دو صد و سی یک
هزار و دو صد و هشتاد و سال وفات آمد | ازین ایام عمرش هم بود پنجاه و دو [illegible]
عدد اعداد بر گیر از حکیم و بین لطف ز نو | باول نقل آخر سال [illegible]
هزار و دو صد و هشتاد و سه می ماند از هجری | ز روی صنعت تکسیر [illegible]
۱۲۸۳

تاریخ اشرف الاخبار دهلی

مخوان سحرش مگر معجز نمائے | بیان اشرف الاخبار دهلی

شرف بر مکانِ جبریل دارد	مکانِ اشرف الاخبار دهلی
بود با مشتری چون ماه آئین	قِرانِ اشرف الاخبار دهلی
ز رعنا گفت هاتف بهرِ سالش	نشانِ اشرف الاخبار دهلی
	۱۲۹۴ھ

تاریخ سبیل آغا حسن جان

ساخت نذرِ امام شهدا	سالِ بخشیدنِ آب از دریا
	۱۲۸۳ھ

دیگر

چو رعنا نیازِ حسینی شنفته	بگفتا ز آغا حسن جان سبیل
	۱۲۸۳ھ

تاریخ فوت گنیش پرشاد مدرس چپارگڈه

مدرس که پیشش امین طفلِ مکتب	جهان را بعلم و ادب بود استاد
حضورِ سکندر شده چون ارسطو	هر آن کس که زو کرد علم و هنر یاد
پئے درس قدسی رحیل ارم گشت	شد استاد روحی گنیش پرشاد
حسابی ز تاریخ چون خواند رعنا	هزار و دو صد گشت و دو سال و هشتاد
	۱۲۸۲ھ

تاریخ ابجد خوانی صبیهٔ نواب صاحب سورت

پئے مریم عصرِ نواب سورت	عجب ساخت نامِ خدا جشنِ مکتب
دلم خواست چون سالِ تاریخِ ابجد	ز قرآن چه خوش خواند جبریل فارخب
	۱۲۸۳ھ

دیگر

پیدا شده در خانهٔ نواب پسر	در جاه و سلیمان بحشم اسکندر
کردم چو سوال سالِ میلادِ او	ملهم ارشاد کرد یک تختِ جگر
	۱۲۸۳ھ

دیگر

نواب غلام سید باباخان را / گوہر دز خاندان خود گوہر شرف
خالق چو نمود پور وسید ازعطا / شارع فرمود سال با شرع خلف
۱۲۹۳ھ

دیگر

بہ نواب صاحب خداداد آمین / پسر تا ابد پاک گوہر مبارک
بحذف سیکے آمدہ سال ایسے / خوش اقبال فرزند اکبر مبارک
۱۲۹۹ھ

دیگر

نور چشم حضرت نواب سورت اے کریم / نام آور ہو کریم النفس ہو دیندار ہو
سال تاریخ ولادت میں جو کی رعنا زفکر / خوب ہاتف نے کہا نواب برخوردار ہو
۱۲۹۳ھ

دیگر تعمیر مکان

مکانے ساختہ نواب سورت / مدار عشق خود در ہند و ایران
پئے سال بنائش از سر اوج / شدہ تاریخ سنگی قصر خاقان
۱۲۹۳ھ

دیگر

دربلدۂ خوش سورت نواب فلک پایہ / قصرے چو بنا فرمود آن ثانی اسکندر
تاسقف چو اسد منزل انجم از پی سالش / ز الہام غیب آمد بیت الشرف نیر
۱۲۹۳ھ

دیگر

نواب غلام سید باباخان نے / سورت میں بنایا جو مکان سبز تمثال

اہل تنجیم سے جو پوچھی تاریخ
ہیبت اشرف مہر سے فرمایا سال
۱۲۹۳ھ

تاریخ ولادت ولیعہد بہادر حضرت عالیمقام نواب نظام دکن مندرجہ دبدبہ اخبار ۲۶ ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ

افضل الدولہ میر آصف جاہ
صاحب ملک و چتر و افسر و تخت
داد خلاق چونکہ فرزندش
گفت رعنا ملک سلیمان بخت
۱۲۹۳ھ

تاریخ تشریف خلعت

ہمنام محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
چون یافت خلعت پر ضیا کشف الدجی بجمالہ
گفتہ ملک روحی فدا حسنت جمیع خصالہ
تاریخ بازہ لتعمیہ بلغ العلی بکمالہ
۱۲۹۳ھ

تہنیت کامیابی دیانت الدولہ بحضور شاہ اودھ

یار دیکھے سب اپنے مطلب کے
باوفا ایک بھی نہ یار ملا
مئے الفت کا ہو سکے متوالا
اپنے مطلب کا ہوشیار ملا
ساری ہی شب کی تمام ہوئی ہے
جب کوئی اونکو شہسوار ملا
دلرباؤن کو دل دیا لیکن
جسکو دیکھا ستم شعار ملا
ہم موافق ہون وہ منافق ہون
اونسے یارب نہ زینہار ملا
زلف سے ہو گئی جو خاطر جمع
دست شانہ سے انتشار ملا
بیچ مین لایا بالا ہاتھون کا
جو ملا آستین کا مار ملا
عنبر گل عندلیب کو گلچین
جو ملا وہ گلے کا ہار ملا
زمانہ ڈبو دیا جسکو
کار پرداز نابکار ملا
لاکھون سے ملے زمانے مین
مین ہزارون سے گو ہزار ملا
مہربان پر نہ کوئی ہاتھ آیا
ہان مگر اک وفا شعار ملا
یعنے حاجی دیانت الدولہ
جسکو آقا سے نامدار ملا

شہر دیکھے ہزار ہا لیکن / ایک ایسا نہ شہریار ملا
تجھ سے کیونکر نہ ہو وہ سر بفلک / کج کلہ شاہ تاجدار ملا
وصف سلطان کا ای مہندس عقل / کچھ نہ پایان و ہم شمار ملا
لگئے خضر یار سا ہے سے بخت / یوسف مصر کو و یار ملا
دولت و جاہ و منصب و آرام / جو کہو اونکو بے شمار ملا
وصل کا لطف ہو گیا دونا / یار جب بعد انتظار ملا
فاختہ کو بہار ہینچین تک / سرو جویبار ملا
کیون نہ جسم جہان میں جان آئی / جان عالم و جان نثار ملا
دوستان شاد و دشمنان پامال / شہ سے فرمایا جب کہ یار ملا
نہ فقط یار ہی ملا اونکو / لطف شاہی سے کاروبار ملا
سالِ تاریخ پوچھا رعنا نے / بولا ملہم کہ اختیار ملا
۱۳۸۴ھ

تاریخ تعمیر مکان وچاہ ومسجد

دریا دلے شیخ بہاء الدین بنی / در جہان کرم چو خضر آمد مشہور
چاہے چو بنا کرد بسمت گفتم / جوئے شیرین ز آب در خطۂ شور
۱۹۲۲ سمت

دیگر

بہاء الدین بنا فرمود چاہے / کہ مشہور آمد از مہ تا بماہی
برائے یادگارش گفت ملہم / ز رعنا چشمۂ فیض الٰہی
۱۳۸۴ھ

دیگر

بہاء الدین وزیر ملک جوناگڈھ شنیدستی / کہ در آفاق ہست از فیض عالی شان اینک فسانہ
سر رہ ساخت چون تعمیر عالی سال او گفتم / بہاء الدین بنا فرمود چاہ و مسجد و خانہ
۱۲...ھ

تاریخ ولادت فرزند نواب محمد ابراهیم خان رئیس سورت

چو نواب کو آمد شاه سنی جسم ٭ به کر و فر ملک و دولت و مال
ز دست آرزوی جانشین وشت ٭ به آمد از حضور خالق امسال
عجب جشن شهانه داد ترتیب ٭ سزد ایثار نقد و گوهر و شال
منور شد چو از مولود عالم ٭ نوشتم سال او مهر و شرف اقبال
۱۲۸۵ھ

ماده تاریخ شکارگاه شاه اوده در کلکته منزل نوربخش
۱۲۸۵ھ

تاریخ تعمیر مکان نذر محمد خان

چنان نذر محمد ساخت کاخی ٭ که بالاتر ز عرش ست آستانه
پی سال بنایش گفت رعنا ٭ عجائب دلنشین و لحسیب خانه
۱۲۸۵ھ

تاریخ تولد فرزند دیگر میرزا حاجی محمد خان

که بدین دارم ز تاب انتظار ٭ ساقیا بر خیز و جام می بیار
غنچهٔ گل گشت و ثمر آورد نخل ٭ در شگفت آمد وطن زین نوبهار
مصطفی ان ملک تاریخ و سخن خوش ٭ شاعران را این نیابا شد شعار
میرزا حاجی محمد خان جوان ٭ کو ندارد مثل خود در روزگار
وصف او اظهر من الشمس است و بس ٭ در شمار آید نه تار و نه شمار
داد یک فرزند دیگر خالقش ٭ چون نسازم وصف و شکر کردگار
چون سر تاریخ در سر داشتم ٭ هاتفی گفته جوانی بختیار
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات زوجه میر امان علی

... چو آن ... یا سر خواب ٭ عجب رشتهٔ فکر گوهر سفت

تو گوئی کہ رویاے صادق بدہ — کہ شد کشف راز سحر نیمہ زِ خفتہ
بہارے جہان دیدم از چشم جان — بہ نگشت او یا ندام اندر شگفتہ
بیاراست رضوان بہشت برین — زبیش حور از زلف مشکین برفتہ
چو پرسیدم از شست و شوئے ارم — ز حورا چنین گوش جانم شنفتہ
رسید آن عفیفہ بخلد برین — کہ با او امان علی بود جفت
جنان یافتہ داد چون نقد جان — بجان ہم گراز دو بہشت ست یافتہ
چو شد سوے خلد رشش آراگہ — خرد گفت تاریخ با شید جنت خفتہ
۱۲۸۲ھ

تاریخ ولادت پسر مولوی صاحب در کلکتہ

مولوی صاحب کو خالق نے دیا — بعد مدت جاگتا جیتا پسر
ملہم غیبی نے رعنا بہرِ سال — یون کہا پیدا ہوا لخت جگر
۱۲۸۲ھ

تاریخ تولد دختر بلند اختر ولیعہد بہادر انگلینڈ

ولیعہد بہادر کو خدا نے — عنایت کی جو بس بہتر سے بہتر
لکھا رعنا نے فرطِ خرمی سے — پئے سالِ ولادت نیک دختر
۱۲۸۴ھ

دیگر

گئے جب لکھنؤ سے سوے الور — بر کسبِ خانگی تعین جو کہ چالاک
پئے اخراجِ اغوان الشیاطین — کہا یون انکشتر مسکن جہان پاک
۱۲۹۳ھ

تاریخ شہادت نواب حاجی محمد خان مرحوم

سالِ فوت و شہادتِ نواب — بہر تاریخ ہست گر در کار
ہیچو رعنا ز دیدۂ دل و جان — اشک را چار بار کن تکرار
۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب چو شد شهید اکبر — از بهر تنش پیرهن آمد چون بخت
زکبر زد تیغ و با سر او — هاتف پی سال گفت غدر آن ریخت
۱۱۲۶ھ

دیگر

شد ز اکبر شهید چون نواب — گشت خلد برین بر ایشان جای
ملهم غیب سال هجری را — گفت گشته شهید اکبر وای
۱۲۱۴ھ

دیگر

نواب را چو تیغ زد اکبر لعین خواب — ره جستش به فرط شوق بسوی جنان گریخت
ماند جهان چو قالب بیجان من تهی — فرمود سال فوت سروشی که جان گریخت
۱۲۸۴ھ

دیگر

ز نام میرزا حاجی محمد خان پی سالش — چو از اعداد مصفر زار و چار و خالف مستقیم
ز سحر طبع رعنا گوهر سال مسیحائی — برآمد بار چون نظم ثریای فلک سفتم
۱۸۶

دیگر

محمد خان چو بر دل خورد شمشیر — بدل آمد سر تاریخ مطلق
ز غیب الهام شد در قلب رعنا — بیان واقعی شمشیر دل شق
۱۲۸۹ھ

دیگر تاریخ نادر

نواب میرزا حاجی محمد خان بهادر
۱۲۸۹ھ

تاریخ ولادت کنور برادر مہاراجہ کپورتھلہ

بکرما سنگہ اہلوا فوالہ	کو بہ پنجاب آمدہ سردار
پسرش داد چون خدای کریم	سالش آمد جمال برخوردار
۱۲۸۷ھ

ایضاً بلند اختر
۱۲۸۷ھ

دیگر

در دو صد و یکہزار و ہشتاد و سہ سال	عید اضحی بہ آمد از جشن جسیم
رعنائے عید گفت تاریخ سعید	عید نواب خسرو آرا بیگم
۱۲۸۳ھ

نام تاریخی کتاب علم مسمریزم تصنیف خود سیر غائت
۱۲۸۳ھ

اعجاز فکر یعنی تاریخ سالگرہ سری حضور مہاراجہ بخت سنگہ بہادر والی مملکت مارواڑ

بر چہل ہشت سال نو چو فزود	خرمی در دل حضور آمد
شاہ آراست بزم سالگرہ	جشن جمشید در ظہور آمد
مطرب و چنگ و بادۂ گلرنگ	ساقی و ساغر بلور آمد
نہ فقط بہر نغمہ سوئے چرخ	از ارم گرم رقص حور آمد
شادمانی چو گشت عالمگیر	عالمے غرق در سرور آمد
عجبت چیست یعنی از مداح	گز او دہ تا بہ جودہ پور آمد
نہ پئے اقتباس مثل کلیم	بہر معراج بل بہ طور آمد
خواست رعنا چو سال سالگرہ	سبلے تال سری حضور آمد
۱۲۸۴ھ

تاریخ عطای مهر دیوانی

میرزا حاجی محمد خان ثانی | کوست در عهد خویش لاثانی
جان با اسلام گفتنش زیباست | چه او هست میر جیلانی
در شجاعت بعهد خود رستم | در سخا هست حاتم ثانی
هست در دادگری انوشروان | گشت بنیاد عدل را بانی
چون وزارت بر او مسلم شد | داد مهراج مهر دیوانی
گفت مهر بنامش ار عشاق | هست همنام نام سیدانی
پیش او مهر صد هزار بود | صورت آیه‌های قرآنی
اسم اعظم یکیست وین بهتم | که بود دا نقش سلیمانی

سنه ۱۲۸۴ھ

تاریخ خطاب نوابی حاجی محمد خان به بیان جمهور حال آگهی

سروشی ز خواهم چو بیدار کرد | بشارت مرا کرد مسرور و شاد
مخاطب به نواب شد میرزا | که در عهد او عام شد عدل و داد
بجود و سخا حاتم و در خرد | پی عقل کل آمده اوستاد
بیت از اول سر اهل کین | بگو بخت نواب بیدار باد

دیگر

چون مخاطب شده به نوابی | کوست همنام صاحب اسری
شب معراج بود یا شب قدر | یا شب وصل هست جلوه نما
لقب نواب بود و لیکن | بخت بیدار با لطف خدا
پس رسید اقبال | گفت ملهم که شاه خواند ترا
رسید جوان دستور | شاه بخشید خلعت زیبا

نه فقط خاتم سلیمان داد — بل خطابی عظیم کرد عطا
گفت نواب محیی دوله هم — خواند سلطان معین ملک ترا
شور تحسین بپا شد از هر سو — از سمک تا سما رسید ندا
نقد انجم نثار کرد فلک — زر گل در چمن فشاند هبا
بهر ایثار زر بکف آمد — لعل از کان و گوهر از دریا
بهر سال خطاب دیوانی — نیز جاگیر و خالتش رهنما
روی خود را که داده است نشان — دولت و فتح و راحت و غنا

سنه ۱۳۰۰ ھ

ایضاً تاریخ خطاب

صاحب استار یعنی تخت سنگار — کوست در دریا دلی عین سحاب
آمده فرمانروای جوده پور — ملک او بحید و مالش بی‌حساب
بهر دستوری خود از ملک هند — خان بهادر را چو فرمود انتخاب
خلعت و جاگیر و هم دیوانیش — داد با مهر سلیمانی شتاب
محیی دوله هم معین الملک شد — تختیا و رجنگ نوابیش خطاب
جشن جم آراست نواب اینچنین — کآسمان گاهی ندیده هم بخواب
شد مهاراجه چو شاه خاوری — جلوه گر در محفلش با آب و تاب
شاه مهمان میزبان دستور او — روز و دعوت این ز خدمت کامیاب
تا دو هفته مثل ماه چاردَه — ماند در بیت الشرف آن آفتاب
مرجع آفاق شد دربار عام — بهر تسلیم آمده هر شیخ و شاب
گوهر و زر کرد هر یک پیشکش — ... ... چنانکه را ...
شور تحسین گشت از هر سو بلند — رنجش ... از ... هم ...
سال رحلت ... ... — گو ... ...

تاریخ وفات سری مہاراجہ تخت سنگہ صاحب و تخت نشینی سری مہاراجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر

رفت چون تخت سنگہ سوے ارم — کو با وصاف بے مثال آمد
گشت جسونت سنگہ وارث تخت — با سنے تخت و تاج سال آمد

۱۲۸۳ ھ

قطعہ تاریخ فوت بنیاد علی

چو بنیاد علی سوئے ارم رفت — بنام نیک و عز و قدر و توقیر
براے یادگار سال فوتش — ز رضوان گوشش زد گشتہ غم میر

۱۲۹۰ ھ

نام تاریخی کلیات

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

سکہ ماثر و اثر بنام مہاراجہ تخت سنگہ صاحب کہ بر زر و نقرہ کامل العیار بکمال قدر تا دو نیم سال بعہد دیوانی بندہ مسکوک ماندہ

زر و سیم را سکہ زد تخت سنگ — بعہد کو ئن شاہ ہند و فرنگ

ایضاً بنام مہاراجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر

زد بعہد کوئن چو سکہ بخت — گشت جسونت سنگہ وارث تخت

سجع

بنام فرزند علی — ہر سبط محمد ست فرزند علی

بنام حسین بخش — یارب مرا بحق نبی و حسین بخش

بنام نذر محمد — ہر شے کہ بنگری ہمہ نذر محمد ست

بنام نذر محمد ولد محمد اعظم ولد کامل — رسم کامل شدہ از نذر محمد اعظم

چیستان ریل

آن جانورے کہ محض بی بال و پر ست — در سیر روش چو برق شور و شرر ست
گر عکس دو حرف سر اسمش گیرے — گیرم کہ ترا ز نام و وصفش خبر ست

تمام شد دیوان دوم

نعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق کو بغیر خلق سب تھا معلوم
موجود تھا اوسکے علم مین ہر معدوم
اظہار سے عالم کے مگر تھی یہ غرض
تا سبکو خدا کے قدر مین ہو مفہوم

ولہ

ای بندۂ حق خدا کی قدرت تو دیکھ
عصیان پہ کرم فرط عنایت تو دیکھ
خود واقف جرم ہے ازل سے لیکن
محروم وہ رکھتا نہین رحمت تو دیکھ

ولہ

دیتا نہین مانگے سے بھی زنہار لئیم
خالی نہین پھیرتا ہے سائل کو کریم
بن مانگے وہ دے جو وہم انسان مین نہو
اللہ ری فرط رحمت عام رحیم

ولہ

اللہ کا وصف کر سکے کب انسان
اور لال ہے نعت احمدی مین بھی لسان
کس منہ سے کہے مناقب آل نبی
اصحاب کے اوصاف عیانرا چہ بیان

در نعت سرور کائنات

آدم کا الف ہے سرِّ اسم اللہ
اور میم محمد کا ہے احمد مین گواہ
مابینِ صفات و ذات ہی برزخ دال
یہ دال ہے دیوارِ عناصر کی پناہ

ولہ

اللہ کا بندہ ہون محمد کا غلام
گو ہون شہِ مردان علی کا ہمنام
ہون خاک مگر خاکِ درِ پیغمبر
پستی مری ہے برملِ طشت از بام

ولہ

خورشید سے روشن ہے محمد کا نام
کل وحی و صحف مین پہلے پہونچا ہی پیام
ہے بید مین صاف پیشگوئی موجود
باقی ہے نظام کسکو اب جاے کلام

ولہ

محمود محمد ہے تو بندہ ہے ایاز
ذرے کو ہے مہربانیِ مہر پہ ناز
طاعت مین سمجھا ہون اطاعت اوسکی
مین بندۂ درگاہ ہون وہ بندہ نواز

ولہ

آدم خلق اللہ کی کر تحقیقات
صورت ہی محمد کی ہر اک شخص کی ذات
گر پہلوِ راست پہ سمٹ کر لیٹے
رکھ کان پہ ہاتھ تب یہ معلوم ہو بات

ولہ

آدم مین جو تھا نور محمد موجود
اسوجہ سے قدسی ہوے اسو سجود
اللہ کہ راز تھا نہان سب یہ نظام
در پردہ تھی نور حق مین شانِ معبود

خمسہ بر غزل قدسی

ظاہر آفاق پہ ہے آپ کی عالی نسبی
سرورِ کون و مکان ہاشمی و مطلبی
رب ہے مداح تو محمود و محمد ہی نبی
مرحبا سید کی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی +

شب معراج ملایک کو غش آتے ہیم
ہو گئے عالم ارواح مین بیخود آدم

کیا کہوں خواب میں مجھپر بھی جو گذرا عالم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

اشرف الخلق ہے شاہ دوسرا تو بخدا — نسل آدم میں ہوا تجھسا نہ ہوگا اصلا
نور حق سے تو ہوا تجھسے ہے عالم پیدا — نسبتے نیست بذات تو بنے آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہے ہر اک علم میں استاد ترا رب غفور — ہر شئین سمجھے ہر ایک زبانپر ہے عبور
عربی کی ہوئی پر اسلیئے تخصیص ضرور — ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

گلشن ذات کی مانند صبا کی گلگشت — سمجھے کیا خاک خرد محو ہے یہ دائرہ طشت
فکرت و اوہام و خیالات کی کر کے طی دشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

آپکا کوچہ ہے الحق رہ عرش اعظم — وحیہ کلبی بنے جبریل جب آئے شاہ امم
کس طرح ترک ادب کا نہ ہو پھر مجھکو ہو غم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

جبکہ کوثر پہ کھڑے ہونگے وہ عالیدرجات — انبیا جاتے تشنگی حشر سے پیاسے ہیہات
ہاتھ پھیلا کے یہ لائینگے زبان پر سب بات — ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

راہ گم کردہ و ناکام و ملول و ششدر — آپکے پاس اب آیا ہوں بہت ہوں مضطر
چشم پوشی ہے فقط میرے گناہوں سے اگر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی +

رحمت عالمیان تم ہو اے بندہ نواز — شاہ سے تا بگدا ہند سے تا ملک حجاز
ہاتھ سبکی طرف دامن دولت ہیں دراز — بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

رومی و ہندی و زنگی یمنی و عربی

مجکو معلوم نہین نیکی اعمال کی راہ ۞ ۞ ۔ ہے گناہون سے مرا نامۂ اعمال سیاہ
شافع حشر ہے تو لطف کی لازم ہے نگاہ ۔ عاصیانیم نزا نیکی اعمال محو اوہ ۞ ۞

سوی ما روی شفاعت بکن از بے سببی

تو وہ عیسیٰ ہے کہ کہو دی ابہی امراض دلی ۔ خاکِ در خاک شفا بڑہ کہ ہے اکسیر سہی
لطف تیرا ہو پہر درد کی ایذا کیسی ۔ سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

دیگر

الیضاً قصیدۂ مقبول شہیدی

الف اللہ کا نام خدا مبدا ہے ابجد کا ۔ ہوئی وحدت سے کثرت جز و ہی نام شمار دکا
الف او رمد مین ہونا جلوہ گر جامی محمد کا ۔ رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم

سر دیوان لکہا ہے مین نے مطلع نعت احمد کا

دلیل روز روشن جسطرح ہے صبح کا تارا ۔ ظہور صبح صادق سی ہو نور انجم کا
ہوا کون و مکان مین جلوہ نور نبی ایسا ۔ طلوع روشنی جیسے نشان ہے شمس کی آمد کا

ظہور حق کی حجت ہے جہان مین نور احمد کا

مدینہ علم کا ہون حق بجا سنے فرمایا ۔ زبان ام الکتاب اور لوح محفوظ اونکی تھی گویا
الم نشرح اوسیکی شان مین فرقان مین آیا ۔ دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تہا

نہ تہا نام و نشان جن و زمین اس لوح زبرجد کا

خدا دصاف ہے صل علی طہٰ و یسین مین ۔ کہا لولاک شان حضرت ختم النبیین مین
جہان کیونکر سماتا آپ کی حشیم جہان مین تہا ۔ چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اونکی مسند کا

ثریا ماہ و خور ہین بارگاہ شہ کی قندیلین ۔ زمین کو گاؤ تکیہ آسمان کو سائبان باندہین
سپہر اطلسی کو اوسکے بچہونے سے نسبت دین ۔ چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہایا اثر نقش ایک بوند اونکی مسند کا

کری کعبے مین سرکے بل منات و لات اور عزا
عرب سے تا عجم بس رفتہ رفتہ یہ ہوا قصا
ہوا اک تہلکہ برپا و کفر و شرک مین برپا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا

عرب مین شور اوٹھا جس وقت اونکی آمد کا

جناب رحمت عالم کو حق نے وہ دیے رتبے
سلاطین کو ناز تھا اونہین کی شان کرم کے
جو ہیں فخر امم است تو فخر انبیا وہ تھے
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اونسے

تھا فخر عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا

وہ محبوب خدا سے بطین محبوب اونکی تھی گویا
انہین کے مرتبے سے تھا سدا یا مرتبہ انکا
کری تا پردہ پردہ مین رسوخ السد سے پیدا
شب معراج اونکو صاحب اونکا گہوارہ جنبان تھا

عجب رتبہ اونکا تھا روح الامین کو بھی حسد کا

مقابل اوسکی جب خورشید کو ذرہ کی نسبت ہو
دلیل رحمۃ للعالمین اسکو تم سمجھو
اوکیونکر پر تو خورشید انجم کا ظہور ہو بارد
وہ اس عالم مین دولت بخش تھا حورونکی آنکھونکو

گیا جنت مین طوبی تک سایہ اوس سہی قد کا

نظر کیا جب خیال برق تک عام یہ رتبہ
یہ رفعت قاب قوسین اور اس سے سوا پایا
تو آمد شد تہ بو جیو لو حق کا تھا وہ اک جلوا
شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوترآیا

بیان اوس [illegible] کی ہو کیا جذر او مد کا

عجب شک [illegible] کا [illegible]
محبت [illegible]
صفات و ذات مین بالا نہ تھا و نہ فرق ا جدا
شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوترآیا

بیان اوس قدم معنی کی ہو کیا جذر او مد کا

عجب آب روان کی [illegible] حضرت [illegible]
پیے [illegible] کو سب او پیاسا [illegible]
سر حشر مین بھی ساقی کوثر وہی ہونگے
روان [illegible] کوثر ایک قطرہ آب سے جسکے

اودون کیا وصف اوس [illegible] کا

وہ کہو [illegible] کون یار [illegible]
سے علم لدنی [illegible] عالم نے بخشا ہو

وہی تک خشکی ہوں مشکل کشا اونکو نہ کم سمجھو ۔ کشادہ عقدہ باطن ہی کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہی بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

وہ امی تھے مگر نام خدا ہی تھا سبق انکو ۔ مثال آئینہ روشن ہو سب طبق اونکو
کرو انصاف حل عقد میں کیوں تھی قلق انکو ۔ کشادہ عقدہ باطن میں کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

فروغ ذات تھا کیا خلقت اول وجود انکا ۔ غرض تھا مظہر کل [illegible] وہ گویا
بقای ذات سی ہو آپ کی کل سکے [illegible] ۔ فنا ذات ظاہر [illegible] فرق آیا
وہ جسم پاک گو [illegible]

بعینہ ہے سلامت جسم اطہر پیارا تھا جیسے ۔ مکان سے ہلے تو [illegible] بدل جائے
حلاوت سے تیسوں سیپاروں کے کہتا ہوں سمجھو ۔ نہ کم قدر اوسکی [illegible] ارکان کی
نہ افزون رتبہ قرآن مجرا سے مجلد کا

پر جبریل جل جاتے [illegible] جنت کی تمنا ہو ۔ یہ آدم سے کہ [illegible] شیطان کو پایا ہو
بلا تیں بیچ میں پڑ جای سر ٹکرای سودا ہو ۔ گر [illegible] شیطان اندھا ہو
ملا ہی قصر اخضر روح کو [illegible]

وہ جیسے جی خدا سے اور خدائی سے رہا شامل ۔ [illegible]
یونہیں وہ عالم برزخ میں بھی ہے با خدا شامل ۔ [illegible]
خواص اوس برزخ کبری میں [illegible]

بہت آئینوں میں گر پر تو شمع اک پڑے الو ۔ تو سارے [illegible]
یونہیں وہ مظہر ذات و صفات حق ہوتی تو ۔ گذر وحدت سے کثرت میں ہوتا ذات مطلق کو
نہ بنتا صفر [illegible] احمد [illegible] احمد کا

دم عیسی کوئی بھرتا ہے کوئی خضر کا دیکھو ۔ نصیری [illegible] کوئی دیکھو
نہ جای فخر ہے فخر رسل کا ہو نہیں کلمہ گو ۔ [illegible]
سمجھئے نام مبارک کا [illegible]

ہوا شق القمر سے ماہ کامل اور بھی رخشان
یہ انجم مہربانی کی نظر سے ہیں ترے تابان
بڑھا رجعت سے خور کا مرتبہ پھر کیوں نہ ہو نازان
ترے پابوس سے ہفتم فلک ہے منزل کیوان
ترے سجدے سے ہشتم آسمان ہے فرق فرقد کا

خداوند نعم آپ اور رب منعم ہمارا ہو
اجابت اور رحمت وقت دعوت ہیں ترے شہرہ
طلب نعمت کی پھر کفران نعمت ہے جو چھوٹیں تو
خدا ہی مانگی کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو
ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کی مقصد کا

شفاعت سے تری آئینگے مسلمان بزم جنت میں
رہینگے نام کو باقی ہزاران بزم جنت میں
ہنسی سے کہ بہشتی ہو سکے مہمان بزم جنت میں
بنینگے جس گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت میں
کھلے گا حال امت کو ترے انعام بیحد کا

بھلا زاہد گنہگاروں کی کیا جانے حقیقت کو
نہیں گر اب یقیں تو دیکھ لینگے خود قیامت کو
گرو ہمیں عصیاں کیں شفاعت اور رحمت کو
لب گوہر فشاں وا ہونگے جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر میں نکلنگے نیک منہ بد کا +

خدا نے شرط تھی روز الست اس سے جو لکھوائی
یہاں تو سنگ ہوئی بھی خجالت سے ہی پشیمانی
رہے قالوا بلیٰ تا یاد تھی یہ علت غائی
رہا کعبہ میں تیرے روضہ کے اوپر نہ جا پائی
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نظر آتا نہیں خورشید کا شپر کی عادت میں
رہے بوجہل بھی اور بولہب دونو قساوت میں
جہالت ڈالتی ہے کور باطن کو ضلالت میں
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت میں
محل باقی رہے اللہ کے قول موکد کا + +

قضای مبرم آکر صاف پھر جاتے جو تم چاہو
ذرا چشمک ہی سے بھی تیر قضا سے نکلے تو یہ سمجھو
لب معشوق کیا گوشہ بناتے اپنی چلے کو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو
تری خواہش کرے تیر قضا کو حکم گرد کا

جو تو ای صاحب لولاک گرم ناز ابرو ہو
خدا نا خواستہ گر دفعتاً غیر رضا جو ہو
لب معشوق کیا تیر نگہ تیر تر انداز ہو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کری تیر قضا کو حکم گرد کا

شہ لولاک تم ہی مظہر کل ہو بصد ایقان + تمہی ہو باعث ایجاد و ختم رحمت یزدان
رہے دور تسلسل لاکھ ہو گردورۂ دوران ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہی میرا ہی یہی ایمان

نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نہ خالق نے کیا پیدا ترا ثانی شہ ذیشان نہ منظور جناب کبریا تجھسا بنی انسان
معاذ اللہ وحی آسمان لائین بصد برہان ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہی میرا ہی یہی ایمان

نہ مانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نئے جوہر دکھاتی ہی اردو مین صفت تیری تمام اب فارسی کی دیکھنا ہو جائگی ترکی
یقیناً گھاٹ سی بھی ابتو جیحونکی یہ گذریگی تری تعریف سی میری زبان مین آگئی تیزی

صفاہان تک مسخر ہو گا اس تیغ مہند کا

کیے اس جوم سی رعنائی ہر ایک بند کی جسسے سلف کی شاعرونکی روح شاید خوف سے کانپے
ہوئی مقبول ہی امید مجکو حق کی جانب سے بجھین گے مثل تقویم کہن دیوان ہزارونکے

ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

نہایت اب تو شوق آستانہ دلپہ ہی غالب مری روح روان روضہ مین ہی اور سینہ مین قالب
اشارہ ہو تو خضر راہ ہون ابن ابی طالب ہوئی ہی ہمت عالی مری معراج کی طالب

میسر ہو طواف ای کاش مجکو تیری مرقد کا

مدینے کی چلونگا سر کے بل واللہ گلیون مین کبھی رکھونگا سر پر ذرا ترونکی لیکے تعلینین
کبھی پلکون سی مین جھاڑون حرم کو در کی صحرا مین کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین

کبھی گرد و پھیون مین کرون نظارہ گنبد کا

نہین حب الوطن اب بنے کی رہنے سے ہم گذری تمہارے شوق مین ہم کیا کہین جو جو ستم گذرے
زیادہ گو نہین باقی بلا سے کم ہی کم گذرے فراغ دل سے گر وان زندگی کا کوئی دم گذرے

حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

نہ لون تخت سلیمان سایۂ دیوار کی بدلے کرو نہین آٹھون جنت صدقے اک تیری مدینے کے

مجھی سے فخر ... کی ... — فراغ دل سے گزران زندگی کا کوئی دم گذرے

... قسمت ... شش مخلد کا

... ہو خال ... — حیات ... سے ہون اگر در پہ ... کشتا

بلا سے ہو نشان کا کوئی ... کو ... — ... کی زمین کی گونہ لائق ہو مرا لاشا

... ام اور دو کا

مجسم ... — کجا یہ روسیہ اور خاک پاک ... بطحا

... قسمت ... — ... کی زمین کی گونہ لائق ہو مرا لاشا

... ام اور دو کا

ہو ... — ... آرزو ... ہوں سے

... — تمنا ہے ... پہ ... روضی کو جا ...

... روح مقید کا

خیال ... — صلہ ... نے دیا ... رحمت سے

... — خدا ... شہیدی کس محبت سے

... نام آتا ہے محمد کا

... — حضور کبریا ... رعنائی پڑھے ... سے

... — خدا ... شہیدی کس محبت سے

... نام آتا ہے محمد کا

[illegible] نعت

... خدا — کسیکہ مظہر ذاتش بود ندید خدا

... خدا — چنان ز صنعت از جای خود رسید خدا

... نگاری نہ آفرید خدا

... کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار سجدہ عالم ہو [illegible] جو [illegible]
سنا نہ کان سے اب تک [illegible]

[illegible]

عجب حسن خداداد سے [illegible]
وہ نور پاک کہ روشن ہے جس سے ارض و سما

[illegible]

مسیح دم ہیں یوسف ہیں حسن [illegible]
ازل سے دیدۂ حق ہیں جواب تھے [illegible]

[illegible]

کیا اویس سے حضرت نے خواب میں [illegible]
کہا اویس نے اے بادشاہ حسن و جمال

بصورت تو نگاری [illegible]
ترا کشیدہ و دست از قلم [illegible]

بڑھا جو حسن کا یوسف کے ایکدن مذکور | تو دل گرفتہ ہوے سن کے اسکو شاہ غیور
صبا امین یہ لائے پیام رب غفور | ذرا جمال [illegible] دکھلا دو آئے [illegible] میں حضور

بصورت تو نگاری [illegible]
ترا کشیدہ [illegible] کشید خدا

جمال صورت و معنی ہوا [illegible] | [illegible]
شفیع امت و ختم الرسل رسول کریم | [illegible]

[illegible]

تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

مین ایک شب کا بیان تمسے کیا کرون حضرات ردای سرخ تھی کاندھی پہ اور چاندنی رات
ہوا غرض رخ روشن کے آگے بدر کو مات سما پہ بولی سما کھینچکر درود و صلوات

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

شکار مردم دیدہ ہوئے غزال حرم خدا رسی کی کمندین ہین گیسوی پرخم
خلیل خلت و یوسف جمال و عیسے دم جبین پہ صاف ہے ابرو کی بیت مین رقم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

ہزار مانی و بہزاد نے لکھے نقشا پر ایک خاکہ تلک خاک اونسے بن نہ پڑا
ہوا بصورت تصویر اونکو جب سکتا زبان حال سے وہ دونون یون ہوئے گویا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

پری پرون سے ملک بال حور گیسو سے مزار پاک پہ جاروب کش ہین ہر سو سے
مہک رہا ہے مدینہ بہشت کی بو سے بپا ہے شور یہ کوثر فلک لب جو سے

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

نبی کا تھا جو حقیقی تمام حسن و جمال کبھی نہ دیکھ سکا اوسکو کوئی اہل کمال
کیا بھی دیدۂ حق بین سے خواب مین جو خیال تو بیخودی مین یہ آیا زبان پہ شعر مثال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ ودست ازقلم کشید خدا

احد مین اور ہے احمد مین حرف فارق میم یہی ہے وحدت و کثرت مین باعث تقسیم
جمال مظہر حق مین ہے نور ذات قدیم خدا شناس اسیوجہ کرتے ہین تسلیم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نگاہ جب شب معراج میں پڑی ناگاہ
ملک جلو میں تھے اور دن تخت پہ شاہ
کہ ایک نور کا پتلا ہے جیسے چاردہ ماہ
یہ بولے دیکھتے ہی آدم صفی اللہ

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تسبیح کرتے گئے دم اسکے اسم ربانی
سپند لائے جلا کے ذخائر یزدانی
ادب سے حضرت ادریس نے بڑھکے پیشانی
درود پڑھکے یہ کہتے تھے آدم ثانی

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

در آئے خلد میں گلگشت کیلیے جو حضور
لیے رہی تھیں قدسی کہیں جماعت حور
ارم بہار و رونق تازہ سے ایک عالم نور
کہا یہ دیکھکے ہر ایک نے بفرط سرور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ابھی پہنچے جو عرش ہی طرف گئے آپ بے حجاب
اور پاس پہنچے جو محبوب حق قریب نقاب
ثنا تعال تعال آئی یہی شتاب شتاب
جناب حق سے ہوا تب حضور کو یہ خطاب

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

یہیں پل صراط پہ جس دن نگاہ ہوگی روز جزا
نظر پڑے گا نبی جب کہ آپ کا ہے تماشا
تماشا دیکھو نگا اک کے حسن صورت کا
پڑھو نگا شعر یہ بر پا کیا کے صل علی

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

سیاہ شفاعت امت ہے بدست شہ
کمال ہونگے مشوش تمام تھے

اجابت اُن کے صدقے ہو رونماتی پر
کہے یہ رحمتِ غفار فخر سے بڑھ کر

بصورتِ تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ترے جمال نے ہر دل میں کر لیا ہے گھر
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تجھسا محبوب

ہر ایک دیدۂ حق بین کا تو ہے نورِ نظر
جبھی ازل سے ہے وِردِ نظام آٹھ پہر

بصورتِ تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تمت

قصیدۂ ناتمام

کونسا دن ہو وہ فخرِ ملک و جن و بشر
خوابِ غفلت سے کہیں چونک کے اٹھوں وقتِ سحر

کہ کہوں ہند سے بطحا سے مدینے کا سفر
دوش پر کلبۂ احزان سے اوٹھاؤں بستر

منّ و سلویٰ مری کھانے کے لیے ہو سے لائیں
خوان نعمت کو کروں دور سے جھک کر تسلیم

مائدۂ عیسیٰ بھی افلاک سے او ترے لیکر
ردِّ دعوت نہ کروں لیک لٹا دوں کمبیر

کو نہیں شرط نمک مجھسے ادا ہو سکتی
خوانِ یغما سے تیرے رزق مجھے دے رزاق

پیر میں ایسا بھی تو نہیں تن پرور
کیا میں کمظرف ہوں جو اور کا ہوں دستِ نگر

رہنمائی کو جو خضر آئیں مری بر سرِ شہسوار
پیرِ ہدایت میں نہیں آپ سے کچھ وہ بڑھکر

سازِ بےسازی ہو سامان ہو بےسامانی
دمبدم آہ کا نعرہ ہو مرا کوسِ سفر

ہمسفر دوم سے ہو قافلۂ عصیان ہوں
نقدِ ایمان مجھے کافی ہے نہیں حاجتِ زر

آبرو خاک رہ غازہ سے ہوگی میری
پانوں کے آبلے ہوں مردمکِ دیدۂ تر

پشت ہو بارِ ندامت اگر میری دوتا
سمجھوں تعظیم بجا لایا ہوں ہو فخر اوسپر

ایضاً

کہ مرے ہے نکہتِ روحِ روان چمن
غذای روح و دل و دین شمیم جان پرور

ہی ترے لطف سے گلزار عالم امکان ++
کرم سے آپکے باغ جہان ہے تازہ و تر

نہال دین کو ملے سبز بختی جاوید
نگاہ آب بقا سے ہے خضر کے بر تر

بہا تھا ایکی انگشت سے جو آب زلال
اوسیکا قطرہ ہی تسنیم و قلزم و کوثر

تمہین ہو باعث ایجاد عالم تکوین +
تمہین ہو صاحب لولاک حضرت سرور

بسا خیال مری دلمین قد موزون کا
کیا ہی یا کہین عنقا نے میرے دل مین گھر

وہ قد ہے صورت شمشاد یا کہ نخل مراد
جھکا یا طوبے نے و سدرہ نے جسکے آگے سر

ہے سر خزینہ اسرار و معرفت یکسر
ہین مہر و ماہ و شب قدر صدقے اوس پر

اوڑایا خاک فلک نے بنا کے کاہکشان
ہے فرق بانگ سے ارض و سما کا تا سر

اوسیکی شان مین ہے اہدنا الصراط آیا
اوسیمین سالک عشاق کو ہین دل ششدر

نہین ہے کوئی شب قدر لیک سایۂ زلف
خدا رسی کی کمندین ہین زلف عنبر

نہ موشگافی مضمون کا ہے یہان یارا
نہ شعر طبع سے موزون ہو بوصف کمر

جہان مین نام ہی سنتے رہی ہین عنقا کا
مگر کسینے نہ دیکھا نہ ہے کچھ اوسکی خبر

ادب سے پانون کو چومون لگاؤن آنکھون سے
رکھون مین سر پہ سر فخر سے بدیدۂ تر

مین خاک پا کو کرون طوطیای دیدۂ جان
کہ سیر ہے مجھے ہر دو جہان کی مد نظر

چلے نہ گلشن ہستی پہ میری باد خزان
نہ آئے گلشن امت پہ اونکی جب صرصر

لقب ہی ہاشمی و مطلب ابو القاسم
ہے اسم اعظم احمد خطاب پیغمبر

کہا ہے وحی مین مزمل اور کبھی طہٰ
ہے ق ن الم بھی مضمر +

سناؤن حال مین معراج کا تجھے اونکی
یہ راز کھولون مین بستہ تجھپہ اے مضطر

ہوئی کسیکو نہ معراج اور نہ ہو ایسی
نہی کبھی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا تا محشر

بلایا حضرت باری نے جبکہ جانب عرش
چلے تو فرش سے تا عرش ہو گیا اطہر

ہوئے براق پہ بہر عروج جب وہ روان
ہوئی روان کو روانی سے آپکی نہ خبر

گئے وہ عالم امکان سے لامکان مین
کہ جیسے شرق سے لے غرب تک پھرائی نظر

تھے انبیا سر تسلیم کو جھکاتے ہوئے
صف ملک تھی ادب سے جلو مین تولے پر

خوشجہان نے دی زیب مکان است سے
ودیعہ خلد سے رضوان کبھی لایا پیش نظر
کہا یہ مالک دوزخ نے دور سے باادب
ہے تیز نار جہنم تمہارے دشمن پر
سنایا حوروں نے سہرا ادب سے کہہ مجرا
سہانا ہتی دو عالم کے ہو تمہیں مظہر
چلی ہوای خنک یہ شجر سے طوبی کے
شگفتہ غنچہ ہو جیسے ہمیں باد سحر
نثار لغت بنجوم فلک ہوا یا تنگ
فلک سے عرش تلک فرش ہو گئے اختر
دیا حضور میں آ مژدہ سب ارکباد
دبیر چرخ کا یعنی یہ قطعہ لایا نظر
ازل سے تا ابد تمسے ہے جہان آباد
تمہارا سایہ رحمت ہے تاج خسن ذ
نثار جان و دل اہل عالم امکان
ترے وجود مقدس پہ ہو بصوت زر

قصیدہ

ہو خورشید ذرہ ہی جمال روی احمد کا
جہان کا نور ہے اک پرتوہ نور محمد کا
نہ تھی آگے شب قدر اب جو ہی قدر و شرف اوسکا
سبب ہے پڑا ہی سایہ اونکی زلف اسود کا
وہان جب تھے تو مثل ابر رحمت تھا یہاں سایہ
یہاں آتے تو اوس عالم میں ٹھہرا سایہ اوس قد کا
شب معراج گذری فرش سی تا عرش اکدم میں
نہ گذرا اوسمیں کچھ بھی وسوسہ افلاک کی سد کا
کہاں ایسی ہوتی معراج ابراہیم و آدم کو
بڑھایا آپ نے ہی مرتبہ ایسے نبی اب و جد کا
شب معراج حضرت انبیا بولے یہ حیرت سے
یہ کچھ شان نبوت سب ہی مظہر شان ایزد کا
زمین و آسمان کا فرق ہی عرش و کرسی میں
دوبالا مرتبہ ہی اونکی مسند او مسند کا
حیات سرمدی ہی روح حضرت کو دو عالم میں
خلاف اسکے عقیدہ دے خدا ہرگز نہ مرتد کا
میان خالق و مخلوق ہی اک واسطہ اونکو
وجود پاک میں ہے سلسلہ حرف مشدد کا
ہے اسماعیل سی شان نبوت آپکی بالا
یوں ہی کعبہ سی رتبہ کم نہیں ہی اونکی مرقد کا
نبی ایسا ہوا ہی اور نہو گا حشر تک پیدا
یہی ہی اعتقاد و قول و ایمان پیر و مرشد کا
نہو متروک مجھسی کوئی سنت تیری صدقے میں
بجا لاؤں رہوں غیر موکد اور موکد کا
میں ہشیاری ہوں لیکن فیض پانا میں آسان ہے
سفر کرنا جیسی سہل ہے لفظ امہد کا

ہیں ہمین وفیض مقدم ورنہ یون لاکھون ستارے تھے — بڑا ہی پایہ ہو سے اونہین کی رتبہ فرقد کا
قضا وقدر ہے عین رضائے رحمت عالم — نہین ہے اسلیے تیر قضا محتاج کچھ رد کا
ازل سے ہے اوسکے ہاتھ مین شیرازۂ امکان — مجزا کرنے والا بھی وہی ہے اس مجلد کا
منافق اور مومن کو محک تھی آپکی صحبت — مثال آئینہ کھلتا تھا جوہر نیک او بد کا
نہ دیکھا کوہ سیم وزر کو سچنچے اونکی نظروں مین — تمنا سے سنگریزہ مرتبہ سمجھے زمرد کا
ازل سے تا ابد وہی معلم عقل کل کا ہے — وہ ہے مشتاق تعلیم اس خط لوح زبرجد کا
دو عالم ہین وہ حرف کن سے کن دو لب سے نکلا ہے — مشیت مین خدا کی کام تھا کیا کاوش کد کا
وہ شاہ انبیا نائب جناب کبریائی ہین — جہان مین سر ہنی کو فخر ہے اونکی خوشامد کا
پڑھی معنی ورمز وحی عقل کل نے یون اونسے — سبق خوان جسطرح ہوتا ہے کوئی طفل ابجد کا
فیوض ظاہر وباطن کا مطلق ہے وہی مبدا — ازل سے تا ابد ہے عام وہ ہے انعام بیحد کا
نجات عاصیان ہے منحصر تیری شفاعت پر — بروز دستگیری آسرا ہے بس ترے ید کا
بھروسا ہے ترا بس مجکو اپنی کامیابی پر — تکفل ہے تو ہے درگاہ رب مین ناکسی کا
زبان پر ہو درود اور آنکھ سے ہو دین روان اشک — روان جسطرح روانی ہو ہوون ہر ید کا
احد تک کچھ نشان عالم امکان نہ تھا جسکا — یہ موجودات صدقہ ہے فقط اک میم احمد کا

قبول خاطر اقدس نہو کیون عرضہ رعنا
واما السائل آیا ہے حسن خلق احمد کا

مناقب در شان جناب امیر حضرت علی علیہ السلام

رباعیات

جس نام سے ہے شفا وہ ہے نام علی — مفتاح در دین کی ہے صمصام علی
ہے ساحت عرش اونکا صحن دیوان — کرسی جسے کہتے ہین وہ ہے بام علی

ایضا

ہمنام خدا کے ہین علی نام خدا
حیدر اسد اللہ ہین ای صل علی
یان شیر نیستان تو ہی شیر قالی
ہے شیر ژیان اوسکے مقابل چیتا

ایضاً

از بار غم جہان سبکدوش کنی
درماندہ شدم بعرض سن گوش کنی
ای صاحب حل مشکلات عالم
بیچارہ شدم باز فراموش کنی

ایضاً

ازبسکہ بفکر این وانم حیران
ہم چارۂ کار خویش ہر سو جویان
جز بار گہت نیست مرا عقدہ کشا
بکن مشکل رعنای پریشان آسان

ایضاً

ہے نام خدا شان خدا شان علی
اور جسم جہان کی جان ہی جان علی
کر بعد نبی فخر دو عالم کہیے
شایان ہے شایان ہی شایان علی

ایضاً

ہے ورد مجھے آٹھ پہر یاد علی
اسم اعظم ہے حرز جان ناد علی
حیدر در شہر علم دین ہین رعنا
دیوارین ہین اس شہر کی اولاد علی

ایضاً

ہر وقت خدا کو کرتے تھے یاد علی
راضی تھے رضا قضا پہ تھے شاد علی
حیدر کے سوا مالک کونین ہے کون
ہین دست خدا نبی کے داماد علی

ایضاً

محبوب نبی تھے عاشق زار علی
ہین احمد مختار کے مختار علی
اعدا کے سر پہ دست موجن مین ہین
شمشیر ظفر حیدر کرار علی

ایضاً

فردوس کے ہین رونق گلزار علی
گلزار خلیل مین تھے گلنار علی
انکھون مین محبون کی ہین گل تر
ہین دل مین عدو کے صورت خار علی

ایضاً

ایضاً

یوسف کا جمال تھا تو حسن یعقوب
نوح کا حلم تھا تو صبر ایوب
مقصود دو عالم ہیں علی نام خدا
محبوب الٰہی کے علی ہیں محبوب

ایضاً

بھائی تھے نبی کے پسر بوطالب
اللہ کے شیر تھے علی غالب
دو آنکھ کی اک نظر ہے جس طرح نظام
یک جان تھے نبی علی مگر دو قالب

ایضاً

افضل ہیں سلیمان سے گدایان علی
یوسف سے عزیز ہیں غلامان علی
خورشید کرم ہیں بوتراب اے نظام
ہے ذرہ خاکسار مردان علی

ایضاً

ہر بار کہ علی ملک گرد سجود
بر نام مبارکش بخوانیم درود
عادل بدو دال نام پاکش ابدال
ور پنجتن ست زین دگر نیج فزود

[illegible]

ایضاً

گوہر سے زبان نے ہیں صدف کو ہے شرف
بیمغز ہے استخوان جو ہے در سے جدا
پیدا ہوئے کعبہ میں علی نام خدا
کعبہ جو صدف ہے تو علی در نجف

ایضاً صحابہ کرام

وصف بوبکر محمد یار و اصحاب
یکسان است ز طفلی و پیری و شباب
اعداد حروف بکر نے صفر ہیں
رعنا ز احد عشر صد گیر حساب

ایضاً

از ذات عمر کہ یافت شوکت اسلام
حقا کہ بدست از آن لشکر شاہی اسلام
از حرف عمر برآر اعداد و ببین
شاہیست کہ در گرفتش یافت نظام

ایضاً

عثمان غنی ست باذل و مرد خدا	در آب و گلش بود سخاوت عطا
ای ابرار حروف نام عثمان کن جمع	از دیدهٔ حق ببین که پیداست سخا

قطعہ

چون محمد وان قلب علی ست	بوتراب ست قالب اسلام
چشم صدیق گوش او فاروق	ہست عثمان چون زبان در کام

رباعیات در شان اہلبیت علیہم السلام

رونا غم شبیر میں عادت یہ ہے	بس اپنے طریق میں عبادت یہ ہے
بیداری میں گریہ خواب میں ہے رونا	ای مومنو رویت کی شہادت یہ ہے

ایضاً

مومن کی نجات ہے رہے گر مغموم	سنئے ماتم شبیر کی بخشش معلوم
دنیا میں کیا اگر غم سرور دین	غم دین میں ترا کہا سکینگے شاہ مظلوم

ایضاً

بیغم غم شاہ سے نہیں کوئی پیر	اکبر کے قلق میں نوجوان ہیں دلگیر
ہیں سوگ میں ناموس کے اہل عصمت	نالان غم اصغر میں ہیں اطفال صغیر

ایضاً

شبیر نہیں جو جان کو فدیہ کیجے	شامی بھی نہیں جو اونکو کشتہ کیجے
رہ گیا قلق شاہ فقط باقی ہے	آنکھیں جب تک ہیں خوب رویا کیجے

ایضاً

شبیر نہیں نہ عرصۂ کرب و بلا	شامی بھی نہیں جو اونسے لیجے بدلا
باقی ہے غم شاہ بس ای مردم چشم	دل کھول کے خوب رو تو ہر صبح و مسا

ایضاً

پیری میں شباب یاد جب آتا ہے
اکبر کی جوانی کا قلق ہے رعنا
دل مثل حباب پھوٹ کے بہ جاتا ہے
نوشاہ کا غم اور بھی رلواتا ہے

ایضاً

اکبر کا قلق جہان میں ہے عالمگیر
اکبر کا الم نام سدا ہے ہر دم
روتے ہیں بہشت میں بھی اکثر شبیر
آخر دم ذبح بھی یہی ہے تکبیر

ایضاً

قل رکھنے کی واللہ نہیں دل میں جا
یہ عالم حب پنجتن ہے یعنی
نور خورشید سے ہے روشن ذرا
کوزے میں سماتا نہیں جیسے دریا

ایضاً

سیراب ہوا فرات پر لشکر شام
اسرار یہ تھا کہ ساقی کوثر تھے
پیاسے رہے تین روز دریا پہ امام
القاسم محروم بنی کا ہے کلام

ایضاً

شادی رچی مہندی لگی سہرا بھی بندھا
القاسم محروم بنی کا ہے قول +
کام آیا بروز عقد لیکن دولہا
یہ شادی مرگ عقد سے عقدہ کھولا

تمت

مخمس نظام بر سلام دبیر

داغ بر دل ماہ ہوا اور خاک بسر چاندنی
ماہ ہے حلقہ زن ہالہ مکدر چاندنی +
چاک ہے مثل کتان جسم قمر پر چاندنی
مجرئی ہے سوگوار ماہ حیدر چاندنی
اشک ہے شبنم بکا کرتی ہے شب بھر چاندنی

ابتدا ہے دین پیمبر تھے تو حیدر چاندنی
چادر تطہیر سے اور ہو برابر چاندنی
نور حق کے سامنے کیا ہے منور چاندنی
فرش ایوان علی سے کب ہے بہتر چاندنی
چاندنی چھانٹوں تو جھڑتی ہے زمین پر چاندنی

چاندنی کا کھیت رہجا تو سے کٹے زہرا کا باغ
ماہ دین چھپ جاے چمکا دے قمر سینہ کا داغ
روشنی شاہی کراتین تیرہ باطن بد دماغ
اے فلک اندھیر ہے عابد کا زندان بے چراغ
اے زمین کیا قہر ہے فرش ستمگر چاندنی

فرض کیجے گر ہلال دین رسول اللہ کو
چودھوین مہدی ہو دین بدر کامل دیکھ لو
اسلیے نور خدا کا پرتو اسے ہے مومنو
تا کمال چار دہ معصوم روشن سب پہ ہو
چودھوین شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

نور مقدم سے ہوا حضرت کے روشن اک جہان
ہے زمین بدعت سے پاک اور ظلم سے صاف آسمان
صبح صادق ہے فروغ مہر کا جیسے نشان
مہدی دین ہین نہان فیض ہدایت ہے عیان
چاند جیسے ابر مین اور جلوہ گستر چاندنی

کسکو یہ معلوم تھی تقدیر علام الغیوب
قلزم رشک مصیبت مین ہر اک جا ئیگا ڈوب
پر گردون دو دن مین دیکھا تھا اندھیر خوب
ہوتے ہی طالع کیا ماہ جوانی نے غروب
چار دن بھی دیکھنے پائے نہ اکبر چاندنی

تیرہ دل سے نور یونکو ہے ازل سے عار و ننگ
ہین جو وہ سایہ تو یہ ہین نور وہ شیشہ یہ سنگ
شامیون کی ہے فرشتون تک غرض عرصہ یہ تنگ
ہر مہینے دشمنان دین سے ہے سرگرم جنگ
جسے رخ پر رکھتی ہے ماہ نو کا خنجر چاندنی

رجعت خورشید اور شق القمر اعجاز تھا
عقل کل کیا کار فرمای ازل ہمراز تھا
صاحب لولاک پر اونکو نہ کیا کیا ناز تھا
عرش اعظم جنکے گھر کا فرش پا انداز تھا
فرش کی خاطر نہ تھی اونکو میسر چاندنی

فتح جنگ بدر سے وہ شہرہ آفاق تھے
صف شکن تھے من چلے تھے جنگ کے مشتاق تھے
غازیون کو قاسم جنت یہ استحقاق تھے
حلہ نورانی فردوس کے مشتاق تھے
دیکھکر عاشورہ کی شب کو دلاور چاندنی

اس قران سعد سے کیونکر نہ وقف یاس ہین
نور عین شیر حق جب ماہ دین کے پاس تھے
شامیان تیرہ باطن تا بلا وسواس ہون
شمر سے لیجا کہ شہرت سے جدا عباس تھے

یہ نہ سمجھا ماہ سے چھوٹیگی کیونکر چاندنی

آہ ہی سوز جگر سے صاف چونہ کی ڈلی
آج کیا ہے رونق تعلی قمر کی کھل گئی
تھا سحر عل بنا لیسک مہ کامل جبھی
جب سپیدی روضۂ شبیر مین ہونے لگی

گرد روضے کے پھری چونہ مین ملکر چاندنی

جسطرح سے آنکھ دو ہین ایک ہی لیکن نگاہ
صورتاً ایک مغائیچ ہین ز اشتباہ
رات دن شام و سحر ہی سے لیکر تا بماہ
اتحاد پنجتن پر سے ملکے ہین چارون گواہ

دھوپ خورشید درخشان ماہ انور چاندنی

عمر و دولت غافلو دنیا مین ہی خواب خیال
بدر کامل صاف ہو جاتا ہے گھٹ گھٹکر ہلال
ہے مثل مشہور آخر ہر کمالے را زوال
مال و زر کیا چیز ہے بس چاہیے فکر مآل

فی المثل ہی چارون کی ای تونگر چاندنی

قوس ابرو ابر مین اور بدر مین وہ تھی کمان
تھا شب معراج مین قوسین کا اوسکو گمان
کہ ہلال عید تھی وجہ فروغ آسمان
ابروِ ماہ بنی ہاشم سے روشن تھا جہان

بدر سی اس ماہ نو مین ہی فزونتر چاندنی +

روح کو کب جسم خاکی مانع ادراک ہے
نوٹ ہی کچھ جسم سے جانکو نہ مطلق باک ہے
نور تو ہے نور اور جو خاک ہی وہ خاک ہی
خاکسار ونکا ہر اک دھبے سی دامن پاک ہی

گرد آلودہ نہین ہوتی زمین پر چاندنی +

ہے ولای اہلبیت مصطفےٰ جنت کی رہ
غم نہین عصیان سی پیش آئے اگر روز سیہ
ماہ حب سے قبر مومن ہو گئی نخشب کا چہ
پنجتن کا داغ ماتم ہے وہ ماہ چاردہ

بنگئی تاریکی مرقد سراسر چاندنی +

آب کوثر کیون نہ جینے کی تمنا مین پیا
مثل عیسی کیون نہین نادِ علی پڑھکر جیا
خیر اوسکو خضر نے گر مشورہ یہ ہی دیا
نام روشن کیون نہ حیدر کا سکندر نے لیا

پردۂ ظلمات مین جاتی میسر چاندنی

نور لو کیسی منور تھی وہ عاشور کی رات
کوئی سمجھا تھا شب قدر اوسکو کوئی شب برات

اس سے بھی بڑھکر تعجب خیز ہے ایک اور بات — جبکہ سقائے سکینہ نے کیا قصد فرات
فرش ہونی کو بنی پھولوں کی چادر چاندنی

زخم تن سے مہ لقا تھی صورت شق القمر — چادر مہ چادر مرہم خوشی سے تھی مگر
نور تو یہ ہے بیان راوی باد سحر — کہتے تھے لاشے شہیدوں کی ہوا ٹھنڈا جگر
مرہم کافور تھی ہر زخم تن پر چاندنی

عین ایمان ہے زیارت ہر مسلمان کے لیے — تحفہ مولیٰ کی حضوری کا ہے انسان کے لیے
وقف کے حق نے سعادت ماہ تابان کے لیے — رہروان روضۂ شاہ شہیدان کے لیے
فرش کرتا ہے قمر ہر اک قدم پر چاندنی

سایہ کی ہمسایگی نانا کو جب تھی ناگوار — آیۂ تطہیر کو عصمت پہ اونکی افتخار
بند رہتی تھی جبھی چشم فلک لیل و نہار — کربلا کی راہ میں زینب جو ہوتی تھیں سوار
چاند کو کرتی تھی پنہاں ابر بنکر چاندنی

کوچ ہوتا تھا اگر دنکو تو ہو جاتی تھی رات — دیکھ لے سایہ پری کی تھی کہاں یہ ثبات
دور تک دیتے تھے پہرہ اہلبیت پاک ذات — سامنے شاہ دو عالم روک دیتے تھے قنات
تھامتے تھے راس جب عباسؑ و اکبر چاندنی

گردش تقدیر سے نیرنگ تھے دیکھے خوب خوب — یہ گھڑی دشمن پہ بھی لائے نہ غفار الذنوب
کیوں نہ سیل اشک میں یہ سنکے جائیں لوگ ڈوب — ایکدن وہ تھا کیا جب ماہ زہرا نے غروب
گاہ سینہ پر دھوپ تھی اور گاہ سر پر چاندنی

کب شب عاشورہ میں تاب مہ تابان رہی — حلقہ زن ہالے میں تھی چشم قمر گریان رہی
چادر مہ نور یوں مثل کتان پران رہی — لاش زہرا کے قمر کی دشت میں عریان رہی
لوٹتی ہے خاک پر اس غم سے گھر گھر چاندنی

گرد مہ ہالہ نہیں یہ حلقۂ ماتم ہے آہ — ہر مہینے داغ بر دل شام سے لیتا پگاہ
گاہ ہے عشرہ میں پھرتی خاک بر سر پھر سیاہ — اوس پہ کامل کا یہ غم ہے کہ کشتہ ہو گیا
ماتمی صف کیطرح بچھتی ہے گھر گھر چاندنی

اسمِ اعظم نام او دین ہی اللہ الصمد
ہی جیدہ اعدا وہین نام خدا بالا سے صد
فخر حُسن اتفاق اوسکو نہو کیون لاتعد
ای خوشا طالع کہ ہو نام حسینی ہمعدد
کیون نہو روشن دلونمین نام آور چاندنی

بیزبان کی پیاس کا صدمہ ہوا شپیر کو
او سنے سمجھا یا جب نہ فرات و نیر کو
التجا سے او سنے بھیجا تا ب بیر تنویر کو
اشتیاق شیر جنت و ینی تھی سب بے شیر کو
قاصد نہر لبن تھی بھر عطش یا چاندنی

نور اول سے محمد کے ہوا روشن جہان
آفتاب حشر ہو سنگے مہد سے آخر زمان
راہ دین احمدی سیدھی ہی مثل کہکشان
احمد مختار ہین نور خدا سکے آسمان
حیدر روز بدر انور شبیر شبّیر چاندنی

آیا عاشور کو جسدم قتل کا حکم یزید
یان صف ماتم بچھی تھا شامیونمین جشن عید
تھی سلح بندی کہین ترتیل قرآن مجید
شام سی سامان صبح قتل کرتے تھے شہید
نور کا تڑکا تھی بہر فوج سرور چاندنی

خار ہو سورج کہی پر دین بھی خوشہ چین بنے
کیا عجب کب ذرہ خاک شفا پر دین بنے
صورت گلزار ابراہیم وہ تزئین سے بنے
روضہ سرور کے گلشن مین اگر گلچین بنے
بھر لے دامن مین گل خورشید انور چاندنی

ہی جو جنت بو ترابی سے مخمر آب و گل
ہین ہلال آسا محب کا سیدہ و الشمس و الضحیٰ حل
یون مصائب سی تو دل ایک ایک کی جا تا ہی جل
ظلمت زندان عابد سی ہو زخمی انکا دل
ہی نمک پاش دل احباب حیدر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کا ادھر وہ مکر و کید
جس طرح پا لے پڑے صیاد سے بیچارہ صید
خانمان آوارہ گھر برباد او سپر آپ قید
ہوگیا تھا خون غمسی خشک رنگت تھی سفید
فرش پر سجاد کا تھا جسم لاغر چاندنی

ہی بجفت جای اخی صاحب شق القمر
فرش راہ قبلہ دین ہین وہان قدسی اگر
ذرہ پر وہ مہر کی فرمائین گر تجھیر نظر
روضہ پر نور مولی مین بچھانی ہے اگر

مہر کے چشمہ مین دھوای ماہ انور چاندنی

شام سے تھا شامیون کی تاک مین تا صبحگاہ
گرد لشکر صورت ہالہ پھرا کرتا تھا ماہ
احتیاطاً اور اگر جاری ہوا فرمان شاہ
لی طلایہ کی جو وان ماہ بنی ہاشم ذرہ
روشنی لیکر بڑھی پیش دلاور چاندنی

نور یو نور علی نور اسلیے اونکو کہا
سے تھے او جالے جو خدا کے گھر کے نور مصطفا
ایک جلوے سے منور ہوگئے ارض و سما
عکس خورشید جبین و ماہ عارض جو پڑا
آسمان پر دھوپ نکلی اور زمین پر چاندنی

جسم نور سے روشن ہوا سارا جہان
تھا فروغ وادی ایمن زمین سے تا زمان
چاک چلتہ تھا تن پر نور پر مثل کتان
نور تن چھن چھن کے پوشاک زرہ کی تھا عیان
چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

لشکر انجم کی صورت تھا گروہ باوفا
عقد پروین اہلبیت اور ماہ دین تھی مہ لقا
وہ براق مصطفیٰ حضرت شبیہ مصطفیٰ
زیر ران شبدیز وہ تھا پال جسکے سبز لا
زین ماہ نو عنان جوزا تھی پاکھر چاندنی

مہر کی تنویر ہر ذرہ کی آب و گل مین ہے
روشنی شمع دین ہر گھر ہر اک محفل مین ہے
ایک ہے تو مہر کا جیسے مہ کامل مین ہے
نور ایمان فیض حب شاہ سے ہر دل مین ہے
اک مہ برج امامت کی بنی گھر گھر چاندنی

دشت ذکی دھوپ مین گلزار ابراہیم تھا
چاندنی کا کھیت مشک خلد تھا صبح و مسا
نکہت پیراہن یوسف ہوئی موج صبا
نکہت باغ نبی سے بس رہی تھی کربلا
ہوگئی مقتل مین کھیتی ہی معطر چاندنی

صاحب شق القمر کو ناز ہو لولاک پر
مرتضیٰ کا حکم ہو معجز نما افلاک پر
لوٹتا تھا ماہ اس غمسی خس و خاشاک پر
فاطمہ کی بیٹیاں بیٹھی تھین فرش خاک پر
شرم سے جاتی نہ تھی مندان کے اندر چاندنی

بیٹھنے مانا کو تھین ہی نور کو سایہ سے کام
لیک گردش نے گہن مین آگیا ماہ تمام

بے

شام سے کفار کا مشہور ہے ظلم و ظلام　　عالم ظلمات سے کچھ کم نتھا زندان شام

جب وہان جاتی تھی ہوتی تھی کم چاندنی

داغ رنج ماہ دین ہر دل مین ہے ماہ منیر　　ہین عزاداران حضرت اسلیے روشن ضمیر

قبر زہرا ہے تماشاگاہ سپہر بے نظیر　　اک مہ داغ عزا مین کتنی جلوے ہین ذیر

قبر پر باہر چراغان اور اندر چاندنی

خمسہ نظام بر سلام باکی

خاک ڈالے سے نہین چھپتی قمر پر چاندنی　　رہتی ہے ہر حال مین مہ کی برابر چاندنی

چاندنی ہی فرش تھی اور مہ کی چادر چاندنی　　شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی

مجرئی کیا نور تھا تھی چاندنی پر چاندنی

سایۂ ہمشکل احمد ہے مقدر چاندنی　　گرد ہے بجلی ہے پیش روی انور چاندنی

سامنے اسواسطے ہوتی ہے ششدر چاندنی　　مجرئی ہے ماند پیش روی اکبر چاندنی

چاند مہر فاطمہ کا ہے مصور چاندنی

عرش سے اوتری اگر ہو کر منور چاندنی　　ماہ دہولائے کنار آب کوثر چاندنی

چادر تطہیر سے کب ہو برابر چاندنی　　رنگ بدلے روز اگر بہتر سے بہتر چاندنی

پائے ہمشکل نبی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

مرتبہ اظہر مین شمس اونکا ہے شام و سحر　　جد امجد نے کیا تھا آپکے شق القمر

رجعت خورشید کی باعث تھی حضرت کی پدر　　جس جگہ مہتابیان چھوٹین رخ خورشید پر

ماہ کا کیا منہ اور سامنے کیا برابر چاندنی

رشک سے ہوتے مہ کنعان مقابل سرنگون　　حضرت معصوم کا مل چاردہ ہون جو گنون

لال ہی گویا زبان کس منہ سے اونکا نام لون　　مدح حسن یوسف آل محمد گر لکھون

ہو قلم خط شعاعی اور دفتر چاندنی

گیندو قمر اوسکے گرد نعش ہالا ہو گیا　　نور ایمان حق مین نوری سے کے دوبالا ہو گیا

مرقد حیدر چاہ نخشب سے بھی اعلا ہو گیا اوج پر تھا اختر طالع اوجالا ہو گیا

قبر حیدر میں ہو گئی زہرا کی چادر چاندنی

جلوہ گر تھا جس قمر کا نور کل افلاک میں تھا شرف اوس ماہ کو بیت شہ لولاک میں
کیون نہ چھا جائی اندھیرا ہر دل غمناک میں چاند زہرا کا چھپایا آسمان نے خاک میں

ڈھونڈتی پھرتی ہے اب تک اوسکو گھر گھر چاندنی

حلقۂ ماتم ہے ہالہ ماہ سے وقف بکا باعث شق القمر اکبر ہی تھا ماجرا
کیون ہلال اس غم سے گھٹ گھٹ کے نہ ہو بدر الدجی اکبر مہرو کا نقشہ دھوپ میں جلتا رہا

لوٹتی ہے خاک پر اس غم سے اکثر چاندنی

اہلبیت پاک حق کی نور کی تصویر ہیں بالیقین شایان نزول آیۂ تطہیر ہیں
پنجتن مثل حواس خمسۂ شبیر ہیں احمد و حیدر بتول و شبر و شبیر ہیں

آسمان خورشید کرسی ماہ اختر چاندنی

نور پاک پنجتن سے صاف اس جا ہے ہم مہر و مہ قندیل پروین جھاڑ سارے حرم
نور کا صل علی عالم ہے گویا دمبدم روشنی بزم عزا کی لکھ سکے کیونکر قلم

ہون جہان انجم سپند اور دود مجمر چاندنی

تین دن تھا ہائے بے گور و کفن وہ مہ لقا سائبان تھا آسمان اور فرش خاک کربلا
غیرت خورشید لیکن رات دن صبح و مسا نعش شہ کا اور تو کوئی خبرگیران نہ تھا

دھوپ تھی دن بھر نگہبان اور شب بھر چاندنی

چرخ تو چکر میں تھا اور زلزلے میں تھی زمین کانپتا تھا عرش پر تھا بے سکت جبریل امین
لوٹتا تھا غم سے انگارون پہ خورشید مبین روح قتل شاہ دین اعدا سے علوی تھی حزین

سب کے دل پر داغ تھا اور تھی مکدر چاندنی

جس طرح اعجاز سے واقع ہوا شق القمر چاک ایسے ہو گئے وقت صبح دامان سحر
رنج میں صد پارہ اختر کے ہون شعبدہ گر ناوک سے دل کے سینہ پر ... نہ تھی جگر

میر کے مرثیہ میں لا دے اور رنگ چاندنی

نازپروردہ علیؑ کا فاطمہ کا لاڈلا +
چشم جان و دل مین بٹھلاتے تھے جنکو مصطفےٰ
زیر طوبیٰ روز جبرئیل اونکو لیکر جھولتا
ہای اونکی نعش ہو اور ریگ دشت کربلا
دھوپ دکھلانے سے جسکی چادر ماہ ور چاندنی

چادر مہ مدتون سے زیر استعمال ہے
پھر بچھا نظرون مین نورِ حق کی وہ کیا مال ہے
فرش درگاہِ مہ زہرا وہ ماہ و سال ہے
یہ تو اک مدت سے بزم شاہ مین پامال ہے
ای فلک اب تو رکھوا دے بدلکر چاندنی +

ماہ سے انجم کبھی ہوتے نہین جیسے جدا
تھے مہِ زہرا کے عاشق کبک وش حاصل علے
یاورِ شہ مثل پروین سب تھے تو وہ بدر الدجےٰ
سایہ سان ہمراہ شہ تھی ہو جدائی دخل کیا
چاند تھا سبطِ نبی اور سب تھے ہمسر چاندنی

چادرِ مرہم کافور تھی ای بوالعجب
کربلا مین جب قلم وہ ہو چکا ہی ہی غضب
چاندنی کی کھیت مین گلزار تھا زہرا کا سب
ایسے گل زخم شہیدان کی کھلے ہنگام شب
ہوگئی مثلِ گلِ شبّو معطر چاندنی

چاندنی کھلتی رہی یون شام کی گو راہ مین
غمسے گھٹ گھٹکر ہلال آسا یہ درد و آہ مین
تھا جہان تاریک چشم بانوی ذیجاہ مین
کہتی تھی بانو کہ شبہای فراق شاہ مین
دل پہ ہے قائم مقام نوک نشتر چاندنی

جنکے نانا نے کیا اعجاز سے شق القمر
ماہ انور کے رہے طالع کہ اوسکا ہو گذر
فتح جنگ بدر کے باعث ہوے اونکی پدر
ذکر کیا نعش مہ زہرا سے سر کے تا سحر
تھی سلیمان کی قرین جون مرغ بی پر چاندنی

ہو نصیب دشمنان یارب مصیبت جو سہی
چادر تطہیر تھی ہیہات اک باقی رہی
ساز نامحتاج کو محتاج سے تھے ای الٰہی سبھی
عترت اطہار کی زندان مین کیفیت یہ تھی
تھا فقط ہمگرہ اک شبنم کا بستر چاندنی

بدر کی فتح اور معجزہ شق القمر اوسکے حضور
پائے معراج اوسکے در پہ حضرت موسیٰ کا طور
گھر مین نازل جنکے ہوتین سورۂ آیات نور
پردہ پوشی امت عاصی کی تھی ورنہ ضرور

واسطے زینت کے آتی ہو گے مجھ چاندنی

آفتاب چرخ دین ہین برج ایمان کے ہین ماہ — کہکشان ہے حق سے جانب روضۂ اقدس کی راہ
فتح جنگ بدر سے اظہر ہین الشمس او نکا جاہ — روضۂ شاہ نجف کی بھی عجب عظمت ہے واہ

شمس شمسہ جسے چرخ گنبد پردہ در چاندنی

ایک تو مرقد منور اوسپہ حق کا پرتوا — نور حق رہتا ہے نازل رات دن صبح و مسا
نور کا عالم نجف ہے غرض اصل سے جلے — وہ سپیدی وہ در و دیوار وہ فرش صفا

رہ گئی جس در سے آتی ہو کے ششدر چاندنی

ماہ کامل ایک سا رہتا ہے جیسے صبح و شام — بدر کامل کی طرح ہین اس سے وہ اتمام
ہے سہ دین پر ہے آخر دین حق کا اختتام — بعد مہدی کے ہوا کوئی نہو یگا امام

چودھوین شب کو رہا کرتی ہے اکثر چاندنی +

شاہیان تیرہ باطن مین پڑی بس ہلچلی — ماہ سے ما ہی تلک ظلمت نہ مانہ سے ٹلی
آشکارا ہو گیا راز خفی و ہم جلی — آ گئے میدان مین فرزند حسین ابن علی

دام کے اندر قمر تھا اور باہر چاندنی

نور حق تھا چہرۂ انور سے روشن برملا — محو تھے قد سے زبا پیر تھا کہ ان کی اصل سے
کو شمسہ سے ہو خورشید کی صبح و مسا — نور رخ سے آفتاب چرخ پھیکا پڑ گیا

جسطرح خورشید کے آگے ہو مستر چاندنی

تھی ہلال آسا بشکل ماہ نو وہ نور بار — چاندنی ماری جسے زخمی کرے وہ خون فشار
آ گئے جنگ بدر کو بس یاد جسدم اوسکو — اک اشارے مین نکل آتی میان سے دو دا بقفار

جسطرح بدلی کے ٹکڑے لیتے نکلے چاندنی

معجز شق القمر دیکھو اسی عصر مین ہوا — رجعت خورشید تھی صہبا مین بھر مرتضا
فتح جنگ بدر کے باعث ہمین ہین مہ لقا — یہ رجز تھی لب پہ ہم ہین ماہ برج مصطفی

ماہ کا در ماہ سے ہے جسے مقرر چاندنی

چاندا رہی سے مہ تابان کا سینہ توڑ دین — نور سی گا د زمین کو شکل چوڑا جوڑ دین

گر تمہارے لیے تو مہر آسا اوسے بھی موڑ دین
ہم وہ ہیں گر منع کردین پڑ تامل چھوڑ دین

مہر ضو سیارہ گردش ماہ انور چاندنی

صاف آجائے رخ ماہ منور پر سحاب
اور گہن سے تا قیامت بھی چھوڑے آفتاب
مہربانی کی نظر سے گر نہ دیکھیں بوتراب
گر خدا ناخواستہ ہو ماہ پر چشم عتاب

جوں رگ بسمل رہے پیوستہ مضطر چاندنی

حشر کے دن کی مصیبت کو نہ دکھلائے گی خدا
سارے گھبرا جاتے تپنے سے دہوپ کی ہیں بلا
ہاں ہماری ہاتھ ہوگا رحمت حق کا لوا
جسکے سر پر سایہ ہوا سے ہمارے مہر کا

اوسکو ہوگا آفتاب روز محشر چاندنی +

آسمان پامال ہو جائے تو اسکا کیا عجب
ہم فقط ایجاد عالم کے ازل سے ہیں سبب
اہل بیت مصطفیٰ کا حق نہ دکھلائی غضب
اختیار اپنا ہے گر چاہیں زمین ہو منقلب

جسطرح ہو جائے دم میں لکھا کے تحفہ کر چاندنی

بدر ہیں ناخن مگر تشبیہ تو ہیں رشک قمر
ناخن پا کے ہلال شاہ سے بادر سے کے ہیں سر
نور حق سے مقتبس ہیں مہر و مہ شام و سحر
مستعد پر نور الٰہی ہوں جو ہو اہل نظر

ہر سر ناخن سے ہو پیدا منظر چاندنی

خرمن اعدا پہ نازل گر مثال برق ہو
صاف دو ٹکڑے زمین و آسمان کا فرق ہو
غرب سے لے ذوالفقار آخر محیط شرق ہو
سرکشوں کو آہن و پولاد میں غم غرق ہو

ہے ذرہ مثل کتان تیغ دو پیکر چاندنی

بن گیا اخلاق مجسم تجھے وہ شاہ تشنہ کام
بات تھی اعجاز عیسی جب سے تجھے وحشی بنا
دشمن بھی ہیں بھی سنگدل سے ہو گئے تھے غلام
کیا فصیح و روشن شیرین تھے حضرت کے کلام

شیر و شکر آب حیوان قند و گوہر چاندنی

میرے خمسے پر کہیں جب پنجتن جل علی
اس سے بہتر کونسا رتبہ کہ تحسین سے صلا
دین تو ہے نور علی نور اور بھی نام خدا
حاسدوں کو جیا ہے قسمت کا ہی یا کی گلا

ختم مجھ پر ہو چکا کلک معتبر چاندنی

نور ایمان ہی جسے کہتے ہیں حب علی   ہیں نبی محبوب حق اور وہ نبی کے ہیں وصی
گو دلا ہی پنجتن کافی شفاعت کو سبھی   تنگی و تاریکی مرقد سے گھبراتا ہے جی

یا علی ہو سوی جنت میری رہبر چاندنی

بند خمسہ و سلام نظام

چودھوین شب کو رہی مقتل مین بھی چاندنی   تین دن تک تشنہ لب شہید امین رہے تر چاندنی
تھی مہک مین عطر و عود و مشک غیر چاندنی   لیکے بھولوئین سموم کی تھی معطر چاندنی

قبر شہ پر بنگئی پھولونکی چادر چاندنی

ماہتاب دین کے تھی الحق مسخر چاندنی ++   نور نور مصطفٰے سے تھی منور چاندنی
ہو گئی مرتے ہی شاہ دین کو تیرہ چاندنی   بنگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی

قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسم چاندنی

روضۂ انور کے آگے ہے مکدر چاندنی   نور پونکی فرش رہ ہے گو مقرر چاندنی
بچھتی ہے روضہ مین پر باہر ہی باہر چاندنی   جا نہین سکتی ہے جس روضہ کے اندر چاندنی

کربلا مین رات بھر رہتی ہی ششدر چاندنی

چار دن کیا ہی پریشان بلکہ اکثر چاندنی   خاک چھانی کو بکو اس سے معنبر چاندنی
سوگوار بہن ہو گئی ہی کس کی مضطر چاندنی   پھر رہی ہے کس لیے حیران و ششدر چاندنی

کس قمر کو ڈھونڈتی پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

جا بجا شمع طور راہ شام مین تھی سایہ سان   یا کہ تھے ما نند شبنم پھول سے تن پر عیان
چادر مہتاب تھی جسم منور پر کتان   تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران

تھی سفر مین نکہت گل سی سبکتر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کی بڑھی جب دشمنی   حیف شادی مرگ قاسم عین ہفتم کو ہوئی
جا بجا نکلے محو چادر شبنم تنی +   چادر مہتاب آخر مسیح پھولونکی بنی

جب بچھا سے روز عقد ماہ شبر چاندنی

فرد مخمس

بیان کرتی تھی صغرا یہ ماجرای فراق | امید دید عزیزان نہین سوائے فراق
خدا کسی کو نہ دکھلائے صدمہ ہائے فراق | کسی مباد چو من خستہ مبتلای فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

ہوئے مدینہ مین داخل جو عابد ذیشان | تمام جمع ہوئے آکے اہل شہر وہان
جو پوچھا کون ہو کہنے لگے امام زمان | غریب بیکس و مسکین فقیر سرگردان
کشیدہ محنت ایام و دردہائے فراق

سلام نظام

بسکے پھولون مین بسی تھی معطر چاندنی | قبر شبیر پہ لگی پھولون کی چادر چاندنی
ہوگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی | قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسم چاندنی
جا نہین سکتی ہے جب روضے کے اندر چاندنی | کربلا مین رات بھر رہتی ہے ششدر چاندنی
پھر رہی ہے کیسی حیران و ششدر چاندنی | کس قمر کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے گھر گھر چاندنی
یون فلک مین ہے درون دیدۂ تر چاندنی | جسطرح چھائی تہ آب سمندر چاندنی
تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران | تھی سفر مین نکہت گل سے معطر چاندنی
چادر مہتاب آخر سیج پھولون کی بنی | جب بچھائی روز عقد ماہ شبیر چاندنی
روضۂ شاہ دو عالم مین ہے عالم نور کا | شمع کا نوری سے ہے اندر اور باہر چاندنی
نوریون کے زخم تن پر مرہم کافور تھی | تاریون کی گھاؤ پہ تھی مثل اخگر چاندنی
ظلمت زندان مین کام آئی نہ بہر اہلبیت | کیا جواب احمد کو دیگی روز محشر چاندنی
رفعت شان خیام چرخ دین صل سے علے | تھا کلس گر ماہ تو خیمے کی چادر چاندنی
شام کے رستے مین عابد نے دیکھا گرم و سرد | دن کو سر پر دھوپ تھی اور شب کو بستر چاندنی
اوج زہرہ طالع خبان مین نوبیون کیواسطے | جام کوثر ماہ ہوگا آب کوثر چاندنی
معجز شق القمر کا مدعا روشن ہوا | نصف لین شبیر اور لین نصف شبیر چاندنی

شامیان تیرہ باطن میں عجب اندھیر تھا
کہتے تھے جائے نہیں خیمے کے اندر چاندنی

کربلا سے ہو مزار فاتح بدر و حنین
چاند سے بھی ہے بہت بڑھ کر منور چاندنی

تا قیامت ہو گیا ماہ یہ ہالہ نشین
ہے صف ماتم عزا اپنا تو ہیں گھر گھر چاندنی

دیر کیا تھی لب ہلا دیتے جو شاہ تشنہ کام
جام بنتا ماہ اور پانی سمٹ کر چاندنی

فاطمہ صغرا نے خط جب ماہ حیدر کو لکھا
کربلا میں بن کے آئی کبوتر چاندنی

دی عروسی ماہ شبر کو عروسی میں جو تھا
ماہ گوہر بن گیا اور آب گوہر چاندنی

ماہ سے ماہی تلک ہے دھوم جنگ بدر کی
ماہ نو تیغ علی ہے عکس جوہر چاندنی

ماہ زہرا کربلا میں شب کو چلتے تھے جو راہ
آگے آگے تھی جلو میں بن کے رہبر چاندنی

جبکہ پنہاں خاک میں ماہ امامت کو کیا
بن گئی برج مزار ماہ حیدر چاندنی

روضۂ ماہ امامت کی سفیدی میں مدام
شکل ابرک کے سپیدا کرتی ہے پیکر چاندنی

خیمۂ زنگاری شہ پہ کلس تھا نقرئی
پا سمٹ کر ہو گئی تھی وہ مسخر چاندنی

آسمان احمد علی خورشید ماہ دین امام
جلوۂ نور ہدایت ہے یہ گھر گھر چاندنی

ماہ پاروں نے جو کی صیقل سلاح پر ہر جنگ
رہ بنی پھر جلا تیغ دو پیکر چاندنی

جب جلایا شامیوں نے خیمۂ ماہ نبی
ہو گئی سیماب کے مانند مضطر چاندنی

خاک میں ہے چاند سی صورت علی کے لال کی
اس لیے دنیا میں ہے اب خاک بر سر چاندنی

ماہ پارے صاحب لولاک کے عریاں رہے
چاک ہے مثل کتان جسم قمر پر چاندنی

داغ ہے دل منبر گردوں پہ ذاکر ہے قمر
فرش ہے بہر عزا داران اکبر چاندنی

چاہ نخشب قبر مومن ہے شب ماہ دین میں
شمع باہر جلوہ گر ہے اور اندر چاندنی

خاک ہو زندان میں بستر بہر اہل بو تراب
اے فلک اندھیر ہے فرش ستمگر چاندنی

ماہ ہے قندیل ہالہ دامن قندیل ہے
ہے ضیا بار شمع یا روضہ کے اندر چاندنی

جو اجالے صاحب شق القمر کے گھر کے تھے
حیف زندان میں نہ ہو ان کو میسر چاندنی

ہو گئے نوری سبھی جلنے سے دل برداشتہ
جب شب عاشورہ میں نکلی مکدر چاندنی

ہیں ولائے پنجتن کے چرخ پہ پانچوں گواہ
کہکشاں مہر و ثریا ماہ انور چاندنی

نعل سے تیغ شہ شبیر یاد مرتضیٰ کو جو ہلال
چار دن کی چار سو تھی ہر قدم پر چاندنی

عترت ماہ امامت سب رواں ہوئی شام میں
منہ نہ دکھلائے علی کو روز محشر چاندنی

آسمان دین کی ہو شبیر غزا میں کیا عجب
شمع کی لو ماہ داماں ہو منور چاندنی

ماہ داماں لگن ہے روضہ پُر نور میں
بن گئی ہے شمع کافوری سمٹ کر چاندنی

کربلا میں پہنچی نعش شہیداں کے لیے
چادر مہ دی اوڑھا کر فرش بستر چاندنی

ہو گیا شق القمر سے طور کوہ بو قبیس
ہو ید بیضا کا اعجاز پیمبر چاندنی

باغ زہرا کٹ گیا جب چاندنی کھیت میں
ہو گئی برباد آخر مثل صرصر چاندنی

ماتم یوں عالم میں فیض چاردہ معصوم ہے
ایک سی پڑتی ہے جیسے خشک و تر پر چاندنی

ماہتابی پر ہوا اطلاع جو ماہ فاطمہ
ماہ نے سجدہ کیا لوٹی قدم پر چاندنی

ماہ کو اصغر سمجھ کر گود میں جب سم کھیلتے
سامنے آتی کبھی بہلاوے اصغر چاندنی

عابد بیمار کا ہے چہرہ رہے مثل ہلال
کربلا میں ہوگئی گھٹ گھٹ کے لاغر چاندنی

دیکھ کر یا حسرت ہم شاہ فرمانے لگے
اب نہ دنیا میں دکھائیگا مقدر چاندنی

بعد قتل شاہ تیرہ ہو گیا ماہ منیر
جا چھپی ظلمات میں مانند خضر چاندنی

پاسبانی ماہ کرتا تھا در شبیر پر
شب کو دیتی تھی طلایہ گرد لشکر چاندنی

خیر سے آتے تھی تبسم ماہ دین کو آگیا
نور دندان سے ہوئی گویا مکرر چاندنی

نقطے میں عقد ثریا دائرے میں کل ماہ
ہے بیاض وصف شہ میں ظرف مسطر چاندنی

نور کے مطلع لکھے رعنا نے وصف شاہ میں
کی غرض معجز بیانی سے مسخر چاندنی

قصیدہ غوثیہ در تعریف شامیانہ مزار پرانوار

زیر فرمان ہیں مرے آج حد و شد اور قدم
جی میں آتا ہے کہ ڈالدوں طرح عالم

دل میرا نور میں ہے عالم وحی یوحی
لب میں ہے معجزۂ عیسیٰ ابن مریم

میری عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ اکبر
میں نہ عالم میں سماتا ہوں نہ مجھ میں عالم

کیا عجب ہاتھ سے دست ہو ید قدرت
نام سے جسکے نشان شرف عالم ہے
جان بیجان مین حس پائی تو آجائی دبھی
یعنی محبوب خدا سید عبد القادر سے
خرق عادت مین ہی ہر بات مین اونکی اعجاز
حسن صورت کی ہی یہ وجہ کہ وہ ہین حسنی
خلق مین ثانی احمد ہین تو خلت مین خلیل
اونکی مدحت تو بڑی بات ہی اور چھوٹا منہ
شامیانہ کہین ایسا بھی سنا ہے فرما
جیسے قرآن سے ہی جزو ان کو اونکی نسبت
مرقد پاک کو نمگیرہ سے نسبت ہی وہی
نور بافون نے اوسے تار شعاعی سے بنا
صبح صادق کا ہو جس رنگ سے خیط ابیض
کیا عجب چادر مہتاب کتان کی مانند
قد سے جو چاہین کہین فکر ہی اپنی اپنی
عرض کا اوسکے بیان طول ہے اللہ اللہ
شامیانہ سے ہی یہ فرق نوای احمد
اوسکا سایہ ہوا محبوب خدا کا سایہ
بیل بوٹہ ہی عجب باغ رضوان جس سے
بیخزان ہو وے نہ کس رنگ سے اوسکی بہار
کام جان کیون نہ لین خالق حسن کی بوجہی
کارچوبی یہ ہوا طوبے سدرہ کا گمان
کہکشان وہ ہی تو جھالر ہے مقرر یہ وہین

لوح محفوظ ہو کاغذ تو بنے کلک قلم
ورد وہ نام خدا ہے مرا اسم اعظم
دل ہی بھرتا ہی سرافیل کا صور اوسکا دم
اسم اعظم کہو حضرت کو کہ غوث الاعظم
غوث ثقلین سے کے تابع ہی حدوث اور قدم
حسن سیرت مین ہین وہ بہتر نسل آدم
حلم مین نوح ہین موسی کلیم و عیسی دم
سائبان کا ہی غنیمت ہی جو ہو وصف رقم
تجھکو یارب قسم دامن پاک مریم
خواہ ہے واسطہ مابین خلافت اور حرم
علم نور ہی روضہ تو وہ اوسکا پرچم
خلد سے کر کے شب تاب کا سے ابریشم
نور کی چادر مہتاب کا باسے عالم
قالب ماہ یہ ہو چاک مثال شبنم
دامن چادر تطہیر کیا مین نے رقم
سائبان کی ہی فضا ساحت عرش اعظم
ظل حق وہ ہے تو یہ دامن عصیان امم
سائبان کا ہے جو ہمسایہ تو گلزار ارم
تا قیامت نہ کبھی بھول کے نکلے آدم
جسکا نمگیرہ یہ پٹی سے ہمیشہ شبنم
اچھا جنت ہین تو ان دیکھا ہو یہ رشک ارم
چھوٹ نکلے دم تحریر صفت شاخ قلم
موتی لٹکائی ہین یا کو ہے انجم مین بہم

کاکل حور سے موتی کی لڑی گوندھی ہے
کان مین لعل ہی اور نہ صدف مین گوہر
دیکھ رنگینی کو ہی انس و ملک مین حیرت
بادریشہ کی ہوائی مجکو جو فلک شیشہ
معجزِ شق قمر سے ہو سے اک ماہ کو دو
چوب کو جو سمجھے تو فرہاد سی کہنا شیرین
کاکل حور کو یا نور کے سلے تار شعاع
ڈور گوندھی ہے کہ تار نظر عاشق ہے
صرف کا اوسکے قیامت ہی کو ہوویگا حساب
الغیاث آپ ہی میری ہی یہ غوث الثقلین
دم عیسیٰ ید بیضا کا دکھا دو معجز
دیکھا غیبان کا گھر باری مین روسکی عالم
شامیانہ مین لگی ہو جھبی بہاری بحر کم
تم کہو قوس قزح ہم کہین گلزار ارم
ماہ و خورشید ملی ہیکا بھی دو بین کم
چار پورے تھی کیا عجب نخشب کو رقم
طور و سارہ و موسیٰ کا عصا اور قلم
رشتۂ الفت یعقوب کو کر اوس سی بہم
کہکشان حبل متین کہیے کہ زلف پُر خم
عقل کل کو نہین معلوم معارف کی رقم
دستگیر آپ ہون مداح اوٹھاسے جو قدم
دستگیر آپ ہین بھرتا ہی نظام آپکا دم

تمام شد مہر نبوت



ضبط عشق

۱۲۸۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدس حسن و عشق

عشق موقوف نہین ہے دل انسان پر آہ — کون دل ہے کہ اس عشق سے ہے اوسکو پناہ
کی ہے اس عشق نے سو راہ سے ہر چیز مین راہ — عشق کا شان نزول آیا ہے انا للہ

عشق صیاد ہے اور شوق پر پرواز نخچیر
حسن ہے دام بلا طائر دل ہے نخچیر

تہ کو پہونچین نہ کبھی خضر کرین لاکھ شنا — قلزم عشق کا ہے کسنے کنارا دیکھا
عاشق زار نے اشکون سے بہائی دریا — آشنا ڈوب گئے پر نہ لگا تھل بیڑا

کشتی نوح کا گر اسمین گذارا ہوتا
ڈوب جاتے نہ کبھی پار اوتارا ہوتا

عشق دوزخ کے دکھوین دم مین اوڑا دیتا ہے — برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے — جلوہ خورشید کا ذرہ مین دکھا دیتا ہے

نار دوزخ کی ہے بس ایک شرار اسکا

آہ مین سے عیسے بھی تو جیتا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہے مرے بار جو اسکا نام
زہر وہاں دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اسکا آغاز ہے انسان کا جو ہے انجام
خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بن جائے

گاہ دریا مین نظر آتا ہے وہ بنکے بھنور
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہے نظر
کشمکش جذر و مد شوق سے ہے آٹھ پہر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر
ہو وہین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائے نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہے
رشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہے
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہے
ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہان کی بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کڑوا تا ہے
گہ نمک مین نمکین شور یہ بن جاتا ہے
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہے
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو لیتا ہے

راکھ مین سحر کی دکھلاتا ہے گاہے تاثیر
دام کاکل مین یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا مین زنجیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر
گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہے
دل عشاق کو ہر طرح سے لیجاتا ہے

مہر تابان ہے کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
گاہ ثابت ہے کبھی اختر سیار [illegible]
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دل مین آکر نہین ممکن ہے نکلنا اسکا
ہے زمانہ کیطرح رنگ بدلنا اسکا

۱۰ عالم آشوب ہین اس عشق کی اسرار نہان — چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان — دل یہ کہتا ہے کہ ہی عشق عیان کیا بیان

ابتدا دھوم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق مین ع ل شادی ہے

۱۱ سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہے — سرد سینون کو یہ و سوز جلا دیتا ہے
خون دل دیدہ عاشق سے بہا دیتا ہے — چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہے

زندہ مردے کو کرے معجز عیسیٰ دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اوسی زندا فرمائے

۱۲ دام مین لاتا ہے یہ طائر دلکو دم مین — اس سے آخر کو زوال آتا ہے چاہ جسم مین
ملک دل کرتا ہے تاراج یہ فرط غم مین — ننگ و ناموس کو چھوڑا ہے کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار سے اب آزاری

۱۳ عشق جادو ہے کہ ہی سحر و طلسم و نیرنگ — اوسکو اعجاز مسیحا بھی ہے اب دیکھ کے دنگ
پانی ہو جاتا ہے اس عشق کی تاثیر سے سنگ — عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتہ کو جھکائے
فرش سے عرش پہ انسان کو چاہ ہی پہونچائے

۱۴ معجزہ ہے کہ کرشمہ ہے کہ تسخیر ہے عشق — نقش حب ہے کہ عمل بسط کہ تکسیر ہے عشق
کیمیا کہتے ہین جس شے کو وہ اکسیر ہے عشق — نوجوان ع ل ہو مسخر ہون وہ تاثیر ہے عشق

قائم النار ہو سیماب تو کچھ دور نہین
شعلہ عشق کم از برق سر طور نہین

۱۵ عشق صادق مین عجب ہے اثر جذب قلوب — کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب

عاشقان

عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب
ہے رہ عشق مین اظہار محبت معیوب

جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو بہاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
ہے یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج
دین و ایمان و دل و جان سب ہین شہ حسن کے باج

چاہ انسان کی چاہت مین جو عشق کو جھکائے
چاہ مین لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق مین طے ہجر کی زمین
درد فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین

صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہیے تو جنت سے زمین پر آجائے

جسم مین عالم ایجاد کے یہ عشق ہے جان
روح ہے عشق خداداد جو ہے جسم و جان
شعلۂ طور ہے یا نور کہ مہر رخشان
سبب وصل خدا ہے یہی بہر انسان

لوگ کہتے ہین کرامات جسے ہے وہ عشق
سنتے ہین چشمۂ ظلمات جسے ہے وہ عشق

عشق کو نار اگر کہیے تو ہے نار خلیل
آب فرماؤ تو ہے آب حیات اوسکی سبیل
ہو اگر خاک بھی تو خاک شفا ہے بدلیل
ہے اگر باد تو ہے باد جناح جبریل

نفس ناطق اوسے سارے حکما کہتے ہین
عقل اول اوسے عاقل بھی بجا کہتے ہین

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے
آب ظلمات سیاہی سے کوثر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھیے تو وہ دفتر ہو جائے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

۲۱ کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہرگز واللہ ۔ مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
کونسی شی ہے کہ جسمیں نہیں اس عشق کو راہ ۔ ذرہ سے مہر تلک مہر سے لیکر تا ماہ

اسنے عالم میں عجب اپنا دکھایا جلوا
کونسی چیز ہے جسمیں نہیں پایا جلوا

۲۲ عشق اور حسن ہیں آپس میں نہایت مانوس ۔ عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس ۔ ہے فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس

ہر طرح سے دل انسان کو بھا لیتا ہے
ہر بہانہ سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

۲۳ عشق ہوتا نہ جہان میں تو نہ ہوتی الفت ۔ قیس کو لیلی سے زنہار نہ ہوتی رغبت
ہوتی گلریون سے کب باغ جہان کو زینت ۔ شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت

لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا میں نہ مائل ہوتا

۲۴ فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی ۔ حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی
صحن گلشن میں نہ گل کو لیے بلبل روتی ۔ کبک گر قطع نظر یہ سے شب کو سوتی

صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شور خاموش بہاران میں بھی گلشن ہوتا

۲۵ قیس کیون نجد میں سرگشتہ و ویران ہوتا ۔ سنگدل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا ۔ مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز میں اک شان دکھا دیتا ہے
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہے

نسبت عشق در سراپائے عشق

۲۶ [illegible] آ گیا عالم شباب ۔ رات [illegible] اکثر [illegible]

عشق [illegible] خانہ خراب
آتش عشق سے دل جلا کر ہو گیا رنگ کباب

[illegible] نام سے بھی عشق کے آگاہ نہ تھا
[illegible] کبھی [illegible] نہ تھا

[illegible]
[illegible]
عشق میں دل کو [illegible]
[illegible] اعلا [illegible]

نہ تو کچھ [illegible] شادی [illegible] کا غم تھا
خود [illegible] تھا

[illegible] جوانی کا [illegible]
[illegible]
داں [illegible] ہر دم
[illegible] مثال [illegible]

[illegible] جوانی کا [illegible] سہرا
خود ستائی [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] زرکار

ساعت پیشانی سے تھی بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سہرے کا نشان تھا تارا

ابرو [illegible] جو بل آیا [illegible] پیدا
گوشہ کر آنکھ میں اللہ نے بھر دی ہے حیا
قوس [illegible] ہلال [illegible]
آنکھ [illegible] اوسکو [illegible] کیا

شیر سے بھی نہیں زنہار جھجکی [illegible] پلک
مردم چشم کو [illegible]

[illegible] کے [illegible]
منہ [illegible] دہن [illegible]
خود ستائی نہیں [illegible]
شیریں لب چاٹ سے باتوں میں ہر دم شیرینی

[illegible]
[illegible]

خط کی خوبی پہ لکھی خط غلامی غلمان
سبزۂ خط نور کے چہرہ پہ عیاں راحت جان
چاند سے چہرے پہ اس خط سے ہی ہالہ کا گمان
خط ہی تفسیر اگر مصحف رو ہو قرآن

خط سے پہلے تو دل اور ہی پہلے دیکھا
آج پیر دانہ سے پیروں کو وہ خط طغرا

جب نگہ سے کوئی محبوب لگا شوق سے آ
زور بازو میرے سے کیا نام خدا سے سینچا
جذب الفت سے رہی پھر نہ اوسے تاب ذرا
تیغ ابرو کی طرح قبضہ میں نہ رہا تیغا

قول اس کا ہاتھ پہ ہارے سے ہو چھٹے ہیں ہمیں
سینکے سینہ پہ رکھا گری فوراً تسکین

سینہ زوری مری سینہ سپری کر دکھلائے
تو دل اپنا محبوب کا چھاتی سے لگائے
شیر منہ موڑ کے بھی چھوڑ دے چھاتی پھٹ جائے
آج تک کوٹ کی چھاتی بھی کہتی ہیں ہائے

کب وہ دن آئے کہ رکھنا ہمیں چھاتی سے لگا کے
پیار کر لیں ہمیں منہ چوم لیں پہلو میں بٹھا لیں

دل میں رہتی ہے مری یاد خدا کی تمثال
بال زادی کو سمجھتا نہیں میں کیا بال
خواب میں بھی نہیں آتا ہے کسی دون کا خیال
آئے گر دل میں ارادہ بھی تو کرتا ہوں حلال

دل میں الفت بھی اگر ہے تو خدا کی الفت
وسوسہ تک نہیں مرداروں کا نہیں تعلق

آپ ہی [illegible] ادا سے [illegible] نواز
[illegible] اور [illegible] ہے [illegible]
جسکو خالق نے دیا ہے [illegible] صورت انداز
ناز ہیں کیوں نہ کریں ناز کی ہمارے ہیں نیاز

[illegible] لکھا ہے قسمت سے جوان رعنا
ناز و انداز [illegible] سے جوڑا

چشم بد دور [illegible] ادا و علی صورت پاک
[illegible] پاک ادا
جامہ زیب ایسا ہے خوش وضع بھی اور خوش پوشاک
خلق خلقت میں ہے طینت میں ہے جوہر پاک

[illegible] یوسف مری تصویر بنا کرتی ہے

قد سرو زہرہ مری چاہ کا دم بھرتی ہے

۳۸ نام تھا اپنا طرحداروں میں گھر گھر مشہور
سر میں تھا نشۂ جوانی کا تو سینہ میں سرور
آپ تھی حسن و صباحت پہ ہم اپنے مغرور
نام لیتے تھے حسینوں کا نہ حتی المقدور
روز آئینہ میں قدرت کے تماشائی تھے
رات دن شوق سے ہم شکل کے شیدائی تھے

۳۹ رونق محفل کا تھا باعث طرب یاروں سے
تھا تکلف نہ حجاب اور نہ ادب یاروں سے
روز نوروز تھا صحبت تھی عجب یاروں سے
ایک کا ایک سے دل شاد تھا سب یاروں سے
رات مانند شب قدر گذر جاتی تھی
دن کے جلسوں میں کبھی عید نہ یاد آتی تھی

تمہید معاشقہ و بزم و باغ

۴۰ ماجرا عشق کے آغاز کا اب ہو مذکور
عشق ہو آب و گل آدم خاکی میں ضرور
ہے یہ مشکل راست کہ تقدیر سے سب ہیں مجبور
جان برادر سچ ہے یہ انسان کا نہیں ہے مقدور
شادی جو کہ مقدر ہے وہی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو بشر روتا ہے

۴۱ حضرت عشق کی آمد ہے خبردار اے دل
طاقت و صبر تحمل کو نہ ہو بار اے دل
آفتیں جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار اے دل
قلق و رنج سے کرتا نہیں انکار اے دل
جور معشوق کے سب تجکو اٹھانے ہونگے
اشک حسرت تجھے فرقت میں بہانے ہونگے

۴۲ درد وہ آتا ہے جسکا نہیں درمان ملا
صبح محشر ہے کہ دنیا میں نہیں جسکی مسا
غم ہے جسکا نہیں غمخوار جہان میں پیدا
ہے مرض جسکی طبیب نہیں عیسی کو دوا
ہے وہ شعلہ جو بجھاؤ تو لپٹ اور لگا سے
ہے وہ ناوک کہ نکالو تو کلیجہ نکل آسے

بیچ تھے باغ میں اک رات بہت شاطر یار ... ساز و سامان طرب و عیش نشاط تھا تیار
ہر روش نکہت گل آمد ایام بہار ... نشۂ جوش جوانی میں ہر اک تھا سرشار

چند محبوب تھے اوس بزم میں گانے والے
شوخ طرار طرحدار رجھانے والے

باغ میں بوسے گل تر سو معطر تھے دماغ ... تھا اسکان [illegible] آراستہ گویا کہ تھی چراغ
لالہ رو یوں سو دل لالہ پہ تھا رشک کا داغ ... باغ رضوان [illegible] جلکہ تھا کہیں یا ہیں باغ

چاندنی رات میں تھا چاندنی کا فرش تمام
[illegible] تھا قمر [illegible] بام

رونق بزم تھا [illegible] انگور ... [illegible] تھا نشہ میں [illegible]
اشتیاق [illegible] ... [illegible]

جنت کی صورت تھا [illegible] سکتا
دل تھا [illegible]

[illegible] رضوان میں [illegible] ... [illegible] ہزار
سبزہ خط رخ [illegible] تھا [illegible] ... [illegible] انہار

[illegible] تھا [illegible] گل
دل [illegible] غنچہ گل

روش باغ [illegible] ... [illegible] تھا شجرہ [illegible]
[illegible] ... تھا اسکان نور [illegible] باغ تھا [illegible]

[illegible]
[illegible]

صاف شفاف عجب نور کی وہ بارہ دری ... قصر [illegible] بلندی میں [illegible]
[illegible] ... [illegible]

شاہ [illegible] شیش محل نور کا کاشانہ تھا

ایک پریون کے جھرمٹ سے پری خانہ تھا

۷۹ تھے ادا [illegible] سے تھے اک جان و دو قالب باہم
جسم [illegible] تھی بسر [illegible] ہی محبوب و صنم

بزم خلوت تھی [illegible] کا تھا نام کو غم
گروہ غلمان بہشتی سے تھے [illegible] حور ارم

تھا تجرد سے مجھے شوق نہ تھا میں عیاش
دل لگی تھی نہ کسی سے نہ حسینوں کی تلاش

۸۰ رقص کے بعد سرود نوش کی آئی نوبت
حیرت اک چھا گئی پریوں کی جو دیکھی صورت

طائفہ آئے بھی محفل عیش و عشرت
حسن محبوبوں کا اثر کی شان قدرت

ساز نے ملکی سماں باندھا بجا سے کہ تاج
لو لیے چرخ کو بھی ناچ نے نچوایا ناچ

۸۱ رقص پر چشم [illegible] کی تھی نظر [illegible]
[illegible] اور [illegible] آنکھ سے [illegible] فلک

[illegible] رنگول سے شور [illegible] تھا تا بہ سماک
اس طرف محو تماشا [illegible]

جب [illegible] قہر از عمارت ایمان [illegible]
بھی اوڑا [illegible] جاتی تھی ہوا کے دامن

۸۲ [illegible] ہو جاتی تھی [illegible]
[illegible] کیا [illegible] رنگ

دلربا طبلہ کی [illegible] ہوا تھی دلوں میں آہنگ
دل کا جا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

ولولہ دل میں اٹھا آنکھ سے آنسو جاری
سنکے گرویدوں پہ سو گئی حالت طاری

۸۳ [illegible] یکبارہ نئی ہوا
[illegible] کو تاثیر نے یہ دلیس کیا

آسمان سکتے میں ثابت تھا ہر اک سیارا
اور سور [illegible] سے دلوں میں ہوئی شورش برپا

رات آدھی جو گئی بھاگ گیا عجب سہاگ
اور نشہ خواب میں گاتی تھی [illegible] جاگ

۸۴ [illegible] خواب کا آنکھوں میں ہوا جب کہ ظہور
[illegible] کے راگ کی تاثیر کا اور [illegible] وفور

اور جگرا تی سے تھا سینہ میں ہر اک مخمور
لگھری آرام کی [illegible]

ہر جوان لیگیا محبوب کو اپنے ہمراہ
وا دوی عیش کی عیاشون نے قصہ کوتاہ

طرح عشق وسراپای پریشانی معشوقہ کی زبانی

۵۵ اوٹھ کے مین اپنی چھپر کھٹ کیطرف جبکہ بڑھا
پہلے کچھ آہ کی آئی مرے کانون مین صدا
سانحہ کیا کہون اوسوقت جو کچھ پیش آیا
دیکھتا کیا ہون کہ افسردہ ہی اک ماہ لقا

یہ وہ جسوقت مسہری کا اوٹھایا مین نے
روتا دیکھا اوسے تب ماجرا پوچھا مین نے

۵۶ سسکیان لینے لگی اور زیادہ رونے
تخم الفت کا لگی مزرع دل مین بونے
نازنین جان کو حسرت مین لگی وہ کھونے
بولی کیون پوچھتے ہو لو چلی ہم بھی سونے

یہ بیقرار سے گئے سب تو ہر اک یار کی ساتھ
اب رہا کون کہ بیجا سے پکڑ میرا ہاتھ

۵۷ پیار کرتی ہو تمھین تمکو مری چاہ نہین
کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
آپ اتراتے ہین یا عشق سے آگاہ نہین
تمنے کیا سمجھ ہو خواہون سے مجھے راہ نہین

حال دل کہنے مین اغماض ہو تو فرماؤ
بولی کہتی ہون ذرا ٹھہرو مجھے پاس بٹھاؤ

۵۸ مین نہ سمجھا کہ بناوٹ کی ہی اسکی تقریر
ہوتا عیار اگر مین بھی تو کرتا تدبیر
یعنے باتون مین بھاتی ہی یہ دام تزویر
مین نے پوچھا دل دشمن ہی کسیکا نخچیر

ہنس پڑی اوٹھ کے مسہری مین مری آئی پاس
بولی کہتی ہون لو اب جمع ہو سے میری حواس

۵۹ ایک دن باغ مین وہ صاحب آپکا شناسا ہی تھی
دیکھکر انکی ادا کھب گئی جی مین سہی
یاد آتی تو عجب ہوتی تھی حالت دل کی
ضبط دلگیر نہ رہا صبر نے بھی رخصت لی

ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مفتون

اپنی چوٹی پہ سوے عشق کو قربان کرون

۶۰ دل ہوا تسمیہ فدا تم ہنہین واقف پیاری
دن جو حسرت مین کٹا شام الم کی ماری
ہو کی خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
رات بھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن تارے
خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جو بین
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

۶۱ چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے میرا سوار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کو ہین ہار
آ ہوے چشم ہوئی دام مین کاکل کی شکار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سر پہ سنگار
بو ے کاکل سے دماغ اپنا اوڑا جاتا ہے
طائر حسن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

۶۲ دم اٹھتا ہے اگر زلف مین دیکھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُر دانہ
تاب سے ہے دل سودا زدہ بیتابانہ
ہے سدا گوش بر آواز دل دیوانہ
صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون نہکر جو گگن

۶۳ ابرو شمشیر کو بیرا شو تر خنجر ہے گلا
آنکھ جبدن سے لگی پھر نہ لگی آنکھ ذرا
حیرت آنکھون مین سمائی ہوئی ہی خواب کی جا
لی کبھی خواب مین کروٹ نہ کبھا یا مکھڑا
پیار سے شب کو نہ بستر پہ سلانے آئے
ناز کی خواب سے اک دن نہ جگانے آئے

۶۴ طائر رنگ نے بھی رخ سے کیا ہی پرواز
بے اثر ہو گیا نتھنون کی پھڑک کا اعجاز
ناک مین دم ہے نہین بھاتا ہے بینی کا فراز
نکہت اوس گل کی ہوا دیکھی کسن دمساز
منہ ہے چھوٹا سا بڑی بات ہے کہنا مشکل
چپ بھی بے ماجرا کہنے کے ہے رہنا مشکل

۶۵ رنگ پہ سیب نے نخدان کی او داسی چھائی
نہ تو شانہ ہی پھڑکتا ہے نہ بازو ہی کبھی
جی مین آتا ہے گلو بند سے لیلون پھانسی
ڈالدون ہاتھون کو گردن مین تری ہے یہ خوشی

بیکلی میں نہیں کھاتی ہے کلائی ہیہات
پنچۂ عشق سے ہوئے [illegible] ہیہات

جادو تو نے کیے اور لاکھ سیانے بلوائے
[illegible] لکھے نقش عمل تک پڑھوائے
چلہ درگاہ میں تو نے [illegible] کو جاکر باندھ آئے
تا وہ بلوائے تجھے خواہ وہی [illegible] آئے

کوئی درجہ نہیں تدبیر کا باقی رکھا
[illegible] نہیں [illegible] ترک کیا

[illegible] کرتا ان
[illegible] زبان
کیا آرام [illegible]
ہو گئی ترک خود آرائی کے [illegible] ساماں

[illegible] عشق نے [illegible] کی راہ
[illegible] کے ملوایا ہے قصہ کوتاہ

[illegible] دل کا احوال
[illegible] خیال
بار خاطر ہو [illegible] ملال
ماجرا ہجر کا یاد آتا ہے [illegible] وصال

[illegible] قصۂ دل رات نہایت کم ہے
[illegible] ہیں گرچہ [illegible]

[illegible] و معاملۂ وصلت

[illegible] کا نور
[illegible] شمع انکا نور
پاک پروانہ سے ہو [illegible] شمع پہ نور
پھر یہ اصرار کہ میں آکے تو جی ہوں حضور

[illegible] گاڑی میں [illegible]
[illegible] آج نہ مانے مراد [illegible] مردا

[illegible] شرم و حجاب
[illegible] شوق سے [illegible] کی دل تھی سیماب
یعنے باہر ہوئی جامہ سے [illegible]
اختلاط [illegible] کہاں تھی [illegible] تاب

[illegible] آخر یہ دکھایا انجام

مجکو چین آگیا اور راحت جان کو آرام

دیکھ خونریزی کو ناگاہ ہوا اندیشا
ہم ہو سر خر و قسمت سے مگر ہونا تھا
خون بہا دیکھیے اس خون کا دینا ہو گیا
پیار کر بوسہ لیے چھاتی سے لپٹا لپٹا

نازنین ہاتھ سے جٹ پٹ لین بلائین اوسکی
آئین تعریف یہ کرشرم سے نیچی سی نظر

دیکھا گھبرا کے تو کچھ پنڈا ہے پھیکا پھیکا
سنسناہٹ ہے جو سینہ مین تو دل ہے ڈوبا
رنگ گلرنگ کا کافور ہے اور دم ہے فنا
نبضین چھوٹی ہوئی اور ڈھیلے ہین اعضا

پتلیان پھر گئین اور آیا ہے گردن مین خم
ہوش جاتے رہے دیکھا جو یہ غش کا عالم

عرق شرم مین ڈوبا ہوا پانی پانی
التجائین بھی کین التد سے منت مانی
دلمین پچتاتا ہون کیا سخت ہوئی نادانی
پیار سے مین نے کئی بار پکارا جانی

ہون بجا ہوش تو سو بار دے مجکو جواب
دیکھا بیخود اوسے گھبرا کے اوٹھا مین شتاب

کر تیمم وہین قرآن کی ہوا دی لاکر
پانی دم کرکے دیا تھا جو نہایت مضطر
اور ملی خاک شفا اوسکے دل و دیدہ پر
تیل ماش اوتار اوتارا گہر و نقرہ و زر

اونکے اوپر سے کبھی پی گیا پانی کو اوتار
گہ مسہری کے پھرا گرد ہوا گاہ نثار

رکھکے سر زانو پہ پھر بیٹھ گیا اونکے پاس
نکہت زلف پریشان ہے ہوے جمع حواس
کھول کر زلف معنبر کی سنگھائی بو باس
کھول دی آنکھ مجھے رنج مین دیکھا جو اداس

دل کو ڈھارس دیا فرمایا سنبھل کر کیا ہے
عرض کی مین نے کہان شکر ہے جو گذرا ہے

پھر تو اور اوسکو بڑھا مجسے تعشق واہم
جا سے اٹھا ضد تھی کیون دل کو ہو دل سے راہ
پھر مجکو بھی ہوئی یوسف ثانی کی چاہ
حسن تھا قدرت حق شرم آتی تھی قدسی کی نگاہ

شکل وہ پاک کہ ہو دل ہون تو کیجے قربان
جلوۂ حسن کہ غش سایہ پہ ہووین پریان

سراپاے معشوقہ اول

۷۷ حور سے بڑھ کے ہے اور شوخ مین نازک بدنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کم سخنی
گل ہے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہے تو بہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

۷۸ جذب الفت کا یہ عالم ہے کہ ہے عالمگیر
سحر باتون مین ہے اعجاز کی گویا تقریر
ایک عالم کو کیا حسن پری نے تسخیر
کوے محبوب مین رہتا ہے عجب جم غفیر

دل فریبی سے ہے خود رفتہ و وا لہ عالم
کون دل ہے جہان مین جو نہین وقف ستم

۷۹ ہمہ تن محو خیال رخ جانان ہین ہم
جب سراپا کے لیے مین نے کیا عزم رقم
دل کے آئینہ مین بھی ثبت ہے تصویر صنم
او تری شیشہ مین پری آئی اودھر جو رارم

ہے قلم وصف سراپاے صنم مین جو روان
قلزم طبع مین مضمون سے بپا ہے طوفان

۸۰ جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
لیکے موجود سے افراد سے جو جو معدوم
جلوۂ حسن مضامین کی پری ملک مین جوم
سنکے فرمایش کا سب نے کیا آکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجی مجھے تشبیہ کی اکثر پیغام

۸۱ خط فردوس سے مین خط مجھے رضوان نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
نامہ بر ہو کے اوسے خلد سے غلمان لایا
ہے اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا

بہر تشبیہ سراپاے قد جان جہان

اگر ہیون منظور تو لونڈ ر ہین حور و غلمان

۸۲ آہ آمد ہی تھی حور دن کی کہ بلقیس بلقیس
لکھ پریان ثقلین سواری مین انیس اور جلیس

خط سلیمان کا سبھے لیکے سبا سے بلقیس
ہر پری زاد پیراز حیلہ و مکر و تلبیس

سعی بلقیس سلیمان نے یہ کی تھی مسطور
لکھیے کچھ حسن کی اوصاف مین اسکا مذکور

۸۳ رشک سے قلزم و عمان مین جو اک موج اوٹھی
لعل نے بھیجے بدخشان سے بھی پیغام کئی

کھیپ بھجوائی پیراز لولو لا یا سے جبلی
گھڑی آہو نے بھی نافون کی ختا سے بھیجی

خضر بھی شیشۂ ظلمات سے لائے پانی
لائے الیاس بھی یاقوت کئی رمانی

۸۴ رکھکے پھر آئینہ کی اہل حلب نے تقریر
بھیجے بیساختہ وصف آئینہ رو کا تسطیر

ہے صفائی کی اگر بد نظر کچھ تحریر
اوترے سے شیشہ مین پری کھینچے ایسی تصویر

لوح محفوظ سے خوبان جہان کا حلیا
عالم نور سے جبریل بھی لیکر آیا

۸۵ عین آنکھون کا تصور تھا جو منظور نظر
مرمو ہو گئی حیرت سے جو نرگس شدر

سحر کا سامری نے رکھا یا چشمہ لا کر
چشم امید سے کی قطع نظر اوس نے اودھر

چشم زخمی سے ہوا آہو چین کے بسمل
چشم پوشی سے مرے ہو گئے با دام خجل

۸۶ فکر وا وہام یہ بیجا تھی خیالات فضول
لاابالی یہان فرماتین کب ہین مقبول

مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
ایسی تشبیہون سے ہے ذہن رسا سخت ملول

اوسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
ہین مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

۸۷ ہاتھ کنگن کا بھلا آرسی کا ہے محتاج
کھوٹی چیز ون ہی مین ہوتا ہے تکلف کا رواج

زنگ رو سے رخ زیبا کو نہین ہے معراج
تشبیہ کرتا ہون مین ای اہل سخن استمزاج

جب کہ ممدوح کو پروا سے تشابیہ نہو
خود جو ہو مضرب مثل پھر اوسی تشبیہ بھی و

۸۸ کریکے یک لخت مین اب قطع نظر اسی ربط کا
قلم انداز کرون یک قلم اونکو بخدا
چشم پوشی کرون تشبیہون سے از سر تا پا
حق بجانب ہے سر اپا لکھون کیونکر ایسا

شدہ منت کش رضوان و سلیمان نہوا
شکر خلاق کہ شرمندۂ احسان نہوا

۸۹ آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہے یا جلوۂ طور سینا
ماہِ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہے عجب صل علے

خوبی و شوخی و حسن و رخ زیبا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

۹۰ واہ کیا حسن خداداد ہے اوس گلرو کا
غلغلہ از بام ہوا حسن کا اوسکے شہرا
ہے اوسی غیرت بلقیس پہ عالم شیدا
جا بجا دیر و حرم مین ہے اوسیکا چرچا

پیر گردون نے کہان دیکھا ہے اوسکا ثانی
خاک بر سر ہوا گر دیکھ سکے خاک مانی

۹۱ قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مشتبع ایسا
شعر کا مل ہے ہوا ہے کہ مثلث خمسا
نرا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئی تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

۹۲ قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے ولی
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد رعنا ان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کہکے پکاری کو کو
بولی حق سرو قمری یہ ہو گویا جادو

۹۳ رات تو سوچے ہے شب تار بین مین نے مضمون
جیسے لیلی کی تصور مین ہو حیران مجنون

تیرہ بختی جو کبھی کفر میں کیا اوسکو لکھوں
تیرہ اوس سودے میں چل بل کے ہوا دل کا خون

الفت لیلی کی بھی ظلمات میں کاٹے چلے
مثل موسی کے پریشان عدم میں بھٹکے

۹۴
شب یہ مجبور ہے کافر کی سر چوٹی
ہے وہ ظلمات [illegible] بھٹکتا جی
ہے شب ہجر سے عشاق کی چوٹی لمبی
ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہے کوئی

دیکھ چوٹی میں یہ موباف زری سے لٹکا
صبح کاذب ہے کہ ہے جلوہ فرقہ پیدا

۹۵
لوگ کہتے ہیں کہ واللیل ہے اوسکی چوٹی
میں یہ کہتا ہوں شب قدر ہے جانانہ زلف کی
کھول کر اوسکو چھپا لیتے ہیں چہرہ جو کبھی
ہے خسوف قمر آتا ہے یقین سب کو ابھی

ہو نہ کافر کو بھی سودا کبھی اوس چوٹی کا
تیرہ بختی ہو یہ دشمن کو نصیب اعدا

۹۶
عنبریں عید سے سیاہ ہوئی جب گیسو
لوگ کہنے لگے شب عنبر سارا ہے سو
فرق رکھتی نہیں کچھ نکہت عنبر سے مو
کاکل و زلف بلا دام ہیں جعد و گیسو

مشک چین مشک ختن نافہ تبت تاتار
سامنے چاروں کے کافور ہیں ہر چار

۹۷
ناگ دل ناگ کی عاشق کا نہیں بچتی آہ
کہکشاں ہے شب [illegible] ظلمات کی راہ
خال تابندہ ہے وہ یا ہے گہن میں یہ ماہ
جا پڑے گر دل عاشق تو ہے بس انا للہ

دو لڑی موتیوں کی اوس میں پڑی ہیں زیبا
صبح کاذب کا شب تار میں پایا ہے جلا

۹۸
زلفیں یا تھی یہ او تری اپنا لیا رخ کو گھیر
ہے یہ سورج گہن [illegible] چھپایا اندھیر
ناگنیں دوش سے اور رخ سے ہوئیں لپٹیں
کالی ہے [illegible] دن کی ہے سیر

مرغ دل ایک ہے پر اسکے لیے دام کئی
کیا اندھیرے ہے دن ایک ہے اور شام کئی

۹۹
کیا اوڑا لیگئی کاکل کی صبا مشکین بو
ناز نافہ کو ختن مین جو ہوا ہے ہر سو
پھرتے آوارہ وحشی ہین خطا سے آہو
مو بمو سحر سے مامور ہین موے گیسو
زلف جادو کا اگر سایہ پری پر پڑجاے
نقش تصویر ہو تصویر سے سایہ نظر آسے

۱۰۰
حال زلفون کی پریشانی کا کچھ بھی کہیے
اکھڑ کر دل سینہ مین وندان ہین زبان بھی اوجھے
نہ بنفشہ کو نہ سنبل کو ہے نسبت اوسے
اوسکے جنجال ہین دل سیکڑون اوبجھی دیکھیے
لاکھ مشاطہ سر شام سے سے سلجھائے
دل عاشق کہین ممکن ہے کہ باہر آئے

۱۰۱
رات چوٹی ہو تو ہے ماہ جبین ماہ مراد
وہ ہے واللیل یہ والشمس کی تیاہی یاد
صبح صادق بھی اوسی کہتی ہین اہل اوراد
سورۂ نور کا مطلع ہے وہ بالرب عباد
حسن مطلع ہے جبین اور ہی مطلع ابرو
ابرو محراب حرم کی ہین تو آنکھین آہو

۱۰۲
اژدہا چوٹی ہے کافر ہے بلا ہے جادو
کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
دام دلکش ہین بلا کی وہ پریشان گیسو
ہو گئے صید و شکار اونمین حرم کی آہو
خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائی یہ غزال
آہوے چشم کو ہے زلف کا جال اک جنجال

۱۰۳
عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارا
افق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
صبح صادق ہے شب قدر کی یہ شام خدا
ہے مہ و مہر کا نور اوسکے مقابل پھیکا
حرف تقدیر نظر آسکے تہ پیشانی
ہے سکندر کا بھی اب آئینہ پانی پانی

۱۰۴
داستی ماتھے یہ زیبا ہے بصد خوش وضعی
جس طرح گرد ہو مہتاب کے ہالہ کوئی
چاند کا ماتھا ہے شکلے یہ ہے تارا بھبتی
زلف سے تا کمر لٹکی ہے موتی کی لڑی
مار گیسو ہو تو ہے کینچلی سلک گوہر

ہے وہ انداز حسینون کا تو یہ ہے زیور

۱۰۵

بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین جبین
رشک سے ماتھے کو پکڑا ہے پری لعبت چین
چاند تارہ کی عجب سج ہے ماتھے کے قرین
ہے جو یہ ماہ تو وہ صاف ہے عقد پروین

عرقِ ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہے
چرخ خوبی کا یہ ثابت ہے وہ سیارہ ہے

۱۰۶

ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا
قاب قوسین سے بھی بڑھکے ہے اونکا رتبا
برق سان جنبش ابروے صنم ہے گویا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے ہلا اونکی کیا

وہ کمان ہے تو نگہ ناوک صید افگن ہے
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہے

۱۰۷

آہو نازبعینہ ہین وہ چشم جادو
لوگ کہتے ہین اوسے ابلق ایام ہے تو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
سرنگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو

مردمو شیشے مین اوتری ہے بعینہ یہ پری
چشم بد دور ہے یا مردمک چشم اوتری

۱۰۸

چشم ابیض مین نہین ہے یہ رگون کی سرخی
ہے خط شنجرف مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ محمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی
ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے یہ چھپتی ہے نئی

ہے نظر بندی کہ پتلی کا تماشا ہے آج
یا یہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج

۱۰۹

چشم انصاف ہے ہم چشم سے مردم کو مدام
چشم جانانہ کو بے مغز ہین کہتے بادام
نام سے نرگس بیمار کے ہوتا ہے زکام
صاد ہم اوسپہ کرین جو لکھی تشبیہ تمام

وصف تھا دیدۂ خود بین کا سمجھے مدنظر
دھیان مین چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر

۱۱۰

حسن کی ناک ہے بینی کا کہون کیا انداز
سحر مضمون مین اگر ہے تو سخن مین اعجاز
بینی و رخ مین ہے خوبی کا نشیب اور فراز
پست خود بینون کا ہے سامنے سے بت ناز

اوسکی خود بینی سے عشاق کا دم ناک مین آئے
اور جو خود بین ہون تو وہ ناک چنے ہی چبوا سکے

111 دیکھیہ نتھنون کی پھڑک ہو دل عاشق بیتاب
آتش حسن جو شعلہ ہو تو دل ہے سیماب
مرغ بسمل ہے یہ پہلو مین کہ ماہی بے آب
دونون منخر ہین حرم کے لیے باب الابواب

کعبۂ ابرو کا ہے کوہ صفا سے رستا
قائم حسن کا اس پل سے گذر ہو سیدھا

112 معجزہ فلک ہے یا معجزۂ پیغمبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
طشت از بام ہے یہ منخر صادق سے خبر
یہ وہ ہے مظہر اعجاز ہے روئے انور

ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہو وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہو اس سے شق

113 گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از بس
صفت سیب جہان کی عوض بھی جو میسر ہو بس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکے ہوس
بل بے وہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس

دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علا
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

114 صورت گلقند نما ہو گئی سختی لوزات
ہے [illegible] یوسف مصری کی نبات
تنگ شکر ہے دوات اور قلم شاخ نبات
ہین یہان قند مکرر لب شیرین کی ذات

بوسہ لعل لب شیرین دہنان کا لیجے
طائر روح کو زنبور عسل کا کیجے

115 لعل سے دیتے نہ تشبیہ لب جانان کو
دونون لب کو [illegible] حیوان سے [illegible]
ہے کہان اوسمین یہ لطف اور تبسم دیکھیے
دانت کھٹے ہوئے فرہاد کے شیرین سے کہہ

لب لب ہون تو ہر اقند مکرر کا آئے
جان لب ہون تو وہ لب معجز عیسی دکھلائے

116 لب بین اعجاز سے پیدا ہے [illegible] عیسی
واہ کیا خوب [illegible] یہ مضمون [illegible]

بو ہی غنچہ میں نہان یا ہی یہ ہونٹوں میں ہنسی
ہی حیا آنکھوں میں یا بند ہی شیشہ میں پری

لب میں جو بات ہے کب قہقہ دیوار میں ہے
بوسے خوش ایسی کہان غنچۂ گلزار میں ہے
117

ہے عجب نکتۂ موہوم پری رو کا دہن
برگ گل لب ہیں دہن ہی جو رگ برگ سمن
بالیقین غنچہ ہے گویا دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہی خاموش نہیں جای سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات
118

ہے زبان ہندی لسان کا نیا ذکر بیان
لال ہو جاے زبان گو ہی بلبل لسان
ہے زبان زد وہ زبان جسکی فصاحت ہی بیان
عربی میں او سے کہتے ہیں فصیح اہل زبان

ہند کچہ ناطقہ بلبل شیراز نہیں
طوطی ہند کو لکنت ہے یہ آواز نہیں
119

گال ہیں اونکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
پان کا ناز سے پھر منہ میں چبانا ہر بار
شان اللہ کی معراج ہیں حسن رخسار
پھر اوگال اونکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا ہے کے حنا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا
120

وصف دندان میں گیا جیسے مرا فکر و قیاس
دانت لولو کا ہی جس روز سے ٹوٹی ہی آس
نوک ہوا نور جو انجم کا تو کافور او داس
سخت حیرت میں ہی انگشت بدندان الماس

ایک بوسہ لب و دندان کا ہے لینا منظور
لڈو مرغوب ہیں رعنا کو مگر موتی چور
121

قد الف شین کی دندانی وہ دندان ہیں تمام
اک الف بنتی ہی تشبیہ دہن میم ہی تمام
لام ہوتی ہیں نہیں کاکل پر خم کے کلام
مسلمو نام خدا ہے وہ مجسم اسلام

ابروِ یار تو ہیں کعبۂ دل کی محراب
عاشق روے کتابی ہوں کیوں اہل کتاب

۱۲۲
ذقن اوس سرو سہی کا ہی عجب چاہ جنان
غرفۂ حسن کے مابین سے چاہ کنعان

نخل آزاد ثمر لایا پھلا سرو روان
چاہ مین ڈوبا زنخدانی مین یوسف جوان

تہ میں جسکی کہین ہے یہ وہ گرداب بلا
خضر سے کہدو کہین نوح نہ کہائین غوطا

۱۲۳
بوسے کر دولی دہن مجھسے لگا کان ہی کان
گل رضوان نے عجب آج کیے ہین ارمان

کان دھر کر جو سنو تم تو کرین راز بیان
کرتے ہین حلقہ بگوشی تری حتے الامکان

نسبت گوش گل خوبی سے کیجے اقرار
کان پہ ہاتہ کو رکھکر کیا مین نے انکار

۱۲۴
گوری گردن ہے کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا
موتی مانند صراحی ہے گلے کا منکا

گل تر ہے وہ گلو شاخ گل اور قد طوبے
عاشقون کو ہے یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق مین گردن کے ہار
عشق مین اوسکو مجھے پھانسی ہی تار زنار

۱۲۵
سخت حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہی بندھا نیلی فام
کفر کعبہ سے جو اوسٹھے تو کہان پھر اسلام

ہے تعصب نہ مجھے مین اوسپہ چلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس رنگ سے توڑون رشتا

۱۲۶
اوسکے شانون سی عجب شان خدا ہی پیدا
ہاتہ ہین حور و پری نے کیے یا شہپر وا

جی اودھون گروہ سوہی یہ بھی سمجھی ہی کاندھا
صاف بلور کی ہے شاخ کلائی گویا

ہاتہ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت
ہاتہ گر یہ سچا تو مین جونگا یہ قدرت

۱۲۷
دست رس آج مری طبع کو ہی دست تخیر
کون کافر اوسے کہتا ہی صنم صاحب دیر

تو سر دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر
دست آویز یہ اسلام کی ہی کفر سے غیر

دیکھو مومنو بادیدۂ حق بین پنجا

لفظ اللہ کا لکھا ہوا ہے نام خدا

۱۲۸
یار کے دست نگارین پہ نہین رنگ حنا
ہاتھ مل دل ہوے خون ہاتھ نہ آیا بوسا

خون بہا دزد حنا نے ہے یہ قاتل سے لیا
اوسی نور ہتھیلی وہ شفق سے ہے حمرا

روز روشن مین یہ اندھیر کہ شب خون مارا
کہ دوہائی ہے شہ حسن کی اے دزد حنا

۱۲۹
ناخن ابیض و شفاف و مصفا اوسکا
لال ہے رنگ حنائی سے کہ یاقوت نما

آب اور تاب مین وہ مہر تو ہیرا ذرا
چرخ خوبی کا بنا چاند جو ناخن ترشا

عقدۂ فرقت عشاق کے کھولے ناخن
اوسکی الفت مین کبھی ہو رو پری تنگی عین

۱۳۰
دست محبوب کا جب مین نے کیا وصف تمام
آمین لینے کو باہین مری پریان گلفام

قاف تک ست بہ ست اوسکا ہوا شہرۂ عام
ہاتھ جھٹکا تو چڑیلین لگین دینے دشنام

ہاتھا پائی مین مرا ہاتھ بہکا ایک جو پڑا
سیب پستان پہ پڑا دم مرے ہاتھ آیا

۱۳۱
گول گول اوبھرا اکڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن ہے وہ سینہ صفت آئینہ

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بہ گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور
وہ بھی معمور ہین جوبن سے سراسر پرنور

۱۳۲
محرم راز سے درپردہ ہے وصف انگیا کا
دم کے رکنے سے یہان بند ہوا اک ڈھیلا

حال مشاطہ سے سخت اوسکی کساوٹ کا کھلا
طائر حسن ہے وہ کہتے ہین جسکو چڑیا

ٹوٹ جانے کی بھنسا ہنگی اوسی جال مین ہم
آب و دانہ کی بنا بن گئے کٹوری محرم

۱۳۳
مرغ دل کے لیے ٹھہرایا جو اوسکو جوڑا
طائر روح ادھر مائل پرواز چلا

مرغ بسمل کی طرح شوق سے تڑپا پیکر کا
ایک مادہ کو جو نر سے پڑا ہے پالا

جان و دل دونون کی آتی نہین اب خیر نظر
شکلے صیاد شکار آپ ہوئے چڑیا پیر ۱۳۴

مدتون وصل مین اوس سینہ سے پایا ہے سرور
گات کو کول مین بھر بھر کے دبوچا ہے ضرور

برسون فرقت مین کیا کوٹ کی چھاتی کو چور
آج خمیازۂ حسرت سے ہین دل مین ناسور

بے کٹا دل کیے اوس سینہ کو چھاتی سے لگا سے
شوق کی فرط سے مشتاق کی چھاتی پھٹ جائے ۱۳۵

بدھیان پھولون کی کیا دیتی ہین سینہ یہ بہار
رشتۂ جان کی پیے ہو گیا دلکش زنار

بلبل دل کی نظر مین گل گلزار سے خار
سینہ نارنج سے یا سیب بھی ہے کہ انار

دل ہے یوسف کی طرح ایک خریدار کئی
سے انار ایک مگر اوسکے ہین بیمار کئی ۱۳۶

رشک نرمی سے ہوا میدہ کا آٹا گیلا
جان دے مر مرکے اگر دیکھ لے مرمر وہ صفا

رنگ قاقم کا مکدر ہے قمر کا پھیکا
قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا

بحر خوبی ہے صنم صاف شکم عین حباب
فرش ہو جا سے بھری پیٹ کو بکڑی سیماب ۱۳۷

وہ تراقہ کی بنت دار نکیلی انگیا
چشمۂ نور مین ہے یا جال شعاعی پھیلا

کسرتی جالی کی اور اوسپر وہ سنہری لچکا
کہ گدیٹ کی لبن بیتی ہے پھر کا ٹھر کا

اونچی کرتی سے شکن صاف نظر آتی ہے
لین جو انگڑائی تو تصویر سی کھنچ جاتی ہے ۱۳۸

کمر سلک مین آئیگا نہین گر لچکا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا

بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا یہان نام لیوے جیتا

گرنہ ہاتھ آسکے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک سینہ کی جا چھوڑ رکھون مثل بیاض ۱۳۹

قافیہ تنگ سے ہو شاعر کا دم مضطر ہو جدا
سمدھن گوہر عشرت ہین ہم دو یکجا

غنچۂ باغ جنان ہے نہ لگی جسکو ہوا
دون وہ تشبیہ کہ حسنت کہو سنکے حیا
پاک دامان صبا کا ہے یہ گاہر سا یہ
عکس پا شیشہ میں ہے چشم پری کا اوترا

۱۴۰ کوہکن لایا تھا جسکو وہی جوئے شیرین
زینت کرسی و ہم مسند عشرت و تمکین
سنگدل شوخ کہ ہین کوہ سہی وہ دونون سُرین
گو وہین بیٹھین تو عشاق کو آ ئے تسکین
گدگدے نرم ملائم ہین صفا مین صندل
غیرت قاقم و سنجاب و سمور و مخمل

۱۴۱ ران کے وصف مین حیران ہون از سرتا پا
ران کا زانون مین ہے خواب خیال ارے غضب
نسبت نقرہ و بلور نہین ہے زیبا
ران کی یاد نے مچھلی کی طرح ترپایا
سخت بیدار ہین تو رکھین گی ہم ران پہ ران
طالع خفتہ اگر ہین تو رہین گے ارمان

۱۴۲ یا تو ہر فخر سے سر رکھتی ہین یہ خیل بتان
نقش پا قبلہ نما ہے یہ ہی اپنا ایمان
گلشن دہر مین کیا خوب ہی یہ سرو روان
ملتے ہین پا ہی صنم آنکھون سے حور و غلمان
سجدہ گاہ ملکوت اوسکا ہوا پا انداز
ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا مرا پا اعجاز

۱۴۳ دیکھنا چاہیے لیلے کو بچشم مجنون
معجز عیسی مریم کا ہے رفتار سہی خون
اوسکا سایہ ہے پری نکلی اوسی کے پیچھے تو ان
جھوٹا سحر اور انکھیان کی چال فسون
کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کبک اور ہنس زخود رفتہ ہین آہو پامال

۱۴۴ ہاتھ اک کولہے پہ اور ایک ہو بالا ہی دہان
سینہ ابھرا ہوا اگر دنین خم اور کچہ خندان
کب لچکتی ہوئی اوس چال سے ہو دل کو امان
لچکتی ور ز دیدہ نگاہون سے حیا شرم گریزان
پاؤن ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
خفتۂ خواب عدم کو ابھی بیدار کرے

۱۴۵ نوعروس پردہ ہوا جب آئینہ زانو کا — سر کو بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا
آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا چاہا — ڈوبتا چینی میں پانی بھی نہ یوسف کو ملا

آئینہ رویوں سے یوں نسبت زانو ہے عیان
آئینہ داری ہے جس طرح حضور کوران

۱۴۶ شوخ شتاخ ہے وہ کافر ہے بیدین عیار — رام اوس بت نے کیے زاہد و مومن دیندار
ہے قیام اوسکا قیامت تو بلا کی رفتار — ستم و جور و جفا سب کے نرالے اطوار

ڈھنگ ہیں سارے نئے چھب نئی انداز نئے
طور تازہ ہیں کرشمہ ہیں نئے ناز نئے

۱۴۷ رہا معشوق اور اوسپر ہو وہ اپنا مفتون — کس زبان سے کہو اللہ کا میں شکر کرون
عیش ہی وصل ہی خلوت ہی وہ ہیں اور میں ہون — اونکا میں بندۂ احسان ہون وہ میرے ممنون

اتفاقوں میں طبیعت کے ہی کچھ لطف عجیب
خوش نصیبی ہے کرے جسکو کہ اللہ نصیب

بنیاد مفارقت و بحث نائکہ و حال فراق و وصال

۱۴۸ میرے اور اوسکے جو آپس میں بڑھا یارانہ — اک زمانہ میں وہ گھر گھر کا ہوا افسانہ
میں اگر شمع تو دلسوزی سے وہ پروانہ — وہ جو لیلی تو میں مجنون کی طرح دیوانہ

آفت جان ہوئی میرے لیے اونکی شہرت
ایک عالم ہوا مشتاق جمال صورت

۱۴۹ نائکہ کو جو ہوا حال یہ سارا معلوم — دیکھا عشاق کا رہتا ہی سر راہ ہجوم
جبین اتر گئی سمجھی مرے جاگی مقسوم — آیا حرافہ کے دل میں یہ خیال مذموم

پڑ گئی گھر میں تو بس ہو گئی خانہ برباد
آج سے آمد و شد سمجھے موقوف اوستاد

۱۵۰ تھا ہر اک جمعہ کو گھر جانیکا اونکا دستور — سر کے حمام چلی آتی تھیں ہفتہ کو ضرور

ہفتہ بھر گذرا یہ آنیکا وہاں کیا مذکور
دل میں حیران ہون کہ ایسا ہوا کیا مجھ سے قصور

آدمی جاتا ہے پر اوس سے ملاقات کہاں
نائکہ بھولی ہوئی بیٹھی ہے وہ بات کہاں
۱۵۱

گاہ یہ چال کہ درگاہ کو جاتی ہیں وہ
گہ عمل گاہ یہ جل جائیے آتی ہیں وہ
اور کسی روز یہ کھٹراگ کہ گاتی ہیں وہ
کبھی یہ غیل کہ موقع نہیں پاتی ہیں وہ

قصہ کوتاہ کہا صاف ہوا جب اصرار
وہ نہ آئینگی کہو اب نہ بلائیں زنہار
۱۵۲

خانگی رکھ لیں نہیں شوق سے کر لیں شادی
کھل گئی اونکی مجھے خو بسبب آزادی
کسبیوں کی نکریں گھر کی مگر بربادی
ایک تنخواہ کی تھی جیسے یہ سب جلادی

ناچ مجرے سے گئی شہر کا ملنا چھوٹا
کیا ملاقات کرے قہر خدا کا ٹوٹا
۱۵۳

وس بھلے آدمی آن آن کے پھر جاتے ہیں
کھینچ آ آکے برا کہتے ہیں شر ملتے ہیں
سب رئیس اور امرا شہر کے بلواتے ہیں
طعنہ سازندوں کو دن آگے کسی بھاتی ہیں

دین و دنیا سے گئی مفت ہوا گھر برباد
کہدو سرکار سے لونڈی کو کریں اب آزاد
۱۵۴

مار بے بصری کی ان چھوکریوں پر آمین
اور جو خاطر کی تو مردار پھیرا آدمی میں نہیں
لٹو ہو جاتی ہیں دیکھا جو کہیں مرد حسین
ملگیا دھگڑا جو عیاش تو اوسکی ہولیں

پاس خدمت تو کہاں خاک وہ کردیں گھر کو
بیٹھتی لاکھ پھرے نائکہ اپنے سر کو
۱۵۵

شہ باغ اونکو دکھا دیتی ہیں کیا عیار
زر سے زیور سے اطاعت سے وہ ہوں ناچار
کسبیاں ایک ہوں عیاش مگر ہو سرکار
بات جب کوئی نہیں آئی بنے عاشق زار

مُرٹ چرائیں کریں جی جان سے صدقے ہو جائیں
الغرض لاکھ جگت پیچ کریں گھر میں بٹھائیں

۱۵۶
اونکو یہ قید کہ گھر سے نہ نکلنے پائین
گھر مین جو چاہین کرین لیک نہ باہر جائین
در کجا تا بدریچہ بھی نہ ہرگز آئین
نام بھولے سے بھی میرا نہ زبان پر لائین

قفل ڈیوڑھی پہ سر شام سے پڑجاتے ہین
غیر ڈرتے نہ مگر شوق سے در آتے ہین

۱۵۷
ناگہ سخت وہ بد ذات کہ خالق نہ دکھائے
لیکے شنکر ہو اگر پانو پڑو سر ہو جائے
سیدھی گر ایک کہو اوس سے تو سو ٹیڑھی سنائے
موت بھی تو نہین خرانٹ کو آتی ہے ہائے

ہین وہ مجبور ادھر اور ادھر مین حیران
وہ ہین مشکل مین گرفتار یہان ضیق مین جان

۱۵۸
طمع کر دیجیے تو کان نہین دھرتی ہے
فعل مختار نہ ہو جائین یہی ڈرتی ہے
اور سمجھائیے تو بات نہین کرتی ہے
نام میرا کہین آجائے تو بس مرتی ہے

کارگر ایک بھی زنہار نہ تدبیر ہوئی
مجھسے برگشتہ ہی آخر مری تقدیر ہوئی

۱۵۹
بچھڑا محبوب جو یک لخت مرے پاس سے آہ
دولت صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ
لٹ گیا کشور دل لشکر غم سے ناگاہ
درد و غم نے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہوکر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلا ہوکر

۱۶۰
غمکدہ ہو گیا بے یار کے خلوت خانہ
عرض کی صبر نے رخصت کا سلے پروانہ
مین ہون تنہائی ہے دلدار کا ہجرا فسانہ
عقل بولی چلو آباد کرو ویرانہ

چھوڑ کر جان حزین ہو گئے غمخوار جدا
بخت برگشتہ ہوئے جب سے ہوا یار جدا

۱۶۱
حال زار اپنا وہ پر غم تھا نصیب اعدا
اوسپہ غم اونکا دوبالا کہ نہ دیکھا نہ سنا
سینے دشمن کی بھی دشمن کو نہ دکھلائی خدا
اونکو غم میرا مجھے اونکا قلق صبح و مسا

ہون جب اک جان دو قالب تو نہون کیون مغموم

وہ مرے دید سے مین وصل سے اونکی محروم

162 فرط غم سے نہین رہتا ہی جو دل بیقرار ہو
ضبط گریہ سے دم آتا ہی نکل تا بہ گلو

دل بھر آتا ہے تو روتی ہے [illegible]
غم ہے یون دل مین نہان [illegible]

شمع و شمع صفت رات کو ہی زار و نزار
دن کو ہین ابر بہاری کی طرح اشک کے تار

163 نقش جفر لکھتا ہون پڑھتا ہون کبھی اعمال
بیچ والون کو کبھی زر سے کیا مالا مال

اور بلاتا ہون نجومی کبھی گاہے رمال
تا ہو پیدا کسی صورت سے کوئی شکل وصال

نقشین مانین بہت چلے بھی کھینچے اکثر
التجائین بھی کین مردان خدا سی جاکر

164 وہ پریشانی کہ اکثر نہ دشمن کو دکھائی
اختیار اپنا جو دل پر ہو تو سب کچھ بن آئے

وہ مصیبت کہ خدا اوس سے عدو کو بھی بچائے
دل ہی پہلو مین نہ ہو اوسکو کوئی کیا سمجھائے

جان قالب مین کہان جان جہان جب سے نہین
آسمان ٹوٹ پڑا تنگ ہوا صحن زمین

165 آخر کار محبت نے دکھایا ہے اثر
غیب سے آ کے یہ اک شخص نے دی مجکو خبر

عالم یاس ہوا اور آگیا [illegible]
فعل مختار عدالت مین ہو [illegible]

لیجیے رستے مین وہی خیر سے لائین تشریف
دوڑ کر چھاتی سے لپٹا کے بہت کی توصیف

166 رو لئی دل کھول کے خوب آ کر بلا گردان بھی
فعل مختار ہی پہ کچھ ہوئی کچھ نازان بھی

کچھ خجل نا کہ کے جبر سے اور [illegible]
عذر کچھ شکر کیے پیار کبھی احسان [illegible]

شکر خالق کیا اونپر سے تصدق اوترا
آ کے زہرہ نے کیا چرخ برین سی مجرا

167 پھر وہی جشن وہی لطف وہی عیش مدام
خلوت آٹھون پہر اور بند در خاص و عام

راحت جان کا آنا تھا کہ آیا آرام
نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستاں میں بہار
دیدۂ غیر میں پھر رشک سے چبھنے لگے خار

۱۶۸
کھاتے پیتے تھے بہم رہتے تھے ہر دم یکجا
ساتھ ہی جاتے تھے اکثر پئے سیر دریا
سوتے تا صبح تو مل جل کے [illegible]
بو تبسم کی ہو جو گلگشت کو جانا [illegible]

ساتھ ہی شام کو سیر دریا میں گئے شام و سحر
یک دلی سے ہوئی الفت میں بہم شیر و شکر

۱۶۹
دیا [illegible] ہوا کھاتے تھے [illegible]
[illegible] باتیں کر میاں چشم غزالی میں
[illegible] باتیں کے [illegible]
شکل جزاری تصویر کے [illegible]

فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونوں مطلوب تھے اور دونوں ہی طالب گویا

بنیاد شر شکوہ

۱۷۰
رشک ہوتا تھا مجھے دیکھ کے عیاروں کو
جو [illegible] لیتے تھے یہ غرض یاروں کو
طیش آتا تھا انہیں دیکھ کے دلداروں کو
بیچ اک جا کہیں دیکھا ہی فلک پیاروں کو

آخر کار زوال آ گئے جو ہو جائے کمال
ہے ہمیشہ سے یہی نیرنگی گردوں کا حال

۱۷۱
الغرض اوسکو ورانداز [illegible] کا
ایک عیار سے در پردہ ملاقات کرا
کچھ تو تعلیم دی کچھ طمع دی کچھ وہم دلا
ناقص العقل تو [illegible] ہے یہ [illegible]

رنگ بدلا نظر آیا مجھے آخر اوسکا
ہونے سرگوشی لگی غیر سے کھلم کھلا

۱۷۲
دوسرے تیسرے حیلے سے کبھی گھر جانا
کرنا غیر سے کا [illegible]
اور کبھی باغیوں کو باغ میں [illegible]
بیٹھے [illegible] چھپنا کچھ بھاگنا کچھ [illegible]

تب سے حیلے سے ہر اک بات پہ کرنا الجھن

چالیہ کرنے لگی جھیپ جالیہ پن

۱۷۳ اختیار اوسنے کیے جبکہ یہ فعل اور کرتوت
پھر تو بینسنے بھی بہر طور کرا کر اُسکا ثبوت

آگیا طیش چڑھا غصہ کا سر پر جب بھوت
ضبط کی تاب کسے بہر کمان کسکا سکوت

دل ہی تنگ آ کے کہا صاف کرو جو چاہو
منہ نہین دیکھون گا راوھا کو اب بس یاد کرو

۱۷۴ نالہ و آہ و پریشانی و اندوہ و بکا
صدمہ و رنج و قلق درد و ملال و ایذا

غصہ و حسرت و افسوس سبہین مطلب کیا
کیون عبث کھوئین دل و دولت و دین ننگ و حیا

کیون کسی کافر ہرجائی سے دل کو اولجھائین
نام عیاش ہوا اور رنج سہین کوفت اوٹھائین

۱۷۵ ننگ و ناموس و حیا غیرت و عز و اکرام
دین و ایمان دل و جان راحت و عیش و آرام

مال و جاہ و حشم و دولت و دین اسلام
سب کو برباد کرین اور پھر اوسکے لئے بدنام

نقد جان دیکے کبھی ہم نہ خریدین جھگڑا
چاہ کا رکھتی ہے یوسف سے زلیخا سودا

۱۷۶ یاد وہ روز ہین یا بھول گئے ہو فرماؤ
یاد الفت کی کرو مکر کی باتین نہ بناؤ

پردہ در ہینے دو زبان دیکھو نہ اب بھی کھلواؤ
دور ہو جاؤ چلو آج سے بس منہ نہ دکھاؤ

یہ مصیبت تجھے تقدیر سے پیش آئی تھی
آدمیت تجھے سکھلا کے دغا پائی تھی

۱۷۷ یہ تو فرماؤ پر نیزا دب نا یا کسنے
چھب اوا ناز و کرشمہ یہ سکھایا کسنے

سبق عشوہ و انداز پڑھایا کسنے
طرز دلداری عشاق بتایا کسنے

میری چاہت سے ہوا نام ترا لشت از بام
مجھسے تھی گرمی بازار تری اسے خود کام

۱۷۸ بے تمیزی کا ترے شاہد ہوا فقط ہی جہان
بات کا بھی نہ سلیقہ تھا تجھے اے نادان

چال ڈھال سنبھال تھی یہ جھیل چھبیلا پن تھی کہان
اب یہ اترائی کہ سارے وہ بھلا کے احسان

ہاں مگر صدقہ میں رعنا کی یہ رعنائی تھی
خوش نصیبی تری واللہ یہاں لائی تھی

۱۷۹
کیا تم ایسے تھے لکھا میں نے سراپا جیسا — شعرا کاہ کو چاہیں تو بنا دیں طوبیٰ
تم گریباں میں منہ ڈال کے دیکھو تو ذرا — تھا مرے سحر بیانی سے تمہارا شہرا

جی میں آتا ہے تری صاف حقیقت کہدوں
پھر یہ کہتا ہوں کہ کیا واسطہ لعنت بھیجوں

۱۸۰
تو ہمارا ہے بہت روز سے دیکھا بھالا — ہم سلامت ہیں تو تجھ ایسی ہوں لاکھوں پیدا
تو تو کیا مال ہے کیا چیز ہے اور کون بلا — گر پری ہے تو اسے چھوڑ دیں اوسکا سایا

آئینہ لیکے ذرا دیکھ تو اپنی صورت
اسپہ اترائی ہے اللہ ری تیری قدرت

سراپا ہجو یہ معشوقہ

۱۸۱
شکل بھونڈی سی ہے گھامڑ ہے بھدا سا نقشا — تار ادمدار سے ہے یا جعد کہ سر میں سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے دیدا — ناک چپٹی ہے گراد سے کا نگڑہ جا بجا

رنگ روپھیکا ہے چہرہ پہ ذرا نور نہیں
داغ چیچک کے ہیں یہ خانۂ زنبور نہیں

۱۸۲
ہے دہانہ جو دریدہ تو زباں سخت دراز — کچھ بناوٹ ہے نہ انداز نہ عشوہ ہے نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا ہونگا بہت بدآواز — طبع اقدس ہے نہ کیوں گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہے تو گندا تو دو ہاتھ ہیں چوب
پنجۂ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

۱۸۳
سینہ بے قطع سپاٹ اور بہت نازیبا — گول محرم نہیں اور بند ہے ڈھیلا اوسکا
فاختہ اتو کی دم کہیے کہاں ہے چڑیا — گرتی پڑتی سے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا

پیٹ ہے پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت

ناف ابھری ہوئی گھونگھی سے زیادہ ہے سخت

۱۸۴ کو سے اٹھے ہیں سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہے اک چیز کے اب نفرت و عار
اور پستی کا سُرینون کے کرون کیا اظہار
بن مین اژدر کی ہو جس شکل سے بانبی کا غار
زن مریدون کے لیے راہ زن ایسا ہے نہان
جان کے لالے ہین اور بال کا مفقود نشان

۱۸۵ ران پر گوشت نہین اور نہ اوسپر مچھلی
پنجہ جن کی طرح کج ہے کڑی ہے ایڑی
ساق پر بال ہین اور سخت ہے لکڑی جیسی
اونگلیان پاون کی بد وضع ہین ٹیڑھی میڑھی
پا مین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام پر مارے ہرجائی کے بیزار ہزار

۱۸۶ خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام
رنڈی پن سے ہی ہے نہ خود کام کو کچھ لوچ نہ کام
ہے سراپا وہ مخنث کی طرح بد اندام
نام ہرجائی کا آوارہ ہے ابطشت ازبام
ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجھسی بدکار جہان مین کوئی مُردار نہین

بیزاری و ترک از معشوقہ

۱۸۷ تند خو عربدہ جو کافر و بیدین مکار
خود غرض بسکہ ہے خود مطلب و خود بین خود دار
بے حیا دیدہ گستاخ نہ کچھ ننگ نہ عار
سب ہین قول و قسم جھوٹھ سے باطل اقرار
ضد ہے نفرت ہے مرا ناک مین ہے تجھسے دم
ترک الفت مجھے منظور ہے لے تجھسے قسم

۱۸۸ تو معاذ اللہ خدا ہو تو مین بندہ نہون
تو جو قرآن ہو تو اک حرف نہ مین اوسکا پڑھون
تو پیمبر بھی اگر ہو تو مین ساحر سمجھون
تو ہو کعبہ تو مین اوس سمت کو سجدہ نکرون
تو جو فردوس ہو تو ضد سے بنون مین ناری
تو اگر دین ہو تو مین ترک کرون دینداری

۱۸۹ بخت بیدار جو تو ہو تو نہ سوؤن خواب عدم
بت شکن مثل خلیل اللہ ہون گر تو ہو صنم
تو جو شادی ہو تو ہو جاؤن مجسّم صورت غم
نام کو نام نہ ہون تو ہو جو اسم اعظم

خواب مین آ کے پری بنکے تو کروٹ بھی نہ لون
حور بنجائے تو جنت مین نہ پھر کر دیکھون

۱۹۰ آب حیوان بھی جو تو ہو تو شط ہی جاؤن
تو فرشتہ ہو تو مین دم کو چڑا ہی جاؤن
تو مسیحا ہو تو جینے کی تمنا نہ کرون
تو ہو محشر تو کبھی خواب عدم سے نہ اوٹھون

جیتے جی نام بھی بھولے سے نہین لون تیرا
سر رو قصد لون گر سر مین ہو تیرا سودا

۱۹۱ تو ہو گر صبح وطن شام غریبان مین ہون
نہ جو تجکو ان کا اوتار تو درشن نکرون
تو ہما ہو تو ترے سایہ سے بچکر نکلون
تو پیمبر ہو تو اعجاز کو جادو سمجھون

دختر رز ہو اگر تو تو نہ تاکون حاشا
تو جو ساقی ہو تو ہو صوفی کا مشرب میرا

۱۹۲ وسوسے کیا سے تری یاری کو اب استعفا
کوچہ کیسا نہ چلون شہر کا تیرے رستا
لکھ دیا مین نے مچلکہ کہ نہ لون نام ترا
بھول کر بھی نکرون رخ تری جانب صلا

تو جو مرجائے تو رون نہ تری میت پر
میرا دم نکلے بھی تو مین چھاتی پہ رکھلون پتھر

۱۹۳ چاہیے تو جہان جاتا ہو خبر ہے ساری
جن رقیبون کے لیے کرتی ہے آہ و زاری
ہون اوس اوباش سے واقف کہ ہو جسپر واری
گھات سب تاڑ گیا بل بے تری عیاری

دل مین کچھ اور منافق کے ہو ظاہر کچھ اور
ڈھنگ بدلے ہوئے ساری ہین نرالے طور

۱۹۴ عشق ناز یہ بیجا ہین بسر ترا وہ نہین
بغلین جھانکو نہین چھیپو نہین گھبراؤ نہین
بیحیا دیدہ کو مکاری سے شرماؤ نہین
دیکھ لی شرم بناوٹ سے مجھے دکھلاؤ نہین

رنگ فق خشک ہین لب منہ پہ ہوائی چھوٹی

تیرا اوستاد ترا پیر بھی تو بھی جیو لی

۱۹۵
فکر و اوہام و خیالات سے تجھے بیماری خام | تھی کوئی خواب پریشان کہ اضغاث احلام
کسکا عاشق ہوں سراپا ہی کسیکے کیا کام | کسکے محبوب ہو بتلاو ذرا اپنا نام

شہریت سے ہوا سہو خطا کیجے معاف
جو لکھا میں نے تری شان میں تھا لاف گزاف

۱۹۶
شہر سے تو نے جو در پردہ کیا بارا نا | پہنچے بھی تاڑ لیا جانچ لیا پہچانا
بزور در انکار و قسم ہیچ سے اسکے رانا | ابھی اوقات پہ آخر تھا تجھے آجانا

تو نے احسان فراموش کیا ترک وفا
چھٹ گیا تجھسے دل اپنا نہ ہوئیگا تیرا

۱۹۷
مشکلیں جھیلیں سہیں روز یہ نازیبا | شہر در شہر ہوں بدنام تو گھر گھر رسوا
ابھی بچتائیں ہنسیں غیر نصیب اعدا | لعنت اس جاہ پہ تف زیست پہ لاحول ولا

طوق رسوائی ہے آفت ہے مصیبت یاری
ایسے پرچشم سے دشمن کو بچائے باری

۱۹۸
عشق بازی کا جہاں میں جو یہی ہے انجام | حضرت عشق کو تسلیم ہے اور تمکو سلام
جیتے جی نام نہ لوں میرا جو رعنا ہے نام | آج سے تمسے مجھے ہے نہ نہیں کچھ بھی کام

با تو آن چشم نہ مردان علیخان دارد
قول مردان نہ شنیدی صنما جان دارد

۱۹۹
میری پاپوش کے صدقہ سے مرو یا کہ جیو | چال دکھلاؤ ہوا کھاؤ چلو رستہ لو
باز آیا میں ملاقات سے تجھسے چھوڑو | ہے جو کچھ شرم تو بس جا کہیں ڈوب مرو

برملا کہتے ہیں چوری نہیں بیماری ہے
بندہ آزاد ہے تمہیں فعل کی مختاری ہے

۲۰۰
دل لگی دل کی ہے بھلائی کو یا آفت جان | ہے مثل ٹوٹا پڑے سونا ہے جسسے کان
کیا بات نہیں کہتے ہیں جی ہی تو جہان | چاہیئے آپکو رخصت ہی علی کی ہے امان

شوق سے کھول کے دل جو نہیں کرنا ہے کرو
تمکو واللہ ہوس دل کی نہ باقی رکھو

۲۰۱ پر تو لیں ایسا کروں تمکو کہ بس کھو یاد / نام کیا بلکہ نشان کردوں تمہارا برباد
خیال میں بھی ہو نہ خرم نہ کبھی خواب میں شاد / تم ہو علامہ تو ہوں ایک ہی میں بھی استاد

چین اک دم بھی جلاپے میں نہ پاؤ واللہ
رو و قسمت کو کرو آٹھ پہر نالہ و آہ

۲۰۲ فرش ہو جائے تو پر سو نہ اک رات کبھی / لاکھہ اترا سے مگر میں نہ کروں بات کبھی
جان جاتی رہے پر ہو نہ ملاقات کبھی / خواب میں تیرا خیال آیا نہ بدذات کبھی

بلکہ جس بزم میں تو جائے نہ جاؤں واللہ
بھول کر جاؤں بھی تو منہ نہ لگاؤں واللہ

۲۰۳ تیری ہمشکل کو بھی تجھسے میں سمجھوں بدتر / تیرے ہمنام کا بھی نام نہ آئے لب پر
جا بہ جا بیٹھیں نہ آئین سے گے کردار کو تیری کیفر / تجھسے پھر جائے خدائی جو پھری اپنی نظر

جسکا دم بھرتی ہے تو ہو وہی تجھسے بیزار
آج سے دم میں ترے آئے نہ کوئی زنہار

۲۰۴ آپ اس حسن جوانی پہ عبث ہیں مغرور / صاف ہو جائیگا دور روز میں جوبن کا فور
آدمی زاد ہیں کچھ آپ نہیں خلد کی حور / ماہرو چار ہی دن چاند کا رہتا ہے نور

طائر رنگ پری سے نکلے کریگا پرواز
خاک میں آپ کا ملجائیگا سب نخوت و ناز

۲۰۵ بلکی ہی زلف سے آئیگی نہ پھر اسکو تاب / صاف دیکھائیگا حسن رخ پر نور جواب
چند ہی روز کی ہے گوہر دندان میں آب / ڈھل گیا سینہ تو یاد آئینگے ایام شباب

گرمی سوز اک سے عورت کا بگڑتا ہے خمیر
کسبی دکھلائی سے ہو جاتی ہے آنکھوں میں حقیر

۲۰۶ زن مریدی کرے مردان جہانبان توبہ / آئینہ رو کا سکندر سے بنے حیران توبہ

بندہ کا فریب دین ہو مسلمان توبہ | سایہ پرور دیری زاد ہو انسان توبہ

صحبت اخوت ابلیس کی اور مجکو چاہ
توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۲۰۷
دور رکھہ دل سے گمان اسکا مین ہون عیاش | زن مرید اوز کوئی ہوگا جہان مین اوباش
پاکبازی سے تجرد مین رہا ہون بشاش | بشریت سے ہو اگر طبع کو کچھہ بھی پرخاش

تو زمانہ مین حسین ایک سے ہو اک بہتر
گو نہو لکہنؤ آباد رہے امرتسر

۲۰۸
ضبط الفت کو کرون پہلا تو حق التدرور | بلکہ مین نام تک دل سے کرون عشق کا دور
اور اگر دل سے مین ایسا ہی ہون اپنے مجبور | دل لگانا ہی پڑے ماہ جبینون سے ضرور

تو کسی اور پریرو سے ملاقات کرون
عیش سے دن کو تو عشرت سے بسر رات کرون

۲۰۹
زعم باطل ہے تجھے مجھسا نہوگا دلبر | تو ہے کیا تمام خدا حور و پری سے بڑھ کر
قدردان اور وفادار ہو بندہ پرور | نور کا پتلا ہو پریون کی جبین اوس پہ

بزم عالم مین کرون آفت جان وہ پیدا
دم اولٹ جاے اگر دیکھہ لے تو بھی گھبرا

۲۱۰
رونمائی پہ جو تو اپنا لٹا دے جوبن | سایہ تک دیکھنے پائے نہین یہ ہو قدغن
تو لگاوٹ کرے وہ ایسی ہو تیری دشمن | آتش رشک سے جلجاے ترا سینہ مین

بندہ خلوتکدہ اوس حور سے آباد کرے
تو اسی رشک مین ہی نالہ و فریاد کرے

۲۱۱
عشق بازی سے ہے مشہور مرا ملک مین نام | جابجا سے مجھے آتے ہین حسینون کے پیام
سب وفاداری سے واقف ہین مگر دل آرام | کلمہ پڑھتے ہین سوسن مرا او رہتا ہین اوسم

عشق بازی سے مرے فخر ہے دلدارون کو
ناز چاہت پہ ہے ہر طرح طرحدارون کو

۲۱۲
لو خبردار رہو ہوشیار رہو ہو آگاہ
پیدا اوس شوخ سے اب کرتو ہین آفت کی راہ
تھسے اب قطع نظر کرتے ہین انا اللہ
جس پہ بیزار دیا اک عمر سے پڑتی ہے نگاہ

اس سے کیا کام پہ بیزار ہے یا انسان ہے
یک غارتگر ایمان ہے بلائے جان ہے

سراپائے بہاریہ لاثانی معشوقہ ثانی

۲۱۳
گلبدن غیرت گلزار ہے یا رشک ارم
سایہ جس غیرت فردوس کا ہے ابر کرم
ہے وہ گلرو سبب رونق باغ عالم
اوسکا کرتا ہون سراپای بہاریہ رقم

باغ باغ اہل جہان دیکھ کے اوسکو ہو جائین
پھول لگکر گل کی روش جامۂ تن مین نہ سمائین

۲۱۴
نکہت سنبل پیچان سے معطر ہو مشام
نار پستان سے ہو بیماری دل کو آرام
لطف سیب ذقن حور سے شیرین ہو کام
گلرخ و گلرو و گلپوش و گلبدن و گل اندام

وہ سراپائے بہاریہ جانانہ ہو
باغ رضوان کی فضا سبزۂ بیگانہ ہو

۲۱۵
بلبل طبع رسا کہتی ہے اب آئی بہار
سبزۂ صحن تازہ ہے ہر گل بے خار
لکھے گلرو کے سراپا کو بخط گلزار
شوق گلرو کے سراپا کا گلے کا ہے ہار

یہ وہ گلزار ہے گلچین کا جہان نام نہین
باغ فردوس مین شداد کا کچھ کام نہین

۲۱۶
آب جو حوض و خیابان روش و تختۂ گل
طوطی و قمری و طاؤس و تدرو و بلبل
سرو شمشاد و گل و لالہ و نرگس سنبل
نکہت و باد نسیم اور صبا تک بالکل

چیدہ چیدہ جو ہون گلزار جہان سے مضمون
دیکھون سونگھون پھرون لکھو لگر گلگشت کرون

۲۱۷
پھر کبھی آجائے جو مضمون سراپا مین کمی
ساتھ رضوان کے مین گلگشت کرون جنت کی

اب بھی قلت ہو تو پھر مجھ سی کہون آں باری
شکر ہو لاکھ مجھے تو نے یہ نعمت بخشی

تیری درگاہ تلک لائی ہے مجکو حیرت
آج دکھلا دے مجھے ساری فضائے جنت

۲۱۸
بھیجے کھلے غیب سے مجھپر در باغ رحمت
آستانہ پہ فدا جسکے ہون آٹھون جنت
طوبیٰ و سدرہ کو ہو شاخ شجر سے حیرت
ہو کہین عرش سے دیوار کو اوسکے رفعت

طائر سدرہ سے کچھ بڑھ کے ہون مرغان ہزار
ہون ہما بلبلین عنقا سے ہون طوطی طیار

۲۱۹
تھا یہی دھیان کہ اتنے مین ہوا اک القا
بولا ملہم کہ نہ کر فکر و تامل رعنا
فیض روح القدس اللہ نے ہے تجکو دیا
وا ہوسکے تجھپہ ازل در ابد تک کی فضا

پھر نظارت کے سوا بس نظر آیا نہ کچھ اور
تب لکھا شاخ قلم سے یہ سراپا فی الفور

۲۲۰
شاخ طوبیٰ ہو قلم کا کہ ہو اوس سے طیار
گلبدن کا لکھون تب وصف بخط گلزار
اور سیاہی ہو سویدائے گل لالہ ہزار
لاؤن شنگرف کی جا سرخی رنگ گلنار

گل کے اوراق بھی گلچین سے خریدون رعنا
باغ مین نقد زر گل کا کہین سے ہے توڑا

۲۲۱
قامت سرو روان ہے کہ ہے سرو آزاد
یا قد غیرت گلزار ہے نخل شمشاد
اوسکی خوبی پہ یہ تشبیہ ہوئی ہے ایجاد
شجر نور ہے وہ نام خدا نیک نہاد

شاخ گل ہیں ہے وہ قامت کہ ہے سدرا کی شاخ
راست پوچھو تو قد راست ہے طوبیٰ کی شاخ

۲۲۲
نہ تو کچھ نا تر سا لمبا ہے نہ مانند چنار
پستہ قد بھی نہین وہ سرو سہی رنگ بہار
قد وہ بوٹا سا ہے یا کوئی ہو شاخ گلنار
شاخ گل دیکھکے کھاتی ہے بہت ٹھوکر نثار

شجر گل جسے کہتے ہین وہ ہی گلدستہ ہے
قمری و فاختہ کی اوسکے لیے کوکو ہے

۲۲۳
تار سنبل ہی نہین عقدہ ہی کم اک سر ہو — بید مجنون کی ہین شاخین کہ صنم کے گیسو
عشق پیچا ہے کہ ہین کاکل پیچان ہر سو — رگ گل زلف کو باندھا تو یہ مہکی خوشبو

باغبان ہو گیا پست ترنگین مدہوش
ہو گئے غنچ سوارہ گیا صبا دوش

۲۲۴
تاک سے غنچہ کی شہر گلشن خوبی کی عیان — روش تختہ گلزار ہے یا کاہکشان
تاک مین خوشۂ انگور ہے سو بات کہان — باندھون یا روسکی مین گلدستۂ گلزار جنان

پٹیان ہین جو خیابان تو سبین صحن چمن
چہرہ گلزار ہے اور وہ ہین سواد گلشن

۲۲۵
جھومین ہیبت در فردوس ہے ہین محراب نما — خواب مین غنچہ ہے بیداری مین گل دیدہ وا
نکہت گل ہی نظر نرگس شہلا دیدہ ا — ہے نہان صورت بو گل کی آنکھون مین چھپا

رکھا عشاق کو دیدار کا خواہان جبران
ہیچ مین آنکھون سے بیمار پسا غری بادان

۲۲۶
یہ صورت چمن ہے ہر روز بہی گرد یرقع یار — ہے جو قد شاخ صنوبر تو گل تر رخسار
تیغ نگرنگ ہے شکل گل تر باغ وبہار — مائل اوس گل پہ رہا کرتی ہین مرغ گلزار

ان گلون کی ہی بھکیون بار رنگے کی حسرت
رکھے ان بھولون کی ہدیت ہمیشہ نکہت

۲۲۷
یہ وہ ہی باغ نہین نام کو جسن باغ مین خار — بے نشان یان ہی خزان اور ہمیشہ ہی بہار
بہر گلگشت جو وہ دوش صبا پر ہے سوار — طائر رنگ چمن اوڑنے پر اب ہی طیار

باغ جنت کی فضا سبزہ بیگانہ ہے
باغ عالم مین اسی گل کا اب افسانہ ہے

۲۲۸
گل شبو ہے کہ گھر کمون اوس بنی کو — طائر حسن کا ہے یا وہ نشیمن یار و
یا لیقہ ہین کوثر و تسنیم کا یل سے دیکھو — دونون منقر کی ٹرک معجز عیسی سمجھو

قوت شامہ مین اور نہین کوئی قصور

لیک خوبی سے اک بوی وفا ہے کا نور

۲۲۹
غنچۂ باغ ہے ایدل دہن رشک چمن
پنکھڑی پھول کی لب ہے وہی قد سیب فن
سو تیا دانت تو گویا ہے زبان برگ سمن
زعفران زار بنا خندۂ گل سے گلشن
عرق چہرۂ گلرو تو بعینہ ہے گلاب
اور جوبن جو ٹپکتا ہے تو ہے رنگ شباب

۲۳۰
گل تر چہرۂ گلرو شاخ گل اور قد طوبےٰ
وہ نہیں بیل کہ جو سوکھ گئے اور پھینک دیا
ہے خوش آواز کی گلیانگ کے لاو نہ صدا
طائر حسن کا پنجرا اچھا کہ سپیلا ڈورا
کیا وہ گل پہنے بہار گل گلشن کے لیے
غنچہ ہائے دل عشاق ہیں گردن کے ہار

۲۳۱
ہے نمایاں شانہ محبوب ہے اک شان خدا
قد ہے طوبیٰ لہم و حسن تاب اوس گل کا
ہے وہ گلدستۂ رنگین کہ وہ رنگین پنجا
رنگ لالی ہے کہ خون ہوگئی لب پہ حنا
اوسکی بیاں شاخ گل تر سے سوا ہیں نازک
تو سن حسن پری کے لیے جیسے رکاب

۲۳۲
سیب ہیں یا ہی ہیں اوسکی وہ نار پستان
یا لگی نخل تمنا ہیں یہ دو پھل جڑوان
ہے دو پٹہ کہ ثمر پر ہے وہ گل کا دامان
طوطی حسن یہ کہتا ہے عیان را چہ بیان
آشکارا ہے عجب حسن جوانی کا وفور
مدہ سے معمور ہے جوبن سے ہے سینہ پرنور

۲۳۳
طائر حسن میں شہباز ہے شاید چڑیا
حسن کے دام میں یا آگی پھنسا ہے عنقا
لوٹ جالی کی یہ محرم ہیں کہ ہے جال بچھا
مرغ حسن ایک ہیں پر دو ہیں نشیمن اک جا
تل کا زاغ اسکے ہی سایہ سے ہما ہوتا ہے
مرغ دل اسکے ہی صدقہ میں رہا ہوتا ہے

۲۳۴
پھول کی سیج سی ہے نرم شکم اور شفاف
صحن گلشن ہے اگر پیٹ تو گلیں ہے ناف
نور کا حوض شکم ہے تو وہ فوارہ صاف
صدقۂ دیدۂ نرگس بھی نہیں کہنا لاف

ہے کلی پور کلی مین تہ دامن پنہان
گلبدن کا ہے ابھی پاک حیاسے دامان

بلبل ہے اسی غنچۂ گل پر شیدا ۲۳۵
پاسے پامال ہوئی گلشن جنت کی فضا
پایجامہ مین ہین کلیان کہ ہی تختۂ گل کا
مردموا آنکھہ سے سہلاتی ہے نرگس کف پا

پھول کے رنگ سے پھولا نہ سمائے دل زار
کوئی گلدستے صبا آئی تو ہو باغ و بہار

تذکرہ معشوقہ اول و ترک محض

سیر باغ الیسا کہا کہ ہو گلہان شیدا ۲۳۶
صاف دکھلا دیے بر سے سینکو پیتلی جیسا
حور ہو ساتہ گل اندام کا بنکر سایا
باغ فردوس کا رضوان کو تماشائے فضا

پھول وارون کی بیچ کو سیر سے اوس گل کو کام
عیش باغ اور سراک بیچہ اور گل اندام

کر لیا جبکہ بیین گلرو کے سراپا کو تمام ۲۳۷
جب مقام اونکا بتایا تو کہا آخر نام
پوچھا گھبرا کے تحیر سے کہان کون مقام
نام سنتے ہی کلیجہ کو لیا او سنے تھام

صورت خار چبھی غیرت گل کی تعریف +
بس عرق آگیا اور دل میں ہوئی سخت خفیف

پھر تو سو عذر کیے اور ہزارون انکار ۲۳۸
مین نے جب ایک نہ مانی تو وہ ہو زار و نزار
التجائیں بھی کین اور قسمین بھی دین اونے ہزار
رو کی خفت سے ہوئی مرنے پہ آخر طیار

جان پر کھیلنے کو کھیل ہی جانا مین نے
منتین لاکھہ کین پر ایک نہ مانا مین نے

آخر شب پالکی منگوائی کیا اوسکو سوار ۲۳۹
کہدیا صاحب کہ بیل جھپٹ کی ہو تیاری فی الفور
آگے کیکر نا انکہ پیشیرا کی یہ عذر و اصرار
تھی سکیڑی کی یہ سترا ہے نہین ہے وکار

شب فرقت بیوتھی ہوئی تا آگے نہ کوئی اصلا

دل کو تسکین ہوئی چھپائی کا ٹھہرا وتیرا

۲۴۰
خط جو آتے تھے انگیٹھی میں جلا دیتا تھا — اور پیغام کو باتوں میں اڑا دیتا تھا
التجا سنکے نہ دل میں کبھی جا دیتا تھا — ہنس میں کہتے تھے پر صاف جتا دیتا تھا
نام آیا تو زبان صاف قلم کر دونگا
طرح گر صلح کی ڈالی تو ستم کر دون گا

۲۴۱
کر دیا میں نے دل و دیدہ سے اوسکو مردود — ہو گئے نامہ و پیغام کے در سب مسدود
نام مردار پہ سنئے فاتحہ سنئے دم نہ درود — مجھکو آج اوسکا برابر تھا عدم اور وجود
دل کو قدغن کہ خیال اوسکا نہ آنے پائے
آنکھ کو حکم نہ وہ خواب میں منہ دکھلائے

۱۷ ملاقات محبوبۂ ثانی لاثانی

۲۴۲
دل لگی کی تھی جو اک عمر سے مجھکو عادت — خالی خالی سے مجھے بے یار نہ بھائی صحبت
اوسپہ یاران طریقت نے دلائی رغبت — آیا جی میں بھی اوسے دیکھیے شکل و مہلت
شام سے میں نے دیا حکم کہ ہو طیاری
جا سے لانے کو گل اندام کے گھر اسواری

۲۴۳
نامہ بر پہونچا کہ تشریف ادھر لائیں آپ — روش باد بہاری چمن آئیں آپ
میرے بلوانے سے زنہار نہ اترائیں آپ — پیار سے بیٹھے پہلو میں نہ شرمائیں آپ
رنگ سب بے ساختہ پن نے یہ عجب دکھلایا
لطف برسوں کی ملاقات کا اول پایا

۲۴۴
چھا گیا نور کی تصویر سے گھر بھر میں نور — شان شاہانہ تھی اور ٹھاٹھ کا کیا ہو مذکور
زور پر جوش جوانی کا وہ چشم بد دور — چونچلا طبع میں باتوں میں مزا دل میں سرور
فرط شوق دل مشتاق سے دیوانہ ہوا
محو نظارۂ حسن رخ جانانہ ہوا

۲۴۵
بات کا وضع کا انداز کا کچھ اور ہی ڈھنگ
طور شایستہ طبیعت میں مزاج میں امنگ
شرم ناموس کی اور پاس حیا نام کا ننگ
خوب ہی جذب محبت نے دکھائے نیرنگ
پیش خدمت ہیں پری اور جلو میں غلمان
حور دنیا میں بنی قدرت حق کے قربان

۲۴۶
ملتے کبھی دور سے گاہ دیتے پیام اور سلام
نہ ملاقات تھی نہ آمد و شد اور نہ کلام
راز در پردہ سے واقف تھی فقط دل اور نہ عوام
الفت بڑھاتی رہی محبوبہ تھی وہ ہر دل سے رام
عقدہ دل کھلے جب شادی کا آیا مذکور
ہے اکیلا اور نہیں اوسکا سوا مجکو منظور

۲۴۷
ہیں جو جغرافیہ و صرف و زبان پارسی
پان تصنیع نہ بناوٹ ہے نہ ظاہر داری
اونکی خلقت میں ہے زیور و طمع و مکاری
جو ہیں دنیا نہیں تمکو بھی یہ شیوہ داری
شہر کی توبہ یہ غرض عشق کا اقرار ہوا
پڑھ کے توبہ کی دعا جلد میں طیار ہوا

۲۴۸
دو گھڑی شام کہا آپنے جب بسم اللہ
حوصلے دونوں کے سب نکلے ہوا دھوم سے بیاہ
قاضی بلوا لیے گئے شہر کے قصہ کوتاہ
دی دعا سب نے مع الخیر مبارک ہو بیاہ
الحمدللہ شب فرقت کی عوض تخت کی رات
بل یہ نقشہ ہے کہاں دور گیا وہ بد ذات

۲۴۹
کس نے بات سو کر دن اللہ کا اب شکر کرم
نہ وہ اب رنج رقیبوں کا نہ اغیار کا غم
چین سے عمر بسر ہوتی ہے با ناز و نعیم
عیش سے آج مبدل ہوئی سب رنج و الم
جیا نہ تھی قید نہ غم سے نجات آج ہوئی
قید بابل سے چھٹے عرش پہ معراج ہوئی

۲۵۰
مال کا ذکر نہیں اولاد کی اب پاس نہیں
بیوفائی کی کہیں نام کو بو باس نہیں
وصل ہے آٹھ پہر ہجر کا غم پاس نہیں
وسوسہ دل میں من الجنۃ والناس نہیں
دور شرع او بانی تھی جنت سے یہ خانہ داری

ناجی اسیر ہین فدا شیفتہ او سبزواری

۲۵۱
دل کو تسکین خداداد ہی اور لطف مدام
آبرو اپنی ہے اپنون مین تو مخبرون مین نام
دل مین آسودہ دلی رات کو عیش و آرام
قلق صبح نہ وہ دیدہ براہ سر شام

ترک مریدی سے ہے اب دلکو نہایت نفرت
عشقبازی پہ اور اوسپہ ہی بہر دو لعنت

خط بحال پرملال معشوقۂ اول

۲۵۲
جمع خاطر ہی مری دل مین ہی اک استغنا
لیک تھا اوسکو جو در پردہ تعشق پہلا
صورت حرف غلط محو ہوا وہ شیوا
حیف الفت نہوا غمزدہ دل رہ نسکا

رنگ وان لائی غرض اور ہی چاہت آخر
گل کھلا وان جو کھلا آتا ہی وہ پیش نظر

۲۵۳
اتفاقاً جو ہوا خوری کو اک دن نکلا
خط دیا لیکے اوسے جیب کے اندر رکھا
دور سے آتا سر راہ ملا ہرکارا
آکے گھر شمع منگا کر جو کیا اوسکو جدا

نام کاتب نہین پر بوے وفا آتی ہے
درد آمیز کچہ احوال سے کچہ شکوا ہے

۲۵۴
تھا یہ تحریر عبث آپکی بدلی ہی نظر
تھے وہ سب جھوٹ نہین میرے نوشتون کو خبر
پھر گیا آپکا دل اور طبیعت مین ہی شر
مین خطاوار سہی پھر بھی تو آخر ہون بشر

سو خطا بندہ کی اللہ بھی کرتا ہے معاف
تم ہی اب تیجے سہی لو جانے دو ہو جاؤ صاف

۲۵۵
اور اگر جی مین کسی اور کی ہی ٹھانی
آنکھ کے پھرتے ہی دیدہ کا ڈھلا ہو پانی
یا مراد ڈھونڈہ لیا ہی کوئی دشمن جانی
پھر بھی ایسی تو قیامت تھی نہ محشر ڈھانی

آپکے غم مین مصیبت کوئی سہتی ہوگی
خلق فرمایئے کیا آپکو کہتی ہوگی

تا بہ کے قلم نامہ و پیغام سے کیجے عرض حضور
دل میں باقی ہے جو کچھ تو نہیں اب بھی کچھ دور
سب پہلے کچھ آپ سے ثابت تو کیا ہوتا قصور
اور جو دراصل نہیں بات ہے وہ ہی مشہور

تو مبارک ہو شنائی کا بہانا کب تھا
راز جب کھل گیا پھر اوسکا چھپانا کیا تھا

۲۵۷

مجھکو واسطہ نہ معلوم تھا ایسا ہم زنہار
چاہ میں فتنہ مکر ہے سے کر رنجی بار
سمجھی وہ دن میں نکل جائیگا غصہ کا بخار
اب کھلا بھید کہ وان اور ہی کچھ ہیں اسرار

باعث رنج نہ تھا اور تو کچھ بھی زنہار
غیر سمجھا دل ناخواستہ عذر بسیار

۲۵۸

موت کا ایک بہانہ جائیگا مجھسے نہ ملال
گو وہ ہوں پردہ نشین عقدہ ہوی اندر جال
خاک میں کی ہے جوانی مری اوسنے پامال
پر رہے دل میں حضور آپ کے یہ خوش خیال

عشق صادق .. مرا کچھ رنگ نیا لائیگا
دیکھنا صبر قیامت ہی کبھی ڈھائیگا

۲۵۹

اب نہ جینے کی تمنا نہ غم مرگ بھلا
عیش سب کر چکے باقی نہیں ارمان ذرا
حسرت و رنج و قلق سب کو دیا دل سے بھلا
آپ کی چاہ کا انجام بھی سب دیکھ لیا

عیش اب اونکو نئی ہو مبارک ہو چاہ
مجھسے تم زیست ہی میں چھٹ گئے انا للہ

۲۶۰

ہو رہا تھا کیا تھیں دولت اور شکایت کیسی
ترک ملنا ہے پر الفت تو نہیں دل سے گئی
گو ملاقات نہ ہو آج مگر تھی تو کبھی
سنگدلی مر رہے دشمن کو سکھا ناری

خاک میں موت کی آمیں جوانی ملیا ہے
جسنے کلیا یا ہے اس ضدی کو وہ جین سیاہے

۲۶۱

کتنی جن عید دن ہی ہو وہ نہ لگا سکیں ستانے
گھوٹیں وہ ہاتھ کہ جن ہاتھوں سے لی ہو میں بلائیں
پیار جس منہ سے کیا ہو اوسی وہ منہ نہ لگائیں
ہاتھ چھاتی پہ جو رکھی ہوں وہ پتھر ہو جائیں

کام دل سے وہ مری طرح سے ناکام رہیں

رات کو عیش نہ دن کو کبھی آرام رہے

۲۶۱ عمر بھر ہو نہ میسر عیش نصیب اسکو الم
اور عذابوں سے وہ نزع میں نکل جائے دم
روسیہ حیف یہ کرے بیکسی آکر ماتم
تجھکو یارب قسم دامن پاک مریم

دن کو تا یوسف جھلکتا ہوا اسکے یاری
گور میں چین سے تا حشر نہ ہوگی باری

۲۶۲ مرد وے خاک میں ملبا یہ تیرا آنا
کچھ میسر ہو کیا نہ تجھے کھانا
نوحہ ہو تجھپہ کسی پہ تو ہی دیوانا
شعر و تجھکو جلائیں جو ہو تو پروانا

سب ملے تجھکو نہ بیجان نے تیرے کھویا
ہو کسی یوسف مصری کا تجھے بھی سودا

تقریر قاصد بحال پریشانی معشوقہ اوسکے

۲۶۴ الغرض خوب تھا کہ افسانۂ غم یار طومار
قاصد نے کیا پھر مجھے زبانی اظہار
کرکے سوگند کہا روتی ہیں وہ زار و نزار
صبر اک لحظہ نہ اونکو ہے نہ کچھ شب کو قرار

نالہ و آہ وہ دن رات کیا کرتی ہیں
نام سرکار کا لے لیکے جیا کرتی ہیں

۲۶۵ خواب و خور ترک ہی پینا کہاں کسکا کھانا
کیسی تعلیم کجا رقص کہاں کا گانا
وہ ہیں اور گھر سے نہ آنا نہ کہیں بھی جانا
سب اثر ایک سے ہے لاکھ بلکہ سمجھانا

ہجر سے ہر دم وہ دم سرد بھرتی ہیں
جیسی بیزار ہیں اب جان تلک کھوتی ہیں

۲۶۶ کروٹیں لیکے شب غم کو سحر کرتی ہیں
چاہ کو نام وہ نام آپ کا سر دھرتی ہیں
نفس سرد ہو یا آپ کا دم بھرتی ہیں
چونک اوٹھتی ہیں کبھی خواب میں گہ ڈرتی ہیں

آپکے ذکر سے کچھ رات کو نیند آتی ہے
یا پلک نے یہاں میں حضرت کی جھپک جاتی ہے

۲۶۷
زندہ درگور ہین وہ قبر کے مانند ہی گھر
شام کو رہتی ہے ہر روز نظر جانب در
دن قیامت کی طرح کٹتا ہے گھڑیاں گنکر
پوچھتی ہین کبھی کچہ آنے کی ہی اونکی خبر
خیر دن بھر کی مصیبت تو گذر جاتی ہے
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

۲۶۸
پان سے ذوق نہ کچہ عطر سے اب رغبت ہی
درد سے دل مین تپ غم کی بہت شدت ہی
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ وہ زینت ہے
آپ کا نام ہی اور آہ ہے اور رقت ہے
رات کا شغل جو پوچھو تو شمار اختر
دیکھیے دن کا جو احوال تو ہر دم ششدر

۲۶۹
درد کی چیز جو کمبخت کوئی گاتا ہے
ہو کے بیتاب طبیعت مین جو کچہ آتا ہے
جا رسے تب ولولہ شوق گذر جاتا ہے
گھر مین اک دم کا ٹھہرنا نہین بھر بھاتا ہی
پا پیادہ در دولت پہ چلی آتی ہین
روکو تو سر کو وہ دیوار سے ٹکراتی ہین

۲۷۰
بول اوٹھا دھوکے سے جو کوئی کہ آتی ہین حضور
فرط شرم آپ ہی ہو جاتی ہین با فرط سرور
حکم تیاری کا دیتی ہین وہین خیرت حور
دیر ہوتی ہے تو کہتی ہین کہ ہین کتنی دور
یاس ہو جاتی ہی جسوقت تو گھبراتی ہین
ہو کے مضطر کبھی روتی کبھی ٹکراتی ہین

۲۷۱
خوش ہوئی گر کبھی وہ ماہ وشون کی سرتاج
تو یہ فرماتی ہین مدت مین ہوئی ہی معراج
پوچھہ بیٹھا کوئی اب آپکا کیسا ہی مزاج
خواب مین رات مرے پاس وہ آئے تھے آج
پیار کر کے کبھی چھاتی سے لگا لیتے تھے
اور کبھی شوق سے پہلو مین بٹھا لیتے تھے

۲۷۲
اور کبھی سامنے سرکار کی رکھکر تصویر
کبھی چھاتی سے لگا اور کبھی ہو دلگیر
آپ ہی آپ کیا کرتی ہین یہ دن تقریر
پوچھتی ہین کہ ہوئی کون سی مجھسے تقصیر
پیار چھپ چھپ کے کبھی اوسکو کیا کرتی ہین

اپنے بوسے کبھی آپ اوسکو دیا کرتی ہین

۲۷۳
جان کا دھیان نہ اصلا فقط رسوائی — وحشت دل نے بنایا ہو اونہین سودائی
حد سے یان تک تجاوز ہوئی بے پروائی — کوئی سمجھا بھی نہین خاک وہان شنوائی

گو کو ہین خوب جھکاتی ہو اونہین آپ کی چاہ
حسن یوسف ہے زلیخائی ہین لیکن اللہ

۲۷۴
وہ جوانی یہ ستم ہای وہ صورت یہ نعم — اور یہ افتادہ وہ پروردگی ناز و نعم
اوسپہ یہ قطع نظر آپ کے اللہ رے ستم — خیر سے آپ ہین سب رازون سے آگاہ محرم

بر ملا کہتی ہین کچھ کھا کے ہین مر جاؤن گی
اس مصیبت کا مزا حشر مین دکھلاؤن گی

۲۷۵
ہاتھ مہندی کا نہان آپ کا دامن ہوگا — حال اس قہر کا اک ایک کہونگی سارا
عالم الغیب ہے روشن ہے جو مجھپر گذرا — اس جلا پا کا چکھاؤن گی مزا روز جزا

وہ جہنم مین جلے دل مرا ٹھنڈا ہووے
تو بھی محشر مین ذرا اپنی دلوں کو رووے

والسپی قاصد و جوانمرگی معشوقہ مع مرثیہ جالیم

۲۷۶
رحم کھا کر یہ کہا مین نے نہ ہے دل کا عذاب — کچھ ہوا خوف خدا کچھ قلق روز حساب
جا ہا لکھ بھیجون مین خط مین اوس کا جواب — نامہ بر سے کہون اوسکو کیا دل سے حجاب

اتنے مین آئی کہاری کہ چلین جلد حضور
مین گیا گھر مین وہان ہو گیا کافر کافور

۲۷۷
شادی غمی کوئی اور اوسنے نہ بن آئی بات — پھر برپا وہان کیا کرتا ہے جا کر بد ذات
کہہ پایا بات نہ کی نام کو جیسے ہیہات — گرم صحبت ہین وہ اب غیر سے اکثر دن رات

قطع امید کرو اوسنے ملاقات کہان
وہ ہین پابند وہ دن ہی نہین وہ بات کہان

۲۷۸ نازنین جان پہ سنتی ہی غضب ہی ڈھایا — سر کو دیوار سے دے مارا کبھی ٹکرایا
صبر مطلق نہ ہا سب نے بہت سمجھایا — کھا کے کچھ سو رہی اور صبح کو ٹھنڈا پایا

دفعتہ شور اوٹھا ہاے قیامت آئی
دولت حسن لٹی مرگئی ہے ہرجائی

۲۷۹ شہر کی اہل نشاط آئیں کیے شیون و شین — نوحہ کرتی تھی کوئی کوئی بکا کرتی ہین
گرد سب ہالہ صفت ماہوش اونکی ماہین — راستے بند تھی مخلوق خدا تھی بھین

نوجوانی پہ کوئی کرتا تھا آہ و زاری
کوئی بیہوش کہیں غش کہیں سکتا طاری

۲۸۰ مجکو اس قہر سے زنہار نہ تھی آگاہی — شب کو سویا تو مگر رات مصیبت کی کٹی
نہ سہی رسم مگر راہ سے ہے دل سے لگی — خود بخود دل میں دم صبح عجب وحشت تھی

اوٹھ کے افسردہ سحر ہی سے دیکھو آکر
جی کے بہلانے کو بیٹھا میں سر راہ آکر

۲۸۱ دور سے دیکھا نظر آتی ہے اک طرفہ برات — جانا نوشاہ کی تھی آج عروسی کی رات
دھوم ہے شور ہے انبوہ ہے اور مخلوقات — بیچ میں ڈولہ عروسانہ ہے لیکن ہیہات

آخری اونکی سواری ہے نہ تھا یہ معلوم
نامراد آہ جوان مرگ سدھاری معصوم

۲۸۲ آیا ناگاہ مرے کان میں ماتم کا غل — شور ہے شمع سر شام ہوئی حسن کی گل
دیکھتا ہوں کوئی نالان ہے برنگ بلبل — چاک دامن ہیں گل اندام بہت صورت گل

پابرہنہ ہیں سب اور بال کھلے خاک بسر
دھوکا جس کی دلہ تھا آیا وہ تابوت نظر

۲۸۳ جوڑ قوال بھی کچھ ہیں سو گاتے ہیں غریب — پیٹتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ہاے حبیب
کوئی کہتا ہے ملی خاک میں الفت بھی نصیب — الغرض آیا جنازہ مرے گھر کے قریب

میں نے پوچھا یہ گئے کون جہاں سے ناکام

دم ہوا ہو گیا سنتے ہی محبوب کا نام

۲۸۴
رکھ کے تابوت کہا چاہ کی یہ ماری تھی
اسے ہوا مرگ کو کچھ عشق کی بیماری تھی

نامراد آہ یہ فرقت زدہ بیچاری تھی
زندگی بار جدائی سے بہت بھاری تھی

جان پر کھیل گئی چاہ سے مارا ہے آہ
کھا موئی طپش میں کچھ رات کو انا للہ

۲۸۵
کہہ گئی تھی مری میت سے نہ وہ شرمائیں
نہ پڑھیں فاتحہ نے پھول مری اٹھوائیں

خیر تقدیر کا لکھا تھا نہ کچھ پچھتائیں
ہاں مگر آخری دیدار تو دکھلا جائیں

قبر میں جیتے نہیں آئیگا زنہار مجھے
پھر تو محشر ہی میں دکھلائینگے دیدار مجھے

۲۸۶
کی وصیت تھی نہ ہو دین وہ حزیں میرے بعد
ہوں نہ بیتاب آنے سے کچھ چین جبیں میرے بعد

عشق صادق ہے تو آئیگا یہیں میرے بعد
جذبہ عشق کا آئے گا یقیں میرے بعد

کہنا میت یہ بہت دل نہ کڑھائیں واری
غش میں میت کے لیے اچھی نہیں آہ و زاری

۲۸۷
سنتے ہی جی میں اٹھا ولولہ دیرینہ
جی میں رہتا نہیں زنہار موے پر کینہ

صبر کب ضبط کیا کوٹ لیا سر سینہ
جوش الفت سے دل زار تھا صاف آئینہ

چاک کر ڈالی قبا مانگی پہنی پوشاک
سر کو دیوار سے ٹکرایا ملی منہ پہ خاک

۲۸۸
آیا بیتابی سے تابوت تک افتاں خیزاں
سیر جینے سے دم اوکھڑا ہوا اور لب پہ فغاں

ٹکڑے دل ہو گئے جگر غم سے کلیجہ بریاں
آسماں ٹوٹا زمیں پھٹ گئی تاریک جہاں

اسکے بالیں پہ دو شالہ سے جو کھولا مکھڑا
چشم بر راہ ابھی دیدۂ حسرت تھے وا

۲۸۹
آنکھڑیاں چوم لیں دل بھر کے لپٹ کر رویا
ہیں سب نے کیے محشر ہوا کہرام مچا

عذر تقصیر کیے سخت پشیماں ہوا
دم تکبیر تھا یہ شور قیامت برپا

در نماز م خم ابروسے تو در یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

۲۹۰ بال بکھرے وہ ابھی یاد ہیں اور زلف دراز
ہنستی پیشانی وہ اور دونوں بھوں ہیں عجاز

نور چہرہ پہ برستا ہوا اور نرگس باز
نام ہست تھا مگر زندہ کے جیسے انداز

صورت اتبک مری آنکھوں میں پھرا کرتی تھی
رات دن جان حزین رنج سہا کرتی تھی

۲۹۱ وہ جوان مرگ جو دنیا سے سدھاری ناکام
جان ہیں غم دل میں ندامت ہے تو سر میں سام

زندہ در گور ہوا زیست ہوئی مجکو حرام
نہ خور و خواب نہ تسکین نہ قرار و آرام

دھیان میں رویا تو کچھ آنکھ سی لگ جاتی ہے
صورت اگر کبھی رویا میں وہ دکھلاتی ہے

تمہید رشک محبوبۂ ثانی و انتقال از عالم فانی

۲۹۲ عشق صادق نے کیا کام تمام آخر کار
خود بدولت نے جو دیکھی یہ مری حالت زار

کھو گئے تاب و توان ہوش و خرد صبر و قرار
رشک الفت سے جلا ہے یہ بہت کھایا خار

یعنی در پردہ کیا ضبط جو دل میں غم و درد
رنگ ہوتا گیا گلزنگ کا اندوہ سے زرد

۲۹۳ لاکھ سمجھایا کیا اُس کا او نسے نہار
اب وہ گل ہی نہیں جسکے لیے ہم گونہ ہیں خار

عرض کی جو گیا دنیا سے پھر اوس سے کیا کار
تم سلامت رہو ہو زیست کا اب تمہید مدار

رشک سے دل نہ کڑھا یا کرو بد ہے انجام
تم گئیں جی سے تو بس کام ہوا اپنا بھی تمام

۲۹۴ لاکھ پیرایہ میں کی اونکو نصیحت اختر
اور بڑھتا گیا آخر قلق و درد جگر

اور تالیف بھی کی پر ہوا خاک اثر
حال زار اونکا ہوا طول مرض سے ابتر

نور سہا کا تھا جسدم وہ گئیں جی سے گذر

ہو گئی [illegible] یا [illegible] شعر

۲۹۵
رنج پر رنج ہوا سخت مجھے غم پہ الم
[illegible] اور الم پر یہ الم
ایک جان لاکھ قلق ایک حزیں [illegible]
[illegible] دل پہ گرا کوہ الم تیر ستم

وہ اگر جان تھی [illegible] لگی وہ تو
دل و جان کو [illegible]

۲۹۶
خلوت خاص نظر آئی [illegible]
[illegible] نالہ
گھر عزا خانہ سے [illegible]
[illegible] کیا وداع کا سامان

جا اور [illegible]
اور [illegible]

۲۹۷
قید تنہائی میں [illegible] قفس
[illegible]
خالق اعدا کو دکھائے نہ یہ تشنگی نفس
[illegible]

کبھی [illegible]
[illegible]

۲۹۸
الغرض دیکھ کے احباب یہ حالت زار
[illegible] کار
مرضی حق سے کسیکو نہیں چارہ زنہار
[illegible] ناچار

جی بہل جائیگا سب سے دل کا لگانا بہتر
یا سیے سیر کسی ملک کا بہتر ہے سفر

۲۹۹
سیر کا دل کو پسند آیا غرض منصوبا
[illegible] سامان سفر کر کے سیاحت کو اٹھا
کبھی دہلی کبھی کشمیر کبھی کلکتا
لکھنؤ مالوا گجرات بنارس پٹنہ

بنگلہ پنجاب دکن مالوہ تا کوہستان
دیکھا چل پھر کے غرض سب طرح ہندوستان

۳۰۰
دیکھا بنگالہ کی بالوں کا زمانہ مشتاق
مائل حسن بنارس ہیں جہاں کے عشاق
لکھنؤ کا [illegible] پیرو وفاق
عشق کشمیر ہے مشہور میان آفاق

آنکھ پنجاب کی کشمیر کی بدکین کیا بات
نقشہ رجواڑہ کا اور رنگ صبیح گجرات

۳۰۱ رفتہ رفتہ ہوئی وحشت جو طبیعت سے دور
نظر آجائے کسی شہر میں جب غیرت حور
غم الم رنج و قلق ہو گئے آخر کافور
جی یہی چاہے ہے دل اس سے ہی لگا لیجے ضرور

یاد آجائیں جو ناگاہ وہ اندوہ و محن
لاکھ فرسنگ طبیعت وہیں اوڑ جاتی ہے

۱۸

شمع تعشق و فریب سحر حسن

۳۰۲ دل لگا لینا تو آسان ہے یہ دشوار نباہ
دل پہ رہنا نہیں ہے قابو اگر
عیش آغاز میں انجام کو ہے نالہ و آہ
صبر و ہوش و خرد اس عشق میں کھو بیٹھا

عہد عشق کے ہر فون سے ہے جب ننگ عیان
...ننگ ہے مشہور عیان ...بیان

۳۰۳ شکل ہو... ہو ...دکھلائے
طائر رنگ رخ عاشق سے پرواز جائے
آنکھ کا نیر ڈھلے اشک میں حیرت چھائے
آنکھ یر بخت جگر پارہ دل ...آئے

موت آجائے طبیعت نہ مگر شوخ پہ آئی
جی نہ مانے بھی تو کچھ کھا کے بلا سے مرجائے

۳۰۴ خوبرو گر نظر آئیں تو دو ...خواب
جائے سو ...بانات ...
اور اگر بات کریں دل نہ حسینوں کو جواب
عشق انگیز کبھی پاس نہ رکھی اسباب

ہو ...جو حسینوں کا تو کردی فی النار
عاشقانہ ...بھول کے شعر و اشعار

۳۰۵ کوئی خود کام جو چاہے تو وہ ...ور
نار ناری ہے وہ کافر ہے جو سمجھے ...
پاس آبیٹھے تو اوس جا سے ہو فورا گافور
آئے پھندے میں حسینوں کی نہ حتی المقدور

مرد عاشق ہو تو ہے موت لب او سکو لعنت

زندہ درگور ہے جا ہے اگر اوسکو ثبات ۳۰۶

گرم بازاری سے کرتے ہین صنم سو تدبیر
ہے خود آرائی کی یہ وجہ کہ کیجیے تسخیر

ناچنا گانا ہے سب سحر لگاوٹ تسخیر
خال اگر دانہ ہے تو زلف ہے دام تزویر

فتنہ معشوق ہین اور آفت جان ہے ہر بات
سخت مشکل ہے کہ دل ایک ہو لاکھون آفات ۳۰۷

بزم یا باغ کی گلگشت مین یا بسر راہ
آدمی ہے کہین پڑجائے جو کمبخت نگاہ

ہوئی جاتا ہے کہین سامنا قصہ کوتاہ
آگیا دل تو ہوا خاتمہ انا للہ

اور اگر جبر سے فرمایا طبیعت کو ضبط
تو ادھر کرتے ہین سو راہ سے پیدا وہ ربط ۳۰۸

زور ہے مکر ہے اظہار محبت حاشا
قوم کسبی سے ہے نادان کہین امید وفا

رحم دل مین نہین زنہار نہ آنکھون مین حیا
دل مین دل ڈالکے دل لیتی ہین ز اداکھینسا

لیکے تصویر بنا لیتی ہین تعویذ صنم
پیار سے رکھتی ہین محرم مین نشانی خاتم ۳۰۹

خاصدان لائے گلوری کا کسی دن مہری
بھیجین ہر صدقہ خبر کچھ جو ملالت کی سنی

کبھی شکوہ ہے خبر کیون نہین کل سے بھیجی
گاہ آنے کی تمنا ہے بلانے کی کبھی

گتھ کے کمار سے مگا کر رفقا کو ہمراز
ساتھ کر سارے جو راستی کو بنا بیٹھین ہمساز ۳۱۰

عاشقانہ کوئی افسانہ سناتا ہے ندیم
بول اوٹھا کوئی وہ اس شہر مین ہے دُرِ یتیم

کوئی کہتا ہے کہ ہو عشق سے دل میرا دو نیم
کرتے سب متفق اللفظ ہین سنکے تسلیم

عشق مشہور ہے گفتار سے پیدا ہو جائے
یہ وہ طوفان ہے کہ اک قطرہ سے دریا ہو جائے ۳۱۱

انکی فطرت سے ہے مجبور گر دل و دین و ایمان
زن مریدی نہین زیبا ہے برائے مردان

شکر صد شکر کہ ہے لاکھ خدا کا احسان
مردمی شرط ہے انسان کو اگر ہے انسان

دل کا سمجھانا جو سمجھو تو بڑی بات نہیں
شعبدہ باز ہیں خوبوں میں کرامات نہیں

۳۱۲
سر میں ہو جب یہ پیرو کا سر مو سودا
مارکا کل پہ دل ایسا ہی اگر ہو شیدا

تاک کفار سیہ پوش کا بوسے رستا
شوق سے پال لے ناگن کا بلا سی جوڑا

تاک دل مانگے تو رستہ ہی بتادی اوسی صاف
تاک لے خوشہ گیسو ہیں کو بجا سے مو باف

۳۱۳
یاد آجائے اگر ناصیہ ماہ جبین
گر پڑے آنکھوں میں وہ دیدہ شوخ چین

ماہ نو دیکھ لے وہ اوس سے منور ہو کہیں
دیدہ نرگس کی ہے لب دل کو بڑائی تسکین

تاک کے غم میں جو غمناک ہو بیتابانہ
سمجھے غیبی عمر کم کا بیشتے افسانہ

۳۱۴
حسن رخسار پہ پیرو کا جو آجائے خیال
لب شیریں پہ جو ٹپکا ہے پنی کی رال

شوق سے دیکھ لے دل بھر کے سوئی کمال
کیا شکر یوسف مصری ہے جو ہوا اوسکا حال

سمجھ نے لب تاہم کہا ساک گوہر ہیں دندان
جو ہر کی شہیں کم کان جو ہر ہو دکان

۳۱۵
کو دہن غنچہ سہی کان ہو سکے گل ٹوٹا
ککھ ہیں جو غنچہ میں نکلا تاک نشین ہی کو پا

غنچہ و گل کا نہیں باغ جہان میں ٹوٹا
باہمت ہند ارکے گپ چپ ہی جتون کو دیکھا

ایسی مجبول صفاتوں سے بھلا یارانہ
کیسے عاشق کو یہ ہشیار ہے یا دیوانہ

۳۱۶
خسرو یوں کا شوق دیکھ دلا پروانہ
سبکے کم کا ستا لکھا عشق کا خزانہ

قیس و فرہاد کا نار گور سنا ہے یا نہ
کام مردان علیخان کا کیا مردانہ

[illegible] روشن
[illegible] نشیمن

۳۱۷
دل [illegible] شدر

عشق مین دونون جہان سے گئے پھر بھی ابر ‏—‏ نہ وہ اپنا ہوا نے لطف سے کی عمر بسر

ترک کر عشق مجازی کو اب اے مرد غیور
عاشق اللہ کے دل حق سے لگانا ہی ضرور

۳۱۸ آجتک وامق و عذرا کا ہی باقی مذکور ‏—‏ قصۂ شیرین و فرہاد ہے گھر گھر مشہور
عشق یوسف سے زلیخا کا نہین ہی مستور ‏—‏ لیلی و قیس سے بڑھکر ہے بیان منصور

قصۂ زہرہ و ہاروت ہے عبرت انگیز
ذکر بلقیس و سلیمان ہے نصیحت آمیز

۳۱۹ مرض عشق ہے کمبخت عجب خانہ خراب ‏—‏ آدمی کیا ہے ملک کو نہین آتی ہی تاب
زندگی بھر ہے قلق اور موے پر ہی عذاب ‏—‏ اوسپہ باقی ہے ابھی دغدغۂ روز حساب

جان کے واسطے سچ پوچھو تو وہ ہی جنجال
ہے کمال اوسکا بس انسان کی لیے عین وبال

۳۲۰ اشرف الخلق بنایا ہے خدا نے انسان ‏—‏ علم و عقل اوسکو دیا ہے مع دین و ایمان
رہنمائی کے لیے بھیجے نبی و قرآن ‏—‏ ہین حقوق اوسپہ خدا اور خدائی کے عیان

سمجھے کچھ رتبہ کو پابند شریعت ہو جاے
بھٹکے بھولے سے کرے توبہ رہ راست پہ آے

۳۲۱ نہ تعشق نہ تأمل نہ مجھے عشق سے کام ‏—‏ فی زمانہ مرض عشق ہے پر گھر گھر عام
مبتلا عشق مین اکثر ہین خواص اور عوام ‏—‏ مجکو منظور تھا ہو نیک بشر کا انجام

اسلیے عشق کے پیرایہ مین لکھی ہی پند
حال اس قال کو سمجھین نہ مگر دانشمند

۳۲۲ مین کہان اور کہان عشق کا سودائے خام ‏—‏ مین نکمہ نہین ہی اپنے مجھے کام سے کام
کافر عشق نہین مین مرا دین ہی اسلام ‏—‏ طبع موزون نے دکھایا ہی پر اعجاز کلام

عشق بھی مجکو اگر ہے تو حقیقی ہے بس
نام کو عشق مجازی کی نہین دل مین ہوس

مجکو منظور نہین گرمی بازار سخن + غور معانی سے ہے آراستہ دربار سخن
ملک مین جاری ہے اب سکۂ سرکار سخن ہے دماغون مین بسی نکہت گلزار سخن

بوالہوس بھول کے بھی لینگے نہ اب عشق کا نام
ایسی مقبول زمانہ مین ہوئی نظم نظام

پندنامہ ہوا کیا خوب ہی اچھا واسوخت عشقبازی کا ہے دستور عمل یا واسوخت
عالم آشوب ہے دلچسپ ہی ایسا واسوخت ضبط عشق اسم ہے بحر دیش ہی عجنا واسوخت

آفت عشق سے اللہ بچائے آمین
یہ قیامت دل دشمن پہ نہ ڈھائے آمین